قال اللہ تعالیٰ

ان اولیاؤہ الا المتقون

بعون عنایت حضرت رب العزت مجموعۂ ملفوظات عارف معارف حقیقت
سالک مسالک شریعت و طریقت مولانا الحاج الحافظ شاہ محمد امداد اللہ صاحب
تھانوی ثم المکی عم فیضہ علی البریۃ اعنی

شمائم امدادیہ

ترجمہ اردو

نفحات مکیہ

من آثار امدادیہ مترجمہ

صاحب المجالس والمواہب جناب حاجی محمد مرتضیٰ خان صاحب دام فیضہ

باہتمام محمد نثار حسین نثار مالک قومی پریس پیام یار بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۴ھ

در قومی پریس لکھنؤ مطبوع شد

سنہ ۱۳۱۴ ہجری

فہرست مختصر کارخانۂ معدن شمیم مصطفےٰ خان مجتبےٰ خان محلہ بالا پیر قنوج

ناظرین یہ کارخانہ عرصۂ دراز سے جاری ہے اور بوجہ اپنی ایمانداری اور راستبازی اور آپ صاحبوں کی قدر دانی کے روزانہ ترقی پذیر ہے فہرست مختصر پیشکش خدمت ہے مال بذریعہ ویلیو حسب فرمائش شائقین بعجلت وکفایت روانہ کیا جاتا ہے۔

نام	قیمت
روح گلاب خالص	صہ/
روح خس خالص	صہ وللعہ/
روح پانڑی	مے وعا/
گلاب	عسہ/ و عہ/ و صہ/ و للعہ/ و عا/ و صہ/ و ۱۲/ و ۸/
کیوڑہ	مے/ و عا/ و صہ/ و ۱۲/ و ۸/
حنا	للعہ/ و مے/ و عا/ و صہ/ و ۱۲/ و ۸/
موتیا	للعہ/ مے/ و عا/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
چمیلی	مے/ و عا/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
خس	مے/ و عا/ و عیہ/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
چمپا	عا/ و عیہ/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
مولسری	عا/ و عیہ/ و صہ/ و ۱۲/ و ۸/
جوہی	عا/ و عیہ/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
پانڑی	عہ/ و ۱۲/ و ۸/
مٹی	عہ/ و ۱۲/ و ۸/
مصالحہ	عا/ و عیہ/ و صہ/ و ۱۲/ و ۸/
ناگیسر اصلی	مے/ و عا/
اگر غرقی	عسہ/
اگر خالص	صہ وللعہ/
شمامۃ العنبر	صہ وللعہ/
شمیم عنبر	مہ وعا/
موگرا	مے/ و عا/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
برگ حنا	عا/
شہناز	عا/ و عیہ/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
مجموعہ	عا/ و عیہ/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
سہاگ	عا/ و عیہ/ و صہ/ و ۱۲/ و ۸/
راحت روح	عا/ و عیہ/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
روح افزا	عا/ و عیہ/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
مخلوط آصفی	عا/ و عیہ/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
عروس	عا/ و عیہ/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
زعفران	عا/ و عہ/ و ۱۲/ و ۸/
سیوتی	عا/ و عہ/
قوام تمباکو فی تولہ	۸/ و ۶/ و ۵/ و ۴/ و ۳/

منیجر کارخانۂ مصطفےٰ خان مجتبےٰ خان محلہ بالا پیر قنوج

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
الحمد للہ والمنت کہ درین زمان میمنت اقتران رسالہ نافعہ الموسوم
شمائم امدادیہ
ترجمہ اردو
نفحات مکیہ من مآثر امدادیہ
متضمن حالات جناب مولانا المولوی الحاج الحافظ الشاہ محمد امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفحاتِ شمائم حمد الٰہی معطرکن مشامِ جان ہین اور حرکاتِ نسیم
نعت رسالت پناہی شگفتہ فرماے غنچہ ہاے قلوب آدمیان
ازبسکہ شناوری بحر معرفت محال ہے اسوجہ سے زبان یاران
ہمدم وہم صحبت کشف اسرارِ معنوی مین لال ہے۔ ؎
این مدعیان در طلبش بیخبر انند ٭ آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد
سبحان اللہ عجیب بیخودی کا سمان ہے جدھر دیکھیے صبغۃ اللہ
ومن احسن من اللہِ صبغۃ کا رنگ عیان ہے۔ تعالیٰ شانہ وجل
جلالہ اللہم صلِ وسلم علیٰ سیدنا محمدٍ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اما بعد
امیدوار مراحم ایزدِ منان اضعف العباد محمد مرتضیٰ خان
ابن المرحوم پیر خان قنوجی مدعا طراز ہے کہ عاجز حق تعالیٰ کے

فضل و کرم سے بماہ شوال ۱۳۱۰ھ ہجری بغرض حج خانہ کعبہ
مکۂ مکرمہ مین حاضر ہوا اور حسب تقدیر قسّام ازل بسلکِ غلامانِ
حضرت شیخی و شیخ العالم مولانا و مرشدنا الحاج الحافظ شاہ
محمد امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی مدظلہ العالی منسلک ہوا
حُسن اتفاق اور حضور کے الطاف سے بکوشش حاجی سید محمد
ابراہیم صاحب علیگڈھی مرید خاص حضور ممدوح رسالۂ نفحات مکیہ
مؤلفہ جناب مولوی عبد الغنی بہاری عظیم آبادی مرحوم کے چند
اجزاء متضمن بعض حالات حضرت صاحب قبلہ ہاتھ آگئے۔ ہرچند
وہ نسخہ بزبان فارسی اور ناتمام تھا۔ کیونکہ مؤلف مرحوم کی موت نے
اُسکی تکمیل کی مُہلت نہ دی تھی۔ تاہم جس قدر موجود تھا بہت
غنیمت و تحقیق تمام تھا۔ دلی خواہش ہوئی کہ اسکا ترجمہ بزبانِ
اُردو شائع کیا جائے تاکہ خواجہ تاشون کو حرزِ جان کرنے کا
موقع ملے۔ لیکن بوجہ آشوب چشم مجکو اس کام کے پورا کرنے مین
گونہ تکلف تھا لہذا عزیزی مولوی محمد احسن وحشی نگرامی
سلمہٗ کو اس خدمت مین شامل کرلیا۔ چنانچہ چند روز کی محنت و
عرقریزی سے اللہ پاک نے اس رسالۂ نافعہ کی ترتیب کو پورا
کیا۔ مؤلف مرحوم نے اسکو بارہ ۱۲ نفحون اور ایک خاتمے پر

ترتیب دیا تھا۔ مگر آخری دو تین نفحات اوّل تو اصل مسودے
مین نہ تھے ثانیاً عوام کو اون سے چندان منفعت بھی معلوم۔
کیونکہ وہ امور اسرار اکابر و ابرار تھے۔ اونکے متعلق صرف اِسقدر
عرض کرنا کافی ہے کہ **مؤلفات** حضرت کے ضیاء القلوب
ارشاد مرشد۔ غذاے روح۔ جہاد اکبر۔ تحفۃ العشاق۔ دردنامۂ
غمناک۔ مجموعہ اشعار گلزار معرفت۔ فیصلۂ ہفت مسئلہ وغیرہا
ہین۔ اذکار و اشغال و مراقبات و اعمال مجربہ و شجرۂ نثر خاندان
چشت تفصیل تمام ضیاء القلوب مین مذکور ہین اور شجرۂ نظم
ارشاد مرشد کے آخر مین ہے اور آپ کے بعض جلیل القدر خلفاء
کا ذکر اجمالاً نفحۂ سوم مین لکھا گیا ہے۔ الحاصل ترجمۂ مسودۂ موجودہ
پر اکتفا کرکے حضرت صاحب قبلہ کے حضور مین پیش کیا اور بموجودگی
مولانا مولوی حاجی خلیل الرحمٰن صاحب (ساکن رڑکی ضلع
سہارنپور) بعض نفحات حضور کو پڑھ کے سُنا بھی دیے۔ اوسکے بعد
اعلیٰ حضرت مدظلہ نے بمزید عنایت رسالہ وحدت وجود بغرض
شمول کتاب عطا فرمایا جسکی وجہ سے یہ تالیف مختصر ایک معنی کر
مکمل ہوگئی اور بمناسبت اسمِ حضور و نامِ اصل رسالہ یعنی نفحات مکیہ
مین آثر امدادیہ عروس فارسی کو لباس اُردو سے آراستہ کرکے

شمائم امدادیہ نام رکھا گیا - جب مین حضور سے رخصت ہوا
اور زیارتِ مدینۂ طیبہ کا ارادہ کیا مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مجھے
رخصت کرنے کو غریب خانے پر تشریف لائے مینے اس رسالہ
کے طبع کرانے کا ارادہ ظاہر کیا مولانا صاحب موصوف نے
فرمایا کہ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی جامع العلوم ہین
جنکے فیض سے مدرسہ جامع العلوم کانپور مین سرچشمۂ علمِ احادیث
جاری ہے اور مولانا احمد حسن صاحب پنجابی جنکا فیض عام مدرسۂ
فیض عام کانپور مین مشہور ہے دُور دُور سے طالب علوم دین
آتے ہین اور مقاصد دینی حاصل کرکے چلے جاتے ہین - یہ
دونون صاحب مریدان خاص حضرت قبلہ مدظلہ کے ہین اور
دونون صاحبون نے کچھ ملفوظات حضور کے جمع فرمائے ہین
اگر وہ بھی اس رسالے مین شامل ہو جاتے تو نہایت ہی مناسب
ہوتا - چنانچہ مین جب وطن پھونچا چند ہی روز کے بعد خدمت مین
اِن دونون حضرات کے حاضر ہوکے تمنا ے دلی ظاہر کی -
دونون صاحبون نے ازراہ شفقتِ برادرانہ میری آرزو کو پورا
کرکے ممنون اور مشکور فرمایا - مین نے وہ اجزا بھی شامل رسالہ
ہذا کر دیے - اُمید ہے کہ شائقین و اخوانِ دین ذوق و شوق

سے ملاحظہ فرما کے فیض و برکات حاصل کرینگے اور خطا و عیب
سے کہ لازمۂ بشریت ہے چشم پوشی فرما کے اپنے اور میرے
و جمیع برادران اسلام کے لیے دعاے خیر سے درگذر نفرمائینگے
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ

نفخۂ اول

(بیانِ ولادت باسعادت حضرتِ ایشان وتحصیل علوم ظاہرہ)

ارباب بصیرت واصحاب خبرت پر ظاہر ہو کہ ولادت باسعادت
حضرت ایشان بتاریخ بست۲۲ و دوم ماہ صفر المظفر روز دوشنبہ
۱۲۳۳؁ ایک ہزار دو سو تینتیس ہجریۂ مقدسہ بمقام قصبۂ نانوتہ ضلع
سہارنپور ہوئی۔ قصبۂ مذکور وطن اجداد مادری حضرت کا ہے
اسم مبارک والد ماجد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا
اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی نواسۂ حضرت
مستند الوقت جناب حافظ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی قدس سرہما نے بلقب امداد اللہ ملقب فرمایا۔ آپکے
والد ماجد کا اسم گرامی حضرت حافظ محمد امین بن حضرت حافظ
شیخ بڈھا بن حضرت حافظ شیخ بلاقی بن حضرت شیخ عبد اللہ۔

بن حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عبد الکریم بن حضرت شیخ عبدالرحیم
بن حضرت شیخ سراج الدین بن حضرت قاضی چندن بن حضرت
قاضی محمد موسیٰ بن حضرت قاضی محمد نصر اللہ خان بن حضرت
قاضی محمد یعقوب خان بن حضرت شیخ نظام الدین بن حضرت
شیخ شہاب الدین معروف بفرخ شاہ کابلی بن محمد شاہ کابلی
بن حضرت نصیر الدین شاہ۔ بن حضرت محمود شاہ بن حضرت
سلیمان شاہ بن حضرت مسعود شاہ بن حضرت شاہ عبد اللہ
واعظ اصغر بن حضرت شاہ عبد اللہ واعظ اکبر بن حضرت
شاہ ابوالفتح بن حضرت شاہ محمد اسحٰق بن حضرت کامل عارف
شاہ سلطان محمود قدس سرہٗ (کہ مکہ معظمہ مین قریب دروازۂ شہر
آسودہ ہین) بن قدوۃ الاولیا دزبدۃ الاصفیا سند العارفین
شیخ الکاملین تارک الدنیا والحکومۃ سلطان الدین والملۃ
فانی فی اللہ الکریم باقی باللہ العلی العظیم جناب حضرت سلطان
ابراہیم قدس سرہ الفخیم بن حضرت ادہم قلندر بن حضرت سلیمان
ہین اور اجداد حضرت ایشان ما قلبی وروحی فداہ موضع تھانہ
بھون ضلع مظفرنگر مین مسکن گزین تھے۔ اب اِس موقع پر
جاننا چاہیے کہ نسب حضرت سلطان العاشقین ملاک الواصلین

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ مین اختلاف واقع ہوا ہے
اکثر شیخ فاروقی کہتے ہین اور بعضے سید زیدی حسینی چشتی کہتے ہین۔
صاحب تحقیقات معانی بالفاظ شریفہ پیر و مرشد حضرت مولانا
مظفر بلخی ادہمی یعنے نخبۃ الکاملین زُبدۃ العارفین شمس المحققین
جناب حضرت مولانا مخدوم شیخ شرف الحق والملّۃ والدین احمد
بن یحیی بن منیری مولداً بہاری اِقامۃً و وفاتاً رضی اللہ تعالی عنہٗ
سیّد زیدی حسینی کہتے ہین اِس طور پر حضرت سلطان سیّد
ابراہیم بن سیّد ادہم قلندر بن سید سلیمان بن سیّد ناصر الدین
بن سید محمد بن سیّد یعقوب بن سیّد احمد بن سیّد اسحٰق بن سید
امام زید ن الشہید رضی اللہ عنہ بن سید امام قاسم رضی اللہ عنہٗ
بن امام الائمہ علی الاوسط حضرت سیّد امام زین العابدین بنِ
حضرت امام الائمہ سید الشُہدا حضرت سیّدنا ابی عبد اللہ امام حسین
شہید دشتِ کربلا رضی اللہ تعالی عنہ ابن امیر المؤمنین امام المسلمین
حضرتِ سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ و ابن سیدۃ النساء
فاطمۃ الزہرآء رضی اللہ تعالی عنہا بنت سید المرسلین فخر الاوّلین
والآخرین شافع روزِ جزا جناب حضرت احمد مُجتبیٰ محمد مصطفےٰ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وازواجہ وسلّم اجمعین۔ اور وجہ شہرت

بفاروقیت حضرت سلطان العارفین یہ ہے کہ نام جدّ مادری جناب
کا بھی ابراہیم ہے اور وہ فاروقی تھے اور بلخ مین سلطنت
کرتے تھے حضرت سلطان العارفین نے اونکی خدمت مین
تربیت پائی اور اونکے بعد اونکے تخت پر بیٹھے پس بوجہ کثرت
قیام اوس مقام کے اور نیز بوجہ مشارکت اسمی جدّ فاسد و جانشینی
جناب سلطان العارفین بہ نسبِ جدّ فاسد خود مشہور ہوئے
وَاللہُ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ۔ اور حضرت صاحب مدظلہٗ وروحی
وقلبی فِدَاہُ کے دو برادر کلان ویک برادر وہمشیر خورد بھی تھین
بڑے بھائی ذوالفقار علی ومنجھلے فدا حسین نام تھے اور تیسرے
خود حضرت ایشان اور چھوٹے بھائی بہادر علی وہمشیرہ بی بی
وزیرالنساء نام تھین۔ ابھی زمانہ سن حضرتِ ایشان کا صرف
سات سال کا تھا کہ حضور کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی حسینی
بنت حضرت شیخ علی محمد صدیقی نانوتوی نے انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور وقت وفات اونھون نے حضرت
کے لیے اِن الفاظ مین وصیت فرمائی کہ بعد میری وفات کے
میرے اِس تیسرے بچّے کو کسی وقت کیا بروقت تعلیم وکیا کسی وقت
وکسی وجہ سے کبھی کوئی شخص ہاتھ نہ لگاوے اور زجر وضرب

نہ کرے۔ چنانچہ بعد انتقال والدۂ ماجدۂ حضرت ایشان اونکی
اس وصیت کی تعمیل مین یہان تک مبالغہ کیا گیا کہ کسی کو آپکی
تعلیم کی طرف کچھ توجہ و التفات نہوئی۔ لیکن چونکہ تائید ربانی
ابتدائے خلقت سے مُربی حضرت ایشان کی تھی اوس زمانہ
صغر سنی مین بھی باوجود عدم توجہی و مُطلق العنانی کبھی لہو و لعب
نامشروع مین مشغول نہوتے تھے اور اپنے باطنی شوق سے
قرآن مجید حفظ کرنا شروع فرمایا اور اپنے شوق سے اکثر حُفّاظ کو
اُستاد بنایا۔ مگر تقدیرات سے کچھ ایسے موانع پیش آتے گئے
کہ نوبت تکمیل حفظ کی نہ پہونچی یہانتک کہ توفیق الٰہی ۱۲۵۸ھ بارہ سو
اٹھاون ہجری مین چند دن مین یہان اوسکی تکمیل ہو گئی۔ اور
سولہ سال کے سن مین وطن شریف سے ہمراہی حضرت مولانا
مملوک علی صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ دہلی کے سفر کا
اتفاق ہوا۔ اوسی زمانے مین چند مختصرات فارسی تحصیل فرمائے
اور کچھ صرف و نحو اساتذۂ عصر کی خدمت مین حاصل کی۔ اور
مولانا رحمت علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ سے تکمیل الایمان
شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہٗ کی قراءت اخذ فرمائی۔

نفحۂ دوم

(ذکر حصول کمالات معارف حضرتِ ایشان تا زمان رونق افروزی برمسند ہدایت وارشاد)

ہنوز تکمیل علوم ظاہرہ میسر نہوئی تھی کہ ولولۂ خداطلبی دل اخلاص منزل حضرت ایشان مین جوش زن ہوا اور بعمر ہیژدہ سالگی دست حق پرست حضرت مولانا نصیر الدین حنفی نقشبندی مجددی غازی دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کہ خلیفہ و مرید حضرت مولانا شاہ محمد آفاق قدس اللہ سرّہٗ الاقدس وشاگرد و داماد حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی مہاجر ونیز شاگرد حضرت مستند الوقت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی انار اللہ برہانہ تھے۔ طریقہائے نقشبندیہ مجددیہ مین بیعت کی اور اذکار طریقۂ نقشبندیۂ مجددیہ اخذ فرمائے اور چند دن تک اپنے پیر ومرشد کی خدمت مین حاضر رہکر اجازۃ وخرقہ سے مشرف ہوئے۔ بعد ازان بالہام غیبی وبجذبۂ لذتِ کلام نبوی مشکوٰۃ شریف کا ایک ربع قراۃً عاشق زار رسول انور حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی پر گذرانا۔ اور حصن حصین وفقہ اکبر امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم ابی حنیفہ نعمانی بن ثابت رضی اللہ عنہ قراۃً حضرت مولانا عبد الرحیم مرحوم نانوتوی سے اخذ کیا اور یہ ہر دو بزرگوار ارشد تلامذہ عارف مستغرق حضرتِ

مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھوی کے تھے اور حضرت مفتی صاحب قدس سرہ خاتم دفتر ششم مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ و شاگرد حکیم اُمت محمدیہ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تھے اور مثنوی معنوی حضرت محی الدین مخدومی مولانا شیخ جلال الدین رومی قدس اللہ روحہ کو حسین معانی کتاب وسنت کو زبان فارسی مین لاکر بطرز حمید و عنوان جدید ادا فرمایا ہے اور اس شعر مین ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران * خود اس نکتۂ عجیب کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور اوسکے طرز بیان مین شور عشقی بحسن اسلوب زیادہ کیا ہے اور اس لئے اے خاص مین امام العاشقین تھے۔ اور گویا کہ جذبات الٰہیہ و اسرار صمدیہ اونکے لیے ودیعت رکھے گئے تھے اور اصول دینیہ اور اسرار اسرار معارف ربانیہ کو انواع انواع طریقون سے ظاہر وہویدا فرمایا ہے۔ بالجملہ تعریف مثنوی معنوی جو کچھ کہ کیجاوے ایک منجملہ سو کے بھی نہو سکیگی۔ ناگزیر خاموشی کی آبروریزی نہ کرکے اس قلیل فقرات پر کہ دال کثیر ہین بس کیا " مولانا شاہ عبدالرزاق رحمہ اللہ سے قراۃً اخذ کیا اور نمک خمیر اپنے ولولۂ دل کا بنایا۔ اللہ بخشے مولانا شیخ

عبد الرزاق نے مثنوی معنوی کو جناب حضرت مولانا شیخ ابو الحسن
رحمہ اللہ سے قراءۃً لیا تھا اور شیخ ابو الحسن نے اپنے والد
ماجد حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھوی مذکور خاتم دفتر ششم
سے سماعۃً و قراءۃً حاصل کیا تھا اور حضرت مولانا مفتی رحمہ اللہ
نے عالم رویا مین مصنف قدس سرہ سے پڑھا تھا اور واسطے
ختم دفتر ششم کے مامور ہوئے تھے۔ الحاصل چونکہ حضرت ایشان
نے مطالعہ مثنوی کو بطور ورد کے معمول فرمایا تھا۔ خانۂ اقدس
کو ایک حرکت بلیغ پیدا ہوتی تھی اور جوش و خروش باطنی
آئینۂ چہرۂ انور سے ظاہر ہوتا تھا اور داعیۂ تکمیل سلوک ساحت
سینۂ صفا گنجینہ مین جلوۂ اضطرار ڈالتا تھا۔ یہان تک کہ
اوسی درمیان مین ایک دن آپ نے خواب دیکھا کہ مجلس
اعلیٰ و اقدس حضرت سرورِ عالم مرشد اتم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ
و اصحابہ و ازواجہ و اتباعہ وسلم مین حاضر ہون۔ غایت رعب
سے قدم آگے نہین پڑتا ہے کہ ناگاہ میرے جدِ امجد حضرت
حافظ بلاقی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور
حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین پہونچا دیا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ لے کر حوالہ حضرت میانجیو صاحب

چشتی قدس سرہ کے کردیا اور اوسوقت تک بعالم ظاہر حضرت
میان جیو صاحب رحمہ اللہ تعالے سے کسی طرح کا تعارف
نتھا بیان فرماتے ہین کہ جب مین بیدار ہوا عجیب انتشار و
حیرت مین مبتلا ہوا کہ یارب یہ کون بزرگوار ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ انکے ہاتھ مین دیا اور خود
مجھکو اونکے سپرد فرمایا۔ اسی طرح کئی سال گزر گئے کہ ایکدن
حضرت استاذی مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی رحمہ اللہ تعالی
نے میرے اضطرار کو دیکھکر بکمال شفقت وعنایت فرمایا کہ
تم کیون پریشان ہوتے ہو۔ موضع لوہاری یہان سے قریب ہے
وہان جاؤ اور حضرت میانجیو صاحب سے ملاقات کرو شاید
مقصد دلی کو پہونچو اور اس حیث بحث سے نجات پاؤ۔ جناب
ایشان بیان فرماتے ہین کہ جس وقت حضرت مولانا سے
مین نے یہ سُنا متفکر ہوا اور دل مین سوچنے لگا کہ کیا کرون آخر
بلا لحاظ سواری وغیرہ مین نے فوراً راہ لوہاری کی لی۔ اور
شدتِ سفر سے حیران وپریشان چلا جاتا تھا یہان تک کہ
پیرون مین آبلے پڑگئے بارے بہ کشش وکوشش آستانہ شریف پر
حاضر ہوا اور جیسے ہی دور سے جمال باکمال جنابشان ملاحظہ کیا

صورت انور کو کہ خواب مین دیکھا تھا بخوبی پہچانا اور محو خود رفتگی ہوگیا اور آپے سے گذر گیا اور اُفتان وخیزان اونکے حضور مین پھونچکر قدمون پر گر پڑا۔ حضرت میانجیو صاحب قدس اللہ اسرارہٗ نے میرے سرکو اوٹھایا اور اپنے سینہ نور گنجینہ سے لگا لیا اور بکمال رحمت وعنایت فرمایا کہ تمکو اپنے خواب پر کامل وثوق ویقین ہے۔ یہ پہلی کرامت منجملہ کرامات حضرت میانجیو صاحب کی ظاہر ہوئی اور دل کو بکمال استحکام مائل بخود کیا۔ الحاصل ایک مدت خدمت بابرکت جناب موصوف مین حلقہ نشین رہے اور تکمیل سلوک طرق اربعہ عموماً وطریق چشتیہ صابریہ خصوصاً کیا اور خرقہ وخلافت تامہ واجازۂ خاصہ وعامہ سے مشرف ہوے۔ بعد عطاے خلافت حضرت میانجیو صاحب نے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو تسخیر یا کیمیا۔ جسکی غرض ہو وہ تمکو بخشون۔ آپ یہ سُنکر رونے لگے اور عرض کیا کہ دنیا کے واسطے آپکا دامن نہین پکڑا ہے خدا کو چاہتا ہون وہی مجکو بس ہے۔ حضرت میانجیو صاحب قدس سرہٗ یہ جواب نمکین سُنکر بہت مسرور وخوش عزہ ہوے اور آپ کو بغل گیر فرما کر علو ہمت کی آفرین کی اور دُعاہاے جزیلہ وجمیلہ دین اور خود حضرت میانجیو صاحب

انار اللہ ضریحہ نے سنہ ایک ہزار دو سو اونسٹھ ہجری مین رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔ بعد ازان گونہ قلب مبارک مین جذبۂ الٰہیہ پیدا ہوا۔ اور آپ آبادی سے ویرانے کو چلے گئے۔ مخلوق سے نفرت فرماتے تھے اور جنگل پنجاب وغیرہ مین بسر فرماتے تھے اور اکثر دولتِ فاقہ سے کہ سُنّت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مشرف ہوتے تھے۔ یہانتک کہ آٹھ آٹھ روز اور کبھی زیادہ گزر جاتے اور ذراسی چیز حلق مبارک مین نہ جاتی۔ اور حالتِ شدّتِ بھوک مین اسرار وعجائب فاقہ مکشوف ہوتے تھے۔ بیان فرماتے تھے کہ ایکدن بہت بھوک کی تکلیف مین ایک دوست سے کہ نہایت خلوص دلی رکھتا تھا چند روپے مینے بطور قرض مانگے۔ باوجود موجود ہونے کے انکار صاف کردیا۔ اوسکی اِس نا اِلتفاتی سے تکدّر و ملال دِل مین پیدا ہوا چند مِنٹ کے بعد تجلّی توحید افعالی نے استعلا فرمایا اور معلوم ہوا کہ یہ فعل فاعلِ حقیقی سے متکون ہوا ہے اوسوقت۔ سے خلوص اوس دولت کا زائد ہوا اور وہ تکدّر مبدّل بہ لُطف ہو گیا۔ اِس واقعہ کو چندماہ گزرے تھے کہ مین مراقبہ مین تھا سیّدنا جبرئیل و سیّدنا میکائیل علیہما السّلام کو بغایت جلال ملکانی و نہایت جمالِ

نورانی سنبل کاکُل سیاہ کندھون پر ڈالے ہوئے اور سبزہ نہ اوگا ہوا دیکھا محو وخود رفتہ ہوگیا جو لذت کہ حاصل ہوئی احاطہ بیان مین نہین آسکتی اور وہ دونون متبسم کنان دُزدیدہ نگاہ سے دیکھتے ہوئے اوسی طرح چلے گئے اور کچھ نہ کہا۔ راقم امؤلف ہیچکارہ نے بخدمت حضرت ایشان قلبی وروحی فداہ عرض کیا کہ تعبیر دیکھنے اِن فرشتگان اولوالعزم کی کیا تھی ارشاد فرمایا کہ مرتبہ نزدیکی کا مجھپر ظاہر ہوا۔ کیونکہ دیکھنا جبریل کا بشارت اس اَمر کی ہے کہ بفضلہٖ سبحانہ حصۂ وافر عِلم و تعلیم وارشاد و ہدایت سے مجکو مرحمت ہوگا کہ یہ خدمت انکو تفویض ہے اور دیکھنا میکائیل کا اشارہ ہے اسطرف کہ مایحتاج بہٖ فی الدنیا بے تکلّف میسّر آوے کہ قسمت وتقسیم رزق کی حضرت میکائیل سے متعلق ہے۔ راقم ہیچمیرز (مؤلف) عرض کرتا ہے کہ فی الواقع ایسا ہی ہوا۔ سائل چند منٹ مین ایک ادنی اشارہ حضرت ایشان سے صاحب حال ہوتا ہے۔ ایک شخص نے رس الاذکیا مولوی محمد قاسم نانوتوی سے پوچھا کہ حضرت مخدوم عالم حاجی امداد اللہ صاحب عالم بھی ہین اوسکے جواب مین فرمایا کہ عالم ہونا کیا معنے۔ اللہ نے اونکی ذات پاک کو عالم گر فرمایا ہے اور نیز رسالۂ آبحیات

مین لکھتے ہین ۔ مین جس وقت کہ مکہ معظمہ مین زیارت حضرت ایشان
سے شرف اندوز ہوا بوجہ تہیدستی دین و دُنیا کچھ پیشکش نہ کرسکا
بجز اسکے کہ ان ہی اوراق سیاہ مسودہ کو پیشکش کرکے رسم
پیشکش بجالایا ۔ شکریہ عنایت گرامی کس زبان سے ادا کرون
کہ اس ہدیہ مختصرہ کو قبول فرمایا اور اوسکے صلے مین دُعا ہائے
جزیلہ فرمائین اور تصحیح وجدانی و تحسین لسانی زیادہ کیا اور
میری تسکین فرمائی کہ بسبب اپنی کم مائگی و ہیچمدانی کے اُس
تحریر کی صحت مین جو تردد مجکو تھا رفع ہوگیا ۔ پھر اب اگے کوئی یہ سمجھے
ضرور تھوڑا متعجب ہوکہ کجا تحقیق و تنقیح قاسم نادان اور کجا یہ صحت
و تصحیح ۔ یہ تمام نور افشانی بدولت اوسی شمس العارفین کے
ہے اور اس جگھہ مین بھی مثل زبان و دست و قلم واسطۂ ظہور
مضامین مکنونہ دل عرش منزل حضرت ایشان ہوا ہون ۔ ورنہ
اپنی ہیچمدانی اوس بے سروسامانی و پریشانی پر دو شاہد عادل
ہین جن سے انکار نہین کرسکتا ۔ انتہی بترجمتہ ۔ و راقم مسکین
(مولف) نے اکثر زبان حق ترجمان حضرت ایشان قلبی و
روحی فداہُ سے سُنا ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ مولوی محمد قاسم
مرحوم کو میری زبان بنایا تھا جیسے مولانا روم کو زبان حضرت

شمس تبریز قدس سرہٗ کی بنایا تھا اور نیز حضرت مدظلہ العالی
نے بیان فرمایا کہ اوسی زمانے مین مراقبے مین مینے حضرت
شیخ الشیوخ خواجہ معین الدین چشتی کو دیکھا۔ قدسنا اللہ باسرارہ
کہ فرماتے ہین کہ مین نے تمھارے ہاتھ پر زر خطیر صرف کیا۔ یہ سنکر
مین رونے لگا اور عرض کیا کہ مین نے اسلیے قدم شریف
نہین پکڑے ہین اور مین قوت تحمل اس خدمت کی بھی نہین
رکھتا ہون۔ ہان ایک قطرہ بحار سینۂ باسکینۂ انوار گنجینۂ حضرت والا
سے چاہتا ہون کہ سوائے معارف حضرت حق کے نہین ہے
حضرت خواجہ روح اللہ روحہٗ نے تسکین فرمائی اور ارشاد فرمایا
کہ اسوقت سے کوئی حاجت ضروریہ دینویہ تمھاری بند رہیگی جس قدر
ضرورت ہوگی بوجہ نیک رفع ہو جاویگی۔ فالحمد للہ کہ اوسوقت
سے ایسا ہی ظہور مین آیا جیسا کہ حضرت خواجہ نور اللہ ضریحہ نے
ارشاد فرمایا۔ اور نیز اوسی دن خدمت اشہر فقرای زمان صاحب
تمکین وعرفان مولانا سید قطب علی جلال آبادی قادری
رحمہ اللہ تعالی مین تبقریب فاتحہ والدۂ ماجدۂ حضرت ممدوح گیا تھا۔
حضرت سید صاحب موصوف بکمال عنایت واخلاق پیش آئے
اور فرمایا کہ مین خود آپکے پاس ارادہ حاضری رکھتا تھا تاکہ تشکو

بشارت پھونچاؤن اور مبارکباد دون نسبت اوس واقعہ کے
کہ جو مین نے دیکھا ہے یعنی مین نے عالم واقعہ مین تمام اولیا
کو عموماً و حضرات خواجگان چشت کو خصوصاً دیکھا ذکر تمھارا اُسنا
ایک صاحب نے اونمین سے تمھاری نسبت فرمایا کہ مصارف
اونکے بہت ہین اور آمدنی اقل قلیل۔ اوسکے جواب مین بزرگان
چشت نے فرمایا (قدس سرہم) کہ ہان ایسا ہی تھا لیکن فی الحال
واسطے رفع مایحتاج بہ اُنکے لیے وظیفہ مقرر کردیا گیا ہے اب
جس قدر کہ حاجت ہوگی عنایت ہوا کرے گا۔ فالحمد للہ علی نوالہ
کہ تب سے رفع ضروریات لاحقہ بلا تردّد و تفکّر غیب سے ہوتا ہے
راقم عاجز نے بچشم خود دیکھا ہے کہ مصارفِ کثیر بے سبب ظاہری
بہ احسن وجوہ انجام پاتے ہین۔ یہان سے معلوم ہوا کہ استغنائے تام
پرستاران حضرت ایشان سے ہے کبھی اغنیاء و اُمراء کے یہان
قدم رنجہ نہین فرماتے۔ بلکہ اونکی طرف اوس قدر التفات بھی
نہین کرتے جتنا کہ فقرا و مساکین پر نظر ہوتی ہے اِلّا جو کوئی
کہ خادم خاص ہے اور حسبۃً للہ بخدمت عظامی حاضر ہوتا ہے
کہ وہ بھی درویشی کے رنگ مین ہوتا ہے اور قصہ حاجی نواب
فیض علیخان مرحوم برادر نواب محمود علیخان رئیس چھتاری مشہور

معروف ہے اور یہ حالتِ جذب وصحرانوردی تقریباً چھ ماہ
تک رہی۔ راقم مسکین نوّر اللہ قلبہ بنور العرفان عرض رسا ہے
کہ مینے ثقات سے سُنا ہے کہ اوس زمانے مین کوئی شخص ایسا
تھا کہ آپ کے سامنے سے گزر کرتا اور متاثر نہ ہوتا اور اوسپر
رعب نہ ہوتا پھر توجہ و التفات کی حالت کا کیا ذکر۔ آور اوسی
حالت، ذوق وشوق مین ۱۲۶۰ھ ایک ہزار دوسو ساٹھ ہجری
قدسی مین سیّد کائنات اشرف مخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ تم ہمارے پاس آؤ یہ خواب
دیکھ کر خواہش زیارت مدینہ طیبہ دل عشق منزل مین متمکن ہوئی
یہان تک کہ بلا فکر زاد و راحلہ کے آپ نے عزم مدینہ منورہ
کر دیا اور چل کھڑے ہوے۔ جب ایک گاؤن مین پھونچے
آپ کے بھائیون نے کچھ زاد وراحلہ روانہ کیا حضور نے
اوسکو بخوشی خاطر قبول کیا اور روانہ ہوئے یہان تک کہ
پنجم ذیحجہ ۱۲۶۱ھ بارہ سو اکسٹھ ہجری کو بمقام بندر لیس کہ متصل
بندر جدّہ کے ہے جہاز سے اوترے اور براہ راست عرفات
کو تشریف لے گئے اور جملہ ارکانِ حج بجا لائے اور مکہ معظمہ
مین حضرت مشہور فی الآفاق مولانا محمد اسحٰق محدّث حنفی دہلوی

ثم المکی قدس سرہٗ وحضرتِ عارف باللہ سیّد قدرت اللہ حنفی بنارسی ثم المکی سے کہ کرامات وخرق عادات مین مشہور تھے فیض وفوائد حاصل کیے اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق رحمہ اللہ تعالیٰ نے چند وصایا فرمائے۔ ازانجملہ یہ کہ اپنے کو کمترین مخلوقات سمجھنا چاہیے اور یہ کہ تا امکان خود قوت حرام ومشتبہ سے پرہیز واجب جانے کیونکہ لقمۂ مشتبہ وحرام سے برابر نقصان ہے۔ اور مُراقبۂ اَلَم یَعلَم بِاَنَّ اللہَ یَریٰ تعلیم فرمایا تاکہ ملاحظہ معنی صورت رویت حق تعالیٰ خود کو ملاحظہ کرے اور اوسپر مواظبت رکھے۔ تاکہ وجدان صورتِ ملکیہ کا ہووے اور دوسری باتین تعلیم فرمائین اور اپنے خاندان کے معمولات کی اجازت دی اور فرمایا کہ فی الحال بعد زیارت مدینہ طیبہ تمھارا ہند کو جانا قرین مصلحت ہے پھر تو انشاء اللہ تمام تعلقات منقطع کر کے اور بہ ہمت تمام یہان آؤ گے البتہ چندے صبر ضروری ہے۔ اوسوقت مدینۂ منورہ کا راستہ مامون تھا۔ اور کوئی شورش بددیون وغیرہ کی نہ تھی۔ اور آپ کے دل شوق منزل کو سخت اضطراب وقلق مدینۂ طیبہ کی حاضری کا تھا کہ علتِ غائی اس سفر کی یہی تھی خیال تھا کہ اگر وہان جانا

نہوا توگویا تمام محنت مُفت رایگان ہوئی بالآخر آپ نے یہ تشتّت
بحضور جناب سید قدرت اللہ (سابق الذکر) عرض کیا۔ حضرت سید صاحب
نے تسکین فرمائی اور چند بدوی مریدان خود کو آپکے سپرد
کیا اور حکم دیا کہ بحفاظت تمام اِنکو مدینۂ طیبہ لیجاؤ اور پھر یہاں
لے آؤ اور اُنکی خدمت کو سعادت جانو اور اِنکے قلب
کو کوئی رنج نہ پھونچنے پاوے کیونکہ اِن کے ملال سے
تُمھاری عاقبت کی خرابی متصور ہے۔ مولانا فرماتے ہین:
ع ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد + تا از و صاحبدلے نامد
بدرد + بالجُملہ آپ مدینۂ منوّرہ کو روانہ ہوئے اور دلمین خیال
آیا کہ اگر کوئی عامل کامِل و عارف واصل بلا میری طلب
کے اجازت پڑھنے درود تنجینا کی دیتا تو بہت اَچھا ہوتا۔
بارے بفضلہ تعالیٰ اوس جوار پاک شاہِ لولاک مین پھونچے
اور شرف جواب صلوٰۃ و سلام حضرت خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ
والسّلام سے مشرف ہوئے اور عارفِ خدا حضرت شاہ غلام مرتضٰی
جھنجھانوی ثُمّ المدنی سے ملاقات فرمائی اور اپنے شوقِ دلی
کا نسبت قیام مدینۂ منوّرہ کے اِظہار فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب
ممدوح نے فرمایا کہ اَبھی جاؤ چندے صبر کرو پھر انشاء اللہ

یہان بہت جلا آئے گے اور صاحب جذب و احسان حضرت مولانا مولوی شاہ گل محمد خان صاحب رحمہ اللہ سے کہ متوطن قدیم رامپور تھے اور عرصہ تیس سال سے مجاور روضہ شریف تھے ملاقات کی اور اونکی خدمت سے بہت فوائد حاصل کیے اور خود حضرت خانصاحب موصوف نے بلا ذکر و طلب اجازت درود تنجینا کی دی کہ ہر روز اگر ممکن ہو ایک ہزار بار ورنہ تین سو ساٹھ بار پڑھا کرو اور اگر اس قدر مین بھی دقت ہو تو اکتالیس بار تو ضرور پڑھا کرو اور ہرگز ناغہ نہونے پاوے کہ اسمین بہت سے فوائد ہین۔ راقم (مؤلف) کہتا ہے کہ حضرت نے کمال خادم نوازی سے مجکو اس درود شریف و دیگر فوائد کی اجازت عطا فرمائی اور فقیر نے اسکو اپنا معمول کرلیا ہے۔ اور بہت کچھ فوائد پاتا ہے۔ اور درمیان روضۂ شریفہ و منبر کہ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اوسکی شان ہے مراقبہ فرمایا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مقدس خود سے بصورت حضرت میانجیو صاحب قدس سرہٗ نکلے اور عمامہ لپٹا و ترا اپنے دست مبارک مین لیے ہوئے تھے۔ میرے سر پر غایتِ شفقت سے رکھدیا اور کچھ نہ فرمایا اور واپس تشریف

لیگئے۔ راقم مسکین کہتا ہے کہ یہ عبارت سے اجازۃ مطلقہ آنجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اور پیچیدہ وتر ہونا عمامہ کا اشارہ ہے طرف سلوک بعد جذب و تمکین بعد تلوین و بقا بعد فنا کے و نیز یہ مجموعہ اشارہ اجازتِ واپسی وطن کا ہے۔ پس جبکہ یہ اشارہ ہو چکا تو آپ وہان سے روانہ ہوئے اور بفضلہ تعالیٰ بعافیت تمام مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً مین داخل ہوے۔ اور چند دن مکہ معظمہ مین رہکر وطن کو روانہ ہوے اور چند دن مین اللہ کی مدد سے وطن مین آپہونچے اور دیدۂ منتظران کو تر و تازگی بخشی۔ مد اللہ ظلال جلالہ

نفحہ سوم

(ذکرِ جلوہ فرمائے حضرت ایشان بہ کرسی تلقین وارشاد تا ہنگام ہجرت اشرف البلاد)

بعد ازانکہ بفضلہ تعالیٰ سفرِ حج سے بعافیت تمام ۱۲۶۲ بارہ سو باسٹھ ہجری مین وطن کو معاودت فرمائی لوگون نے اصرار وکوشش واسطے بیعت لینے کے کرنا شروع کیا اور آنجناب ایشان نے انکار فرمایا اور چندے اسپر اقدام نفرمایا۔ کیونکہ انتظارِ حکم و

اِجازۃ غیبی کا تھا۔ یہان تک کے ایکبار تھانہ بھون مین خواب دیکھا کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع خلفای رَاشدین و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہاین۔ اور حضور موصوف کی عنایت و شفقت بے انتہا اپنے حال پر مبذول دیکھی۔ و نیز دیکھا کہ زوجہ شیخ فدا حسین والدہ حافظ احمد حسین مہاجر وا مین حجاج مقیم مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و کرامۃً۔ براے حضرتِ ایشان اپنے مکان مین کھانا پکا رہی ہاین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن مرحومہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تُو اوٹھ تا کہ مین مہمانان امداد اللہ کے واسطے کھانا پکاؤن کہ اونکے مہمان علما ہاین۔ یہ خواب بشارت تھی اجازت لینے بعیت کے۔ اور اِسی جگہہ سے ثابت ہوا کہ اوس دن سے ہجوم عُلما و طلبا زیادہ سے زیادہ ہوا پھر دوبارہ اشارت غیبی اِس بشارتِ غیبی کی تائید مین ہوئی اور فہمائش ارباب معارف عموماً و حضرتِ عرفانِ بھائی جناب حافظ محمد ضامن صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ خصوصاً اِسپر مؤکد تر ہوئی چارو نا چار بعیت لینا شروع فرمایا۔ اوّلاً چند آدمیون نے عوام سے بعیت کی۔ بعد ازان اوّل جس شخص نے

علماء دستے بیعت کی۔ جامع فضل وکمال ممکنہ افراد انسانی حضرت ابی الحکیم مولانا رشید احمد گنگوہی سلمہ اللہ تھے اور تمام خلفای حضرت ایشان سے کمالات باطنیہ مین گوے سبقت لیگئے بعد ازان وارث علوم دینی مستفیض بفیضان ہوے۔ مرحومی حضرت الحاج مولانا محمد قاسم نانوتوی کہ کشف اسرار وحقائق علوم الٰہیہ مین ایک آیۃ آیات الٰہی سے تھے منتظم سلسلہ بیعت ہوے نور اللہ ضریحہ بعد اونکے علامہ عصر حضرت مولوی عبد الرحمٰن کاندہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ وحضرت مولوی محمد حسن پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ وجامع علوم الٰہیہ وعالیہ الحاج مولانا محمد یعقوب نانوتوی مدرس اول مدرسہ دیوبند نور اللہ ضریحہ وحضرت مولوی حافظ محمد یوسف تھانوی ابن حضرت عارف کامل حافظ محمد ضامن نور اللہ مرقدہ وحضرت الحاج المولوی حکیم ضیاء الدین رامپوری السہارنپوری وجناب ادیب اریب نقیہ لبیب محدث اجل مفسر اجل فاضل افضل حضرت استاذی الحافظ الحاج مولانا فیض الحسن السہارنپوری ادامہ اللہ سبحانہ بافادتہ وافاضاتہ وعالیجناب نواب حضرت الحاج المولوی محی الدین خان مرادآبادی وصاحب تالیفات کثیرہ حضرت الحاج المولوی

محی الدین خان خاطر میسوری و مُدرّس بے نظیر ذکی خوش تقریر
حضرت الحافظ الحاج المولانا احمد حسن الڈسکوی الپٹالوی
مُدرّس اول مدرسۂ دار العلوم کانپور سلمہ اللہ دوا بقاہ و حضرت
الحاج المولوی نور محمد مرحوم و مغفور و حضرت الحاج المولوی
محمد شفیع نورنگ آبادی بلند شہری و حضرت الحاج المولوی
عنایت اللہ المالوی و حضرت جامع فضل و کمال الحاج
مولانا صفات احمد غازیپوری و حضرت فاضل متورع تقی الحاج
مولانا محمد افضل ولایتی و حضرت ذکی رضی فاضل نقی الحاج
مولانا السید محمد فدا حسین الرضوی محی الدین نگری سلمہ اللہ تعالےٰ
وابقاہ وغیرہم رزقہم اللہ سبحانہٗ حلاوۃ الایمان وختم اللہم
عَلَی الایمان وَالعرفان داخلِ طریقہ حضرت ایشان ہوئے
اور سلسلۂ مُسترشدین مین آئے اور اکثر مجمع طائفۂ علماء سے
تھے اور روز بروز انکی جماعت زیادہ ہوتی تھی یہانتک کہ
حدّ احصاء سے متجاوز ہو گئی۔ اور اُسی زمانے مین بوجہ ہجوم
واژدہام خلائق طبع گرامی بوجہ کششِ غیبی کبھی سفر کو پسند
فرماتے تھے۔ لیکن اپنے نفس نفیس سے تعین کسی مقام کا
نفرماتے تھے بلکہ ؎ رشتۂ در گردنم افگندہ دوست ؎

می برد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست * آپکا مصداقِ حال تھا اور
اکثر انتہائے سفر بسمت پیرانِ کلیر و دہلی بغرض زیارت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی قدسنا اللہ باسرارہ و دیگر بزرگان
کے کہ ادن مقامات مین آسودہ ہین ہوتا تھا اور بمقام
پانی پت واسطے زیارت حضرت شیخ شمس الدین پانی پتی و
حضرت شیخ کبیر الاولیاء جلال الدین پانی پتی کے جاتے تھے
اور کبھی دوسرے مقامات مین بطریق ندرت اتفاق
ہوتا تھا اور اکابر علماء و اولیاے اوس نواح سے رسم محبت
غالب تھی علی الخصوص اشہر علماء و اکبر اولیا قطب فرید
فرد و حید شیخ شیخی جناب حضرت الحافظ الحاج المہاجر مولانا
الشاہ احمد سعید الحنفی المجددی الدہلوی المدنی اور اعلم
علمای اجل محدث اجل التقی النقی حضرت استاذی الحافظ
الحاج المہاجر المولانا الشاہ عبد الغنی الحنفی المجددی الدہلوی
المدنی برادر اصغر حضرت مولانا شاہ احمد سعید مذکور رحمہما اللہ تعالی
برحمتہ الواسعہ سے رابطۂ خلوص و اتحاد بہت زیادہ تھا اور
تا زمانہ وفات ان حضرات کے بعد نہایت گرم مجلس رہے اور
حضرت شاہ حسن عسکری نظامی دہلوی نور اللہ مرقدہٗ و برد مضجعہ

وحضرت مولوی محمد حیات نظامی دہلوی نوراللہ ضریحہٗ وغیرہما
سے بھی محبّت وخلوص بغایت اختصاص تھا اور اوس زمانہ
مین شراب عشق الٰہی صہبائے خمیر آنجناب مین بکمال غلیان
تھی - اور مینے ثقات سے سنا ہے کہ مستقل مزاجون کو حلقہ
توجہ حضرت ایشان مین ضبط آہ و نالہ و گریہ و بکا کرنا امکان
مین نہ تھا تو ناقصون کا کیا ذکر مجلس شریف ہر دم و ہر آن
گرم رہتی تھی اور جو کوئی شخص دو چار منٹ کو بغرض ضرورت
دنیاوی یا دینی حاضر خدمت بابرکت ہوتا تھا کچھہ نہ کچھہ
حاصل کرتا تھا ولنعم ماقیل ؎ و للارض من کاس الکرام نصیب
اور اسی درمیان مین غایت جوش دلی سے خیال ہجرت
دل عرش منزل مین جمنے لگا اور حلقہ نشینان کو ایک کیفیت
معلوم ہونے لگی - لیکن حکم غیبی سے چارہ نہ تھا اور وہ ارادہ
قوت سے فعل مین نہ آتا تھا یہان تک کہ زمانہ غدر ہندوستان
مین مشیت حق سبحانہٗ تعالیٰ اسپر متوجہ ہوئی اور یہ آرزوے
دیرینہ کہ مدت دراز سے کانون سینہ مین شعلہ زن تھی سنہ ۱۲۷۶
بارہ سو چہتر ہجری قدسی مین ظاہر ہوئی اور تمام مدت قیام
حضرت ایشان کے ہندوستان بطریق تعلیم وارشاد چودہ سال

ہوئے۔ بعد ازان وہ آفتاب ہدایت و ارشاد مکۂ معظمہ مین طالع ہوا۔ مدّ اللہ ظلال جلالہ ؎

نفحۂ چہارم

(ذکر ہجرت ایشان بمکۂ معظمہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما و قیام بمقام مقدس مذکور)

ایّام غدر ہندوستان مین بوجہ بے نظمی دین و تغلّب معاندان دین قیام ہند گران خاطر ہوا اور ارادۂ سابقہ ہجرۃ و اشتیاق بالغۂ زیارتِ روضۂ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم جوش و خروش مین آیا اور ۱۲۷۶ھ بارہ سو چھتر ہجری مین براہ پنجاب روانہ ہوے اور اثناے راہ مین پاک پٹن و حیدر آباد سندہ وغیرہ مواضع مین زیارات بزرگان مقامات مذکور سے مشرف اور فیوض و برکات سے مالامال ہوتے ہوے کراچی بندر پہونچے وہان سے جہاز پر سوار ہوئے اور انوار و برکات ہجرت ابتدائے سفر سے مشاہدہ فرمانے لگے اور بعد طے منازل خیر البلاد مکۂ معظمہ مین آکر پہونچے اور انوار و برکات اوس مقام متبرک سے فیضیاب ہوئے اور اوس مقام مقدس کو

مسکن وماوی اپنا بنایا۔ اوّلاً چند سال تک جبل صفا پر
اسمٰعیل سیٹھ کے رباط کے ایک خلوہ مین معتکف رہے اور
مشغولی حضرتِ حق جلّ وعلا مُہلت ندیتی تھی کہ جو دوسرے سے
مخاطب ہون۔ ناچار مخلوق سے کم ملتے تھے لیکن مشاہیر علماءُ
وشیوخ کے ساتھ "مثل شیخ یحییٰ پاشا داغستانی حنفی نقشبندی
مجدّدی مہاجر وحضرت شیخ فانیسی شاذلی وحضرت شیخ ابراہیم
رشیدی شاذلی وحضرت شیخ احمد دہان مکی وغیرہم رحمہ اللہ
تعالے" کبھی کبھی خلوت وجلوت مین اکٹھا ہوتے تھے اور
کلمات رمزو اسرار ولطف واخلاق درمیان مین آتے تھے
اور باہم رسم دوستی مستحکم رکھتے تھے اور یہ حضرات کمال تعظیم و
احترام حضرت ایشان کی فرماتے تھے اور توجہ وہمت حضرت
ایشان اس بلدۂ طیبہ مین طرف تعلیم ناقصان کے کچھ کم تھی
غالباً بہ نسبت ہندوستان کے ایک وہزار کا فرق تھا۔ البتہ
جو لوگ موسمِ حج مین ہندوستان سے آتے تھے اور رسم
ارادتِ سابقہ رکھتے تھے بتقاضاے اخلاق کریمہ خود ان
لوگون سے بعنایت پیش آتے تھے اور اونکی خاطر سے مجلس عام
مین جلوہ فرماتے تھے اور میل خاطر عاطر بطرف مثنوی معنوی حضرت

مخدومی مرحومی مولانا رومی قدس اللہ سرہٗ بہت زیادہ تھا جو
کوئی عالم ہندوستان کا سال دو سال تک خدمتِ بابرکت
حضرتِ ایشان مین حاضر ہوتا ہے ضرور درس اوس کتابِ
شریف کا رنگ ذکر و شغل و مراقبے مین حاصل کرتا ہے اور
دامنِ دل کو گلہاے معارف گوناگون سے مملو فرماتا ہے۔
راقم کمترین (مؤلف) نے بھی اِس سعادت سے حصہ پایا ہے
اور حظ حاصل کیا ہے اور پچاس اور کئی سال حضرتِ ایشان
نے تجرد مین بسر کیے اور مشغولی حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ مین
مصروف رہے بعدازان اشارتِ غیبی پہونچی کہ حضرت رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سُنتون مین ایک نور خاص
و فیض خاص ہے عارف کو نہ چاہیے کہ کوئی ایک سُنت
نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے دوری اختیار کرے کہ اوسمین
نقصان ہوگا اور منجملہ سُنن سنیہ و مؤکدہ کے نکاح ہے اسکو
بجا لاؤ اور انوار برکات اِس سُنت کے حاصل کرو۔ جب یہ
اشارتِ غیبی صادر ہوئی ارباب اِخلاص و ارادت نے بھی
اِلحاح و خواہش کی اور مبالغہ حد سے زیادہ کیا یہانتک
کہ مرحومہ مہاجرہ بی بی لوزن صاحبہ کلکتویہ زوجہ سید حیدر علی

مہاجر بنارسی مرحوم نے کہ مسترشدہ خاص حضرتِ ایشان تھین -
باصرار تمام ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیاسی ہجری مین اکیسوین رمضان
کو اپنی نواسی حضرت بی بی خدیجہ صاحبہ بنت مرحومی حاجی
شفاعت خان رامپوری کو کہ بے مادر و پدر تھین اور اونھین
نانی نے پرورش کیا تھا حبالۂ نکاح حضرت ایشان مین بعوض
مہر ساٹھ ریال فرانسی کہ مبلغ ایک سو چوبیس روپیہ کچھ زیادہ
سکۂ ہندی سے ہوتے ہین دیا ہنوز کوئی اولاد[ع] متولد نہین
ہوئی - حق سبحانہ کہ لم یلد ولم یولد وخیر الوارثین سے فرزند صالح
عطا فرمادے اور وراثت باطنیہ حضرتِ ایشان اوسکو سپرد
کرے - پھر ۱۲۹۴ھ بارہ سو چورانوے ہجری مین محلہ حارۃ الباب
مین بعض یارانِ طریقت حضرت ایشان نے ایک مکان
خریدا اور بطور خود اوسکی تعمیر کی اور حضرت ایشان کے نذر
کیا اور آرزوے قیام فرمائی حضرت ایشان کی اوس مکان
مین کی اور بہت کچھ الحاح فرمایا - مجبوراً اونکی تمنا پوری
کرنی پڑی اور اوس مکان مین قیام فرمایا اور الی الآن
اوس مکان مین مسند افاضت وافادت پر متمکن ہین اور
انوار وبرکات حضرت حق سبحانہ وتعالی طالبان کو پھونچاتے ہین

[ع] ان دنون ... [illegible] ... نکاح ... [illegible] ... ۱۲

اور وقت قیام مکۂ معظمہ سے نسبت حضرت ایشان کی غایت درجہ لطیف ہوئی اور رنگ بیرنگی کا ہو گیا یہانتک کہ نظرِ ادراک اکثر ارباب تمکین اوس نواح کی خیرگی کرنے لگی اور تاب مشاہدہ نہ لائی تو اصحاب تلوین کا کیا ذکر نفعنا اللہ والمسلمین بمعارفہِ العلیّۃ وَاَسرارِہ الجلیّۃ وادام اللہ سبحانہ ظلالہ علیٰ رؤسنا آمین یا ربّ العلمین ؎

نفحۂ پنجم

(ذکر بعض اخلاق صوریہ و معنویۂ حضرتِ ایشان)

سرِ مقدس کلان و بزرگ ہے اور پیشانی نورانی کشادہ و بلند ہے اور انوارِ حقانی پیشانیِ مبارک سے واضح ولائح ہین۔ ابرو وسیع وخم دار۔ چشمانِ مبارک کلان ہین اور ہمیشہ خمار ذوقیہ ربانیہ مین سرشار رہتی ہین۔ رنگ شریف گندم گون ہے۔ نحیف الجسم معتدل القامت۔ گو نہ مائل بطوالت لیکن نہ اتنا کہ طویل کہنے کے قابل بلکہ جیسا کہ قامتِ شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے مین آیا ہے خفیف العارضین طویل اصابع الیدین گویا حجازی ہین۔ فصیح البیان عذب الکلام کثیر المروّت عظیم الاخلاق جب کسی سے بات کرتے ہین بکمال

بشاشت وخوشی تبسم فرماتے ہین اور افضل ترین اخلاق حضرت ایشان تخلق باخلاق قرآن ہے۔ کما ورد من عائشۃ رضی اللہ عنہا فی وصف خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق حسنہ کہ قرآن شریف مین اونکی مدح ہے ذات مبارک مین جمع ہین اور جتنے اخلاق رذیلہ کہ قرآن شریف مین اونکی برائی ہے بالطبع اون سے متنفر۔ اتباع سنت سنیہ واجتناب بدعات قبیحہ عادات جبلیہ سے ہے اور استقامت بہ شریعت غرا وطریقت بیضا اخلاق لازمہ رضیہ سے ہے کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ والکرامۃ تحصل بعد الاستقامۃ خمیر شریف آپکا ہے ذات پاک صاحب اشارات علیمہ وحقائق قدسیہ جامع انوار محمدیہ ومنازل عرشیہ ہے۔ دال علی اللہ السبحان و علی سبیل الجنان وداعی الی العلم والعرفان ہے اور حامل لواء عارفان وضیاء قلوب ناقصان ومبین اسرار وکاشف ومظہر عوارف معارف مربی علم وحال صاحب ہمت ومقال ہے۔ طریقہ شریفہ آپ کا متضمن جذب ومجاہدہ و عنایت ہے۔ شکر آپ کا ادب کو پہونچاتا ہے۔ اور صحو مقامات بعیت حجاب سے ترقی کو پہونچاتا ہے۔ حقائق توحید سامی باشریعت

دمساز ہین و اسرار مجاہدات گرامی معرفت سے ہمراز۔ اولیائے
عصر آپ کی ولایت پر اجماع رکھتے ہین اور علماے زمان
آپ کے علو منزل کا اعتراف کرتے ہین حضرت حق سبحانہٗ
تعالےٰ نے علوم اسماء و صفات سے آپ کو مخصوص فرمایا
ہے اور معارف خاص و خصوصیات علوم اعلےٰ سے مقامات
مرحمت فرمائے ہین اور مقام اکبر و مدد اکثر و عطاے انفع و
نوال اوسع پر ممتاز فرمایا ہے۔ قطب غوث فرد جامع ہے
اور تفصیل اوسکی یہ ہے کہ ایک قسم ارباب معارف سے نقبا
ہین کہ امور پوشیدۂ نفوس کو استخراج فرماتے ہین اور دس
اعمال ہین دوسرون سے ممتاز ہین منجملہ اونکے چار ظاہرہ
ہین اور چھہ باطنہ۔ چار ظاہری یہ ہین اول کثرت عبادت
دوم تحقیق بکمال ورع و زہد۔ سوم تجرد از ارادہ خود چہارم
قوت مجاہدہ۔ اور چھہ باطنی یہ ہین۔ اول صدق توبہ دوم
انابت۔ سوم محاسبت اعمال خود۔ چہارم تفکر۔ پنجم
اعتصام بہ کتاب و سنت ششم کثرت ریاضت۔ اور یہ
گروہ ہمیشہ تین سو رہتے ہین۔ اور ایک قسم ارباب معارف
سے نجبا ہین۔ اور وہ ہمیشہ حمل اثقال خلق مین مشغول رہتے ہین

آور وے آٹھ اعمال مین دوسرون سے امتیاز رکھتے ہین۔ منجملہ اون کے چار ظاہرہ ہین اور چار باطنہ۔ چار ظاہرہ یہ ہین۔ اول قوت دوم تواضع۔ سوم ادب۔ چہارم کثرت عبادت۔ آور چار باطنہ یہ ہین۔ اول صبر۔ دوم رضا سوم شکر۔ چہارم حیاء۔ آور یہ گروہ صاحب مکارم اخلاق ہین آور یہ چالیس آدمی ہوتے ہین۔ آور بعضے کہتے ہین کہ ستر آدمی ہوتے ہین۔ آور ایک قسم ارباب معارف کے ابدال ہین۔ اور وہ اہل کمال واستقامت واعتدال ہین وہم وخیال سے پاک اور حق تعالے مین واصل۔ یہ گروہ بھی آٹھ صفتون مین دوسرون سے امتیاز رکھتے ہین چار ظاہر وچار باطن۔ ظاہر یہ ہین۔ اول سکوت۔ دوم بیداری سوم گرسنگی۔ چہارم عزلت وخلوت آور اِن چار ظاہر کے لیے ظہر وبطن ہے۔ ظہر سکوت ترک اوس کلام کا ہے کہ خالی ذکرِ خدا سے ہو آور بطن سکوت صحت قلب ہے جمع اخبار سے آور ظہر بیداری عدم خواب ہے اور بطن بیداری انقطاع غفلت ہے حق تعالے سے اور ظہر گرسنگی عدم خواہش ماکولات ومشروبات سے ہے اور بطن گرسنگی ندینا لقمہ مرضیات

نفس بنفس ہے اور یہ بھی دو طرح پر ہے گرسنگی ابرار برائے تکمیل سلوک و گرسنگی مقربین برائے فوائد انس اور ظاہر عزلت ترک مخالطت با مخلوق ہے اور باطن عزلت ترک انس با جمیع مخلوقات ہے حتّیٰ کہ اہل و عیال اور اپنے نفس سے بھی اور چار صفات باطنہ اس گروہ کے یہ ہین اوّل تجرید دوم تفرید سوم جمع چہارم توحید۔ اور اس گروہ کا خاصہ ہے کہ جس وقت کسی قوم یا مقام سے سفر کرتے ہین اپنے جسد کو اپنی صورت پر بجائے خود چھوڑ آتے ہین کہ اونکا جسد اونکا بدل ہے نہ کہ اونکے سوائے کوئی اُنکا بدل ہے۔ اور ان کے لیے ایک امام مقدم رہتا ہے کہ برکات اوس سے لیتے ہین اور اوسکے ساتھ اقتدا کرتے ہین اور وہ امام اونکا قطب ہوتا ہے اور یہ گروہ ابدال قلب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ہوتے ہین اور یہ سات تن ہوتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ چالیس ہوتے ہین اور سات تن اخیار ہین اور وہی امام مقدم کہ قطب ابدال ہے قطب اخیار بھی ہے۔ اور ایک قسم ارباب معارف کے اوتاد ہین کہ چار تن ہوتے ہین اور ہر ایک گوشے مین اطراف عالم کے مقام رکھتا ہی یعنی ایک گوشہ مغرب مین دوسرا گوشہ مشرق مین تیسرا

واسرار مکنونہ اوس سے چاہتے ہین اور طلب دعا اوس سے
کرتے ہین کہ وہ مستجاب الدعوات ہے اور وہ اوس قسم کا
آدمی ہے کہ حدیث صحیح لو اقسم علی اللہ لابرقسمہ مصداق حال
اوسکا ہے یعنے اگر وہ قسم کھائے اللہ تعالے پر کسی بات کی
تو بیشک خدا اوسکی قسم وفا کرے جیسا کہ زمانہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھے۔
اور ایک قسم ارباب معارف سے قطب فرد جامع ہین اور
کوئی شخص قطب فرد جامع نہین ہوتا ہے جبتک کہ اوسمین
تمام صفات امامان وغوث واوتاد وابدال ونجباء ونقباء
کلیتہ وجزئیتہ مجتمع نہون اور تمام ارباب معارف امامان و
غوث واوتاد وابدال ونجباء ونقباء وامنا وغیرہم بجز افراد
زیر فرمان اس قطب کے ہوتے ہین۔ اور اسجگہہ ذہن مین غور
کرنا چاہیے کہ افراد نظر قطب سے بھی خارج ہین اور اولیائی
تحت قبائی لا یعرفہم غیری نقد وقت اونکا ہے اور یہ ہمیشہ
مسند راحت وانبساط ووصل ونشاط پر آرام فرماتے ہین۔
لیکن انمین سے بہت صاحب ارشاد وہدایت ہوتے ہین
اور جاننا چاہیے کہ امنا ملامتیہ ہین اور وہ ایسے لوگ ہین کہ

اونکے حالات باطنیہ سے کوئی اثر ظاہر پر ظہور نہین کرتا ہے۔
بلکہ ظاہر انکا اکثر نظر ارباب ظاہر مین خلاف شریعت معلوم ہوتا ہے
اور جاننا کہ کوئی امر خلاف شرع شریف کرے کیونکہ مدار ترقی
باطن و قرب الٰہی وابستہ اتباع سُنّت سنیہ پر ہے اور جو
کوئی کہ خلاف شرع شریف ہووے کیونکر اوسکو قُربِ خُدا
حاصل ہوگا ع خلافِ پیمبر کسے رہ گزید * کہ ہرگز بمنزل
نخواہد رسید۔ اور جو کہ نظر ارباب ظواہر مین معلوم ہوتا ہے
قصور ادراک اونکا ہے نہ نقصان بزرگان ع گر نہ بیند
بروز شپرہ چشم * چشمہ آفتاب راچہ گناہ۔ نفس الامر مین فی الواقع
مخالف شرع ہونا امر دیگر ہے اور نظرِ ناقصان مین کچھ خلاف
معلوم ہونا امر دیگر ہے وَالعیب فی الاوّل لا فی الثانی۔ اور
اونکا اِس رنگ مین رہنا بھی ایک بھید ہے کہ اوسکا اظہار
خلافِ مصلحت عظیم ہے البتہ یہ لوگ رُشد و ہدایت کے
قابل نہین ہین۔ اگرچہ بعض خواہشمند تعلیم و تلقین بھی اون سے
ہوتے ہین۔ لیکن راقم (مؤلف) کے گمان مین اونکے
مسترشدین کو خوف ضرر ہی بہت ہے بمقابلہ اُمید نفع کے۔ وَاللہ
سُبحانہٗ اَعلَم وَعِلمہٗ اَکمَل وَاَتَم۔ اور نیز اپنے ذہن مین محفوظ

رکھنا چاہیے کہ بعض حضرات قطب واسطے تکلم کے مامور ہوتے
ہین پس اونکو کلمات اسرار کے کہنے سے چارہ نہین ہوتا اور
وہ لسان الغیب ہوتا ہے اور زبان اوسکی افشاے اسرار
مین بے اختیار ہوتی ہے جیسا کہ شیخ اکبر و شیخ ابو الحسن شاذلی
وغیرہما تھے قدسنا اللہ باسرارہم الاقدس اور بعضے حضرت
اقطاب ہین کہ مامور بسکوت ہوتے ہین اور یہ بھی دو گروہ
ہوتے ہین ایک گروہ بالکلیہ مامور بسکوت ہوتے ہین حتی کہ
انکو کلمات تعلیم و ہدایت مُنہ سے نکالنا جائز نہین ہوتا اور
ایک گروہ مامور بسکوت بالکلیہ نہین ہوتے بلکہ گفتگوے
اسرار معارف و دقائق تصوف و نکات حروف و اسماء وغیرہا
سے کہ بظاہر حقیقت شریعت سے مخالف معلوم ہوتے ہین
ممنوع ہوتے ہین ایسے لوگ تعلیم و ارشاد مین مشغول رہتے
ہین اور بندگان خدا کو منافع پہونچاتے ہین اور داعی الخلق
الی الحق رہتے ہین اور حقیقت مین قطب ارشادی ہین
حضرت ایشان ما قلبی و روحی فداہ اسی جماعت سے ہین
مدّ اللہ ظلال جلالہ ؏

نفحۂ ششم

(بیان بعضے خرق عادات وکرامات ومکشوفات حضرت ایشان قلبی وروحی فداہ)

ازانجاکہ حضرت ایشان مَا قلبی ورُوحی فِداہُ کو بغایت مرتبہ تمکین حاصل ہے اور سجّادۂ شریعت پر علی الدّوام مُستقیم اتباع سنّت سنیہّ اَخلاق رضیہّ اونکا ہے اور اجتناب از بدعات ضالہ عادتِ کریمہ آپکی ہے مجبوراً کشف پر کفش مارتے ہین اور ہرگز کرامت وخرقِ عادت سے لذّت نہین لیتے توپھر رغبت وخواہش ظاہر کرنے کا کیا ذکر۔ اِلّا اسمین مجبوری ہے کہ بلاقصد واختیار سرزد ہوجاوے کہ فاعلِ حقیقی اور ہے اور اوسمین اختیار نہین ۔ پس ثابت ہوا کہ خرقِ عادات وکرامات حضرت ایشان بہت ہین ۔ ازانجملہ دوچار بیان کیے جاتے ہین ۔

(۱) ہنگام قیام رباط اسمٰعیل سیٹھ اوسکے لڑکے سے بعض باتین خلاف طبع مبارک ہوئین ۔ اسوجہ سے آپنے وہان کا قیام ترک کرکے رُخ توجہ بحضور باریتعالیٰ کیا ۔ اسی مابین مین بلا کسی کی تحریک کے ایک حکمنامہ تباکید ریاست حیدرآباد سے

وہان سے وکلاء کے نام پھونچا کہ منجملہ دو مکانات ریاست کے
جو مکان و جگھہ کہ آپ پسند فرمائین اوسکی کنجی خدام حضرت
کے سپرد کر دیجائے۔ چنانچہ وکلاے ریاست نے بڑی التجا
سے یہ کیفیت حضور مین عرض کی اور ایک مکان کی کنجی حوالہ
ملازمان عالی کردی۔ ابھی تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ ایک مخلص
نے ایک مکان مستقل حارۃ الباب مین خرید کر کے حضرت
ایشان کے نذر کیا۔ (۲) قبل ترمیم نہر زبیدہ خاتون جیسی
کچھ قلت پانی کی مکہ مین تھی ظاہر ہے۔ یہان تک کہ ایام
حج مین ایک مشک ایک روپیہ دو روپیہ سے کم کو نہ آتی تھی ہمین
بھی بہت سخت دقت اوٹھانا پڑتی تھی اور غیر ایام حج مین
انتہاے درجہ ایک روپیے مین دو مشک آتی تھین بالخصوص
محلہ حارۃ الباب مین آب شیرین حکم چشمہ حیات رکھتا تھا۔
جب حضرت نے اس محلے مین قیام فرمایا اور دقت پانی کی
ملاحظہ فرمائی۔ حضور حق سبحانہ و تعالی مین دعا فرمائی۔ چنددن
نہ گذرے تھے کہ مجلس شوری ترمیم نہر زبیدہ منعقد ہوئی اور
اول جس شخص نے اوس مجلس مین چندہ داخل فرمایا ذات والا
حضرت ایشان تھی خلاصہ یہ کہ کام جاری ہو کر ہر کوچے مین اور

دروازہ حضرت پر چشمہ پانی کا جاری ہو گیا (۳) اوسی زمانے مین ایک مہندس نے آپ کے قرب مین ایک مکان تعمیر کیا اور اوسمین ایک غرفہ رکھا کہ جس سے حضرت کے دولتخانہ کی بے پردگی ہوتی تھی اور انواع واقسام کے ظلم وجبر خدمت شریف مین کرتا تھا اور آپ کی طرف سے اپنے دل مین عناد رکھتا تھا حضرت نے ایک شخص کے ذریعے سے کلمۃ الخیر تبلیغ فرمایا لیکن اوسنے کچھ خیال نہ کیا بلکہ کلمات بیہودہ زبان پر لایا۔ لوگون نے یہ واقعہ حضرت سے عرض کیا اور اکثر احباب کی راے ہوئی کہ حاکم وقت کے یہان استغاثہ کیا جاے بجواب اوسکے حضرت ایشان نے ارشاد فرمایا کہ میرا استغاثہ حاکم حقیقی کے یہان ہے حکام مجازی کے آگے درخواست کرنا درست نہین ہے ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ تیغ برہنہ اہل چشت نے اوسپر گذر کیا اور باوجود اعزاز بلیغ و اعتبار عظیم بلا وجہ ظاہری اپنے منصب و عہدے سے علیحدہ کر دیا گیا اور ایسی ذلت وخواری مین مبتلا ہوا کہ اللہ کسی کو نہ دکھاوے بیشک سچ کہا ہے کہ خواجگان چشت علیہم الرحمۃ نے اپنی تلوار بے نیام کرکے لٹکا رکھی ہے اور کسی پر اسکا وار

نہین کیا جاتا مگر جو کوئی اوس سے لگ اور چھیڑ کر نکلتا ہے
اپنی کرنی کو بھرتا ہے ع بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات +
با درد کشان ہر کہ در افتاد بر افتاد + کرامات وخرق عادات
حضرت ایشان کے تو بہت ہین لیکن چونکہ نفس نفیس ایسے
اذکار سے خوش نہین ہوتا لاچار اتنے کو تبرکاً لکھکر بس کیا تاکہ
اس ذکر کی برکت سے یہ رسالہ بالکلیہ خالی نرہے۔

نفحہ ہفتم

(ذکر بعض ملفوظات شریف ومکتوبات فیض آیات حضرت
ایشان ماقلبی وروحی فداہ)

اکثر فرماتے ہین کہ فقیر وہ ہے کہ حنفی المذہب صوفی المشرب ہو
جو کوئی میرے یارون مین سے اس سے تجاوز کریگا میرے
رابطہ و واسطہ سے اوسکو کچھ حصہ نہ ملیگا اور جو کوئی کہ فقیر سے
اخلاص رکھتا ہو اوسپر لازم ہے کہ صوفی المشرب وحنفی المذہب
ہو۔ فرماتے ہین کہ مینے اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ اب
وہ زمانہ آیا ہے کہ آدمی کو ضرور ہے کہ اولاً عقائد ضروریہ
اہل سنت وجماعت یاد کرے ومسائل لابدیہ متعلقہ صوم وصلوٰۃ

وبیع و شری وغیرہ موافق اپنے مذہب کے حفظ کرے اور کسی
ایسے درویش سے کہ متبع کتاب و سُنّت ہو اور عقائد صحیح
اہل سُنّت وجماعت کے رکھتا ہو اور اوسکا سلسلہ متصل ہو اور
کچھ دنون کسی عارف کامل کی خدمت مین زانوے ادب بھی
تہ کیا ہو اور انوار و برکات اس طائفہ عالی سے مستفیض ہوا ہو
طریقہ ذکر خدا کا اخذ کرے اور مثنوی شریف حضرت مولانا رُوم
قدس سرہٗ و کیمیاے سعادت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالے
لیکر گوشہ نشینی اختیار کرے اور اختلاط مردمان ناجنس سے
پرہیز کرے اور فقیر نے اپنی عادت کرلی ہے کہ سفر و حضر مین
کلام شریف و دلائل الخیرات و مثنوی معنوی حضرت مولانا کو
ضرور پاس رکھتا ہون اور حضر مین کوئی کتاب تفسیر قرآن مجید
جو موجود ہو اور کوئی کتاب حدیث شریف کی خواہ مشکوۃ المصابیح
ہی کیون نہو اور ایک رسالہ فقہ اگرچہ مالا بُد منہ ہو اور کیمیاے سعادت
حضرت امام غزالی قدس سرہٗ بھی لوازم سفر پر زیادہ کرتا ہون
اور الحق کہ عافیت گوشہ گیری و خلوت نشینی مین ہے۔ راقم
عاجز (مؤلف) عرض کرتا ہے کہ حضرت ایشان ما قلبی و روحی
فداہ اربعین کو بہت پسند فرماتے ہین اور ہر سال دو تین چلّے

معتکف رہتے ہین اور علاوہ زمانہ چلہ کے بھی خلوت کو بہت
پسند کرتے ہین اور لوگون سے کم ملتے ہین - البتہ جو لوگ
کہ خالصًا لوجہ اللہ بطلب خدا حضور اقدس مین حاضر ہوتے ہین
اون سے بکمال شفقت و اخلاق ملاقات فرماتے ہین اور نہایت
درجہ عنایت و محبت کا برتاو اونکے ساتھ ملحوظ رکھتے ہین
ایک دن کسی سائل کے جواب مین ارشاد فرمایا کہ مذہب
مختار ہمارے بزرگون کا جامع ہے فقہ و حدیث کا اور اختلاف
علما، جو فروع مین ہے اوس سے انکار نہین ہے- لقولہ
صلی اللہ علیہ وسلم اِختِلافُ العُلَماءِ رَحمَۃ - ایک نے حاضرین
مین سے عرض کیا کہ وہ علماء کون ہین کہ اونکا اختلاف رحمت
ہے - فرمایا کہ وہ ایک جماعت ہے کہ اعتصام بکتاب و سُنّت
رکھتے ہین اور پیرو صحابہ کے ہین خصوص سنت خلفاے راشدین
مہدیین کہ اونکی نسبت لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَیکُم بِسُنَّتِی وَ
سُنَّۃِ الخُلَفاءِ الرَّاشِدِینَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
رنگ مین ہے اوسکو کبھی ہاتھ سے نہین جانے دیتے اور بکمال
محبت و خلوص متمسک رہتے ہین اور یہ علماء چار گروہ ہین -
مفسرین محدثین و فقہاء و صوفیہ - محدثین ظاہر حدیث رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو لیتے ہین کہ حدیث بنیاد دین اور محدثین
خادم ومحافظ دین ہین اور اونکی سعی بلیغ تنقیح وتنقید احادیث
مین رہتی ہے کہ احادیث صحیح کو موضوع وضعیف سے ممتاز
کرتے ہین اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانناد عوای حدیث دانی
وعمل بالحدیث کرتے ہین حاشا وکلا کہ حقانیت سے بہرہ
نہین رکھتے تو اہل حدیث کے زمرے مین کب شامل ہوسکتے
ہین - بلکہ ایسے لوگ دین کے راہزن ہین اونکے اختلاط سے
احتیاط چاہیے - اور فقہاء احادیث نبویہ کو روایۃً اصحاب
حدیث سے اخذ کرتے ہین اور درایۃً حضرت حق سے فیضان
حاصل کرتے ہین - لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیبلغ الشاہد الغائب
الی آخر الحدیث - یہ لوگ محدثین پر فضیلت رکھتے ہین اور
انکو فہم وادراک بمرتبۂ کمال عنایت ہوا ہے اور احادیث سے
استنباط کرتے ہین اور غور وتعمق سے احکام وحدود کو ترتیب
دیتے ہین اور ناسخ ومنسوخ مطلق مقید مجمل مفسر خاص عام محکم
متشابہ مین امتیاز کرتے ہین - یہ جماعت مبین احکام ونشان
اسلام ہین - اور صوفیہ علوم رسوم اسلام ان دونون فریق سے
حاصل کرتے ہین اور تعصب سے کوسون دور رہتے ہین اور عمل

کتاب وسنت و اجماع پر کرتے ہین جو صوفی کہ علم فقہ پر محیط نہین
ہوتے ہین احکام شرع مین فقہا سے رجوع کرتے ہین اور جس
مسئلے مین کہ فقہاء اجماع کرتے ہین صوفیہ بھی اوسپر اتفاق رکھتے
ہین اور مسائل جزئیہ فرعیہ کہ جسمین فقہاء اختلاف رکھتے ہین
اوسمین صوفیہ قول احسن واقوی واحوط کو کہ اوسمین زیادہ احتیاط
ہوتی ہے اختیار کرتے ہین - اس سے ثابت ہوا کہ الصوفی لا
مذہب لہ، یہ اونکے مذہب مین نہین ہے کہ تاویلات بعیدہ کو
تلاش کرتے اور شہوات کو اختیار کرتے ہون اور راہ ہوا وہوس
کی ڈھونڈھتے ہون - ایک شخص نے معنی تصوف کے پوچھے
فرمایا کہ تصوف کے معنی مین بسبب احوال مشائخ مختلف اقوال
ہین ہر کوئی اپنے مقام یا حال کے موافق سائل کو جواب دیتا ہے
یعنی مبتدی سائل کو ازروے معاملات مذہب ظاہر و متوسط کو
ازروے احوال و منتہی کو ازروے حقیقت البتہ تمام اقوال مین
اظہر تر یہ قول ہے کہ اول ابتداے تصوف علم ہے اور اوسط
عمل و آخر عطا و بخشش و جذبہ الٰہی ہے اور علم مراد مرید کی کشائش
کرتا ہے اور عمل اوسکی توفیق وطلب پر مدد کرتا ہے اور بخشش
مرتبۂ غایت رجا کو کہ احاطۂ بیان سے باہر ہے پہونچاتی ہے اور

حق سبحانہ کے ساتھ واصل کرتی ہے۔ اور اہل تصوف تین قسم کے
ہین یعنی تین مراتب رکھتے ہین اول مرید کہ اپنی مراد طلب کرتا ہے
دوم متوسط کہ طلبگار آخرت ہے سوم منتہی کہ اصل مطلوب تک
پھونچ گیے ہین اور انتقالات احوال سے محفوظ ہین۔ پھر
ارشاد ہوا کہ طالب طریق تصوف کو چاہیے کہ ادب ظاہری و
باطنی کو نگاہ رکھے۔ آداب ظاہریہ ہے کہ خلق کے ساتھ بحُسن
ادب و کمال تواضع و اخلاق پیش آوے اور ادب باطنی یہ ہے
کہ تمام اوقات و احوال و مقامات مین باحق سبحانہ رہے۔
حُسن ادب ظاہر سرنامہ ادب باطن کا ہے اور حُسن ادب ترجمان
عقل ہے بلکہ اَلتَّصَوُّفُ کُلُّہٗ اَدَبٌ۔ دیکھو حق تعالے اہل ادب
کی بزرگی کی مدح فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَہُمْ عِنْدَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ اُوْلٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ لِلتَّقْوٰی لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ
اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ جو کوئی کہ ادب سے محروم ہے وہ تمام خیرات و مبرات
سے محروم ہے اور جو کہ محروم از ادب ہے وہ قرب حق سے بھی
محروم ہے ؎ از ادب پُر نور گشت ست این فلک ❊ وز ادب
معصوم و پاک آمد ملک ❊ ایک شخص نے حاضرین سے عرض کیا
کہ صوفی کون ہے اور ملامتی کون۔ فرمایا صوفی وہ ہے کہ سوائے

اللہ کے دُنیا و خلق سے مشغول نہو اور ردو قبول مخلوق کی پروا
نہ رکھے اور مدح و ذم اوسکے نزدیک برابر ہو۔ اور ملامتی وہ
ہے کہ نیکی کو چھپاوے اور بدی کو ظاہر کرے۔ ایک آدمی
نے فقر کے معنے دریافت کیے فرمایا فقر دو طرح پر ہے اختیاری
و اضطراری فقر اختیاری کہ واسطے رضائے حق کے ہو
دولتمندی سے بدرجہا افضل ہے کہ حدیث الفقر فخری میں
اسے فقر کی طرف اشارہ ہے۔ اور فقر اضطراری عوام کو
ہلاکت کفر تک پہونچاتا ہے کہ حدیث کاد الفقر ان یکون
کفراً سے یہی مراد ہے اور معنی فقر کے محتاجی ہیں اور فقیر حقیقی
وہ ہے کہ اپنے نفس سے بھی محتاج ہو یعنے مالک اپنے نفس
کا بھی نرہے کیونکہ جس قدر فقیر کا ہاتھ ہر چیز سے خالی ہوگا اور بقدر
اوسکا دل ماسوی اللہ سے خالی ہوگا اور فانی فی اللہ و باقی
باللہ ہو جاویگا۔ ایک دن بطور نصیحت کے بیان فرمایا کہ
ہرگز ہرگز گرد دنیا کے نجاؤ اور دل کو اوسکا گرویدہ نہ بناؤ کیونکہ
دنیا کی مثال مثل آدمی کے سائے کے ہے اگر کوئی سائے
کی طرف متوجہ ہو تو وہ اوسکے آگے آگے بھاگتا نظر آئے اور
اگر سائے کو پس پشت کرے وہ خود پیچھا نہ چھوڑے۔ یہی حال

دنیا کا ہے کہ جو کوئی دُنیا کو ترک کرتا ہے دُنیا اوسکا پیچھا کرتی
ہے اور جو کوئی طلب دنیا مین کوشش کرتا ہے اوس سے
کوسون دُور رہتی ہے اور ترک کرنے والیکو تلاش کرتی ہے
ایک دن ایک شخص نے سوال کیا کہ طالبِ راہ حق کو کیا کیا
ضرور ہے۔ فرمایا۔ اوّل طالبِ شئے کو لازم ہے کہ حقیقت
و ماہیت شئے مطلوبہ کی دریافت کرے تاکہ رغبت اوسکے حاصل
کرنے کی دل مین پیدا ہو پس جو شخص کہ ارادہ کرے کہ صوفیون
کے طریق پر چلے اوّلاً ماہیت وحقیقت وغایت تصوّف معلوم
کرے۔ بعدازان اونکے اعتقادات وآداب ظاہری وباطنی
کو سمجھے خصوصًا اطلاقات کو کہ اونکے حال وقال وتصنیفات
مین آتے ہین جانے اور خاص خاص اصطلاحات کہ اونکے
کلمات مین پائی جاتی ہین اون سے واقف ہو تاکہ تابعداری
اونکے افعال واقوال واحوال کی کرسکے کیونکہ کثرت مدّعیان
کذاب سے حال محققان باصواب کا مجہول ہوکر فساد واقع
ہوتا ہے۔ اور اسبارے مین یعنے بیان اعتقادات وآداب
ظاہری وباطنی واخلاق صوفیان مین کتاب لاجواب آداب
المریدین مصنفہ حضرت ضیاءالدین ابوالنجیب سہروردی بہت

عمدہ ہے۔ ہر زمانے کے علما ظاہر و باطن نے اوسکو بنظر قبول دیکھا ہے۔ طالبان طریقہ صوفیہ کو عموماً اور متعلقین فقیر کو خصوصاً لازم و ضرور ہے کہ کتاب موصوف کو پیش نظر رکھین اور اوسپر عمل کرین تاکہ آداب اس قوم بزرگ کے حاصل ہون ایک دن ایک شخص نے مسئلہ وحدت وجود کا سوال کیا فرمایا کہ یہ مسئلہ حق و صحیح و مطابق بواقع ہے اس مسئلہ مین کچھ شک و شبہہ نہین ہے معتقد علیہ تمامی مشائخ کا ہے مگر قال و اقرار نہین ہے البتہ حال و تصدیق ہے یعنی اس مسئلہ مین تیقن و تصدیق قلبی کافی ہے اور استتار اوسکا لازم اور افشا دنا جائز ہے کیونکہ اسباب ثبوت اس مسئلہ کے کچھ نازک ہین بلکہ بحدے دقیق کہ فہم عوام بلکہ فہم علماء ظاہر مین کہ اصطلاح عرفا سے عاری ہین نہین آتے تو الفاظ مین کہنا اور دوسرے کو سمجھانا کب ممکن ہے بلکہ جن صوفیون کا سلوک ناتمام ہے اور مقام نفس سے ترقی کرکے مرتبہ قلب تک نہین پہونچتے ہین اس مسئلہ سے ضرر شدید پاتے ہین اور مکر نفس سے چاہ الحاد و قعر ضلالت مین پڑ جاتے ہین نعوذ باللہ منہا اس جگہہ پر زبان روکنا واجب ہے۔ راقم فقیر نوراللہ تعالیٰ

قابنہ (مولف) عرض پرداز ہے کہ کچھ بیان مُفصل اس مسئلہ کا مکتوب حضرت ایشان قلبی وروحی فداہ مین کہ جناب حضرت مولوی عبدالعزیز صاحب حنفی چشتی صابری امروہی کے نام لکھا ہے معلوم ہوتا ہے۔ فلینظر الیہ۔ (وہو ہذا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازفقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالی عنہٗ بعد حمد وصلوٰۃ وانفیات وتبقدیم سلام وتحیت مودّت ثبات مکرّم ومعظم درویشان قدوۂ ایشان حقائق آگاہی معارف دستگاہی جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چشتی صابری زاداللہ تعالی مجدہٗ کی خدمت شریف مین مُبرہن ومکشوف ہو تحیت نامہ سامی بمضمون عجیب واشارات غریب موصول ہوا۔ ممنون یادآوری فرمایا بلحاظ ہم مشربی وہم طریقی دربارۂ مسئلہ وحدۃ الوجود وما یتعلق بہا آپنے دریافت کیا ہے اور اسکے جواب کے واسطے بحد مبالغہ کیا ہے۔ مخدوما فقیر یہ لیاقت کہان رکھتا ہے اور اپنے کو زمرۂ عارفین حقائق شناس مین کب شمار کرتا ہے کہ ایسے امر خطیر کو لکھ سکے۔ لیکن چونکہ جناب سے بکمال جوشش وکوشش جواب طلب فرمایا ہے اور متواتر تقاضا

نے بھیجے ہین مجبوراً امتثالاً للامر قلم اوٹھانا پڑا اور جو کچھہ کہ امر حق اپنی سمجھہ مین آیا رطب ویابس لکھدیا۔ واللہ ہو الموفق والمعین۔ امید ہے کہ اگر کوئی سہو وغلطی پائی جاوے دامن عفو سے چھپاکر اوسکی اصلاح مین کوشش فرماوینے احسان ہوگا کیونکہ فقیر ہیچمدان کو سوائے منصب ترجمانی اور کچھہ نہین ہے۔ (فقرۂ ماخوذہ مکتوب بطریق انتخاب مضامین) سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدت الوجود ووحدت الموجود کو ملحد وزندیق کہتے ہین اور اونکے مرید وشاگرد مولوی احمد حسن صاحب کا بھی یہ مقولہ ہے اور اقوال ضیاء القلوب کو محتاج تاویل جانتے ہین اور اون تاویلون کا واقف اپنے سوائے دوسرے کو نہین مانتے ومولوی رشید احمد صاحب ومولوی محمد یعقوب صاحب بھی اسی مسلک پر ہین باوجود اسکے کہ آپ سے اجازت حاصل کی ہے اور مشرب اہل چشت کا رکھتے ہین۔ خلاف مشائخ چشت گفتگو کرتے ہین۔ جواب اول۔ نکتہ شناسا مسئلہ وحدت الوجود حق وصحیح ہے اس مسئلے مین کوئی شک وشبہہ نہین ہے فقیر ومشائخ فقیر اور جن لوگون نے فقیر سے بیعت کی ہے سب کا اعتقاد یہی ہے مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ومولوی رشید احمد صاحب

و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب و غیرہم فقیر کے
عزیز ہین اور فقیر سے تعلق رکھتے ہین۔ کبھی خلاف اعتقادات
فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلک اختیار نہ کرینگے۔
مگر ما اعتقاد ایک کیفیت قلبی ہے کہ بندہ کو کمال علم و یقین و صدق
سے کوئی بات دل پر مستحکم ہو جاوے اور اسکو عرف شرع شریف
مین تصدیق کہتے ہین اور اقرار بلسان واسطے اجراے احکام
مسلمانی کے ضرور ہے و گرنہ بنا بر ثبوت اسلام عند اللہ اقرار کی کوئی
ضرورت نہین ہے تصدیق قلبی کافی ہے۔ یہ مسئلہ وحدت الوجود
ایسا نہین ہے بلکہ اسمین تصدیق قلبی و تیقن و زبان رو کے رہنا
واجب ہے کیونکہ اسلام شرعی خدا و خلق سے تعلق رکھتا ہے اور
اسلام حقیقی محض خدا سے تعلق رکھتا ہے اوسمین تصدیق مع
اقرار ضرور ہے اور اسمین فقط تصدیق چاہیے۔ سوا ے اسکے
اس مسئلہ کے چھپانے مین یہ فائدہ ہے کہ اسباب ثبوت اس مسئلہ
کے بہت نازک و نہایت دقیق ہین فہم عوام بلکہ فہم علماء ظاہر کہ
اصطلاح عرفا سے عاری ہین قوت اوسکے ادراک کی نہین رکھتا
اور علما کا کیا ذکر ہے بلکہ جن صوفیون کا سلوک ہنوز ناتمام ہے
اور مقام نفس سے گذر کر مرتبۂ قلب تک نہین پہونچے اس مسئلے سے

نقصان اوٹھاتے ہین اور مکر نفس و تزلزل و لغزش سے چاہ ضلالت مین سرنگون ہوکر گرتے ہین بلکہ اکثر گروہ کے گروہ گرگئے ہین۔ کَمَا شَهِدْنَا هُمْ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ آپ بھی خوب جانتے ہین کہ یہ مسئلہ خاصیت عجیب رکھتا ہے ع بعض راہادی وبعضے را مُضِل۔ ہرچند نعمت خوشگوار ہو صحیح و تندرست کو اوس سے لذت و حلاوت حاصل ہوتی ہے اور مریضون کو تلخ و ناگواری ہوتی ہے بلکہ اونکے لیے زہر قاتل ہے۔ اسی واسطے فرمایا ہے۔ مَنْ صَرَّحَ بِاَسْرَارِ الرُّبُوْبِیَّۃِ فَقَدْ کَفَرَ چھپانا اوسکا لازم ہے اور افشاء اوسکا ناجائز۔ اول جس شخص نے اس مسئلے مین خوض فرمایا۔ شیخ محی الدین ابن عربی ہین قدس اللہ سرّہٗ اونکا اجتہاد اس مسئلے مین اور اثبات مسئلہ کا براہین واضحہ سے جمیع موحدان کی گردن پر روز قیامت تک موجب احسان ہے لطف تو یہ ہے کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرّہٗ ہمعصر وہموطن اونکے تھے لوگون نے حال شیخ اکبر کا اون سے پوچھا۔ فرمایا۔ فَهُوَ زِنْدِیْقٌ۔ آدمی اونکی صحبت سے احتراز کرتے تھے جب اونھون نے وفات پائی لوگون نے شیخ الشیوخ سے اونکی آخرت کا حال دریافت کیا ارشاد ہوا اَمَاتَ قُطْبُ الْوَقْتِ مَنْ کَانَ وَلِیَّ اللّٰہِ

تمام لوگ متعجب ہوئے اور عرض کیا کہ کیون اونکا زندیق کہکر
ہمکو استفادے سے محروم رکھا۔ جواب مین فرمایا کہ وہ ولی
واصل بحق تھے لیکن جذبہ قوی رکھتے تھے ہرچند مقرب بارگاہ
تھے مگر قابل اتباع نتھے اخیر زمانے مین مجذوب ہوگئے تھے
اور زبان اونکی افشاے اسرار مین بے اختیار ہوگئی تھی اگر
تم لوگ اونکی صحبت مین رہتے گمراہ ہوجاتے کیونکہ غلبۂ حال
سے ایسی باتین کرتے تھے کہ جو تمھاری سمجھ مین آنے کے قابل
نتھین اور عوام کے لیے نقصان رسان تھین۔ اگر خیال کرو تو
مینے تمھارے اوپر بڑا احسان کیا۔ پس اس جگہہ غور فرمانا چاہیے
کہ ہم لوگون کو کیا منصب ہے کہ کس وناکس بازاریون نے مسئلہ
وحدت الوجود و وحدت الموجود کا ذکر کیا کرین اور عوام کو کہ تھوڑا
بہت ایمان تقلیدی رکھتے ہین اوس ایمان سے بھی بے نصیب
کرین اس معاملے مین گفتگو فضول ہے بلکہ اپنا وقت اور عوام
کا اعتقاد ضائع کرنا ہے معارف آگاہا اسی احتیاط کی وجہ سے
احباب فقیر مثل فقیر اس قیل وقال سے زبان کو روکے ہین اور
بیان سے پرہیز کرتے ہین اور پوچھنے والون کو تاویلات کا حوالہ
دیتے ہین تاکہ انکار اوس مسئلہ کا نہو جاوے تہمت سے جاہلون نے

اِس مسئلے کو مسلک بنا کر محفلون مین اپنی شیخی کی گرم بازاری کر رکھی ہے اور خود بھی گمراہ ہوتے اور مسلمانون کے گروہون کو گمراہ کرتے ہین جیسا کہ اکثر دیکھنے مین آتا ہے پس اِس قیل وقال سے کیا فائدہ۔ اگر توفیق ہو تو آدمیون کو طلبِ حق و ترک تعلق دنیا و کثرت ذکر و فکر کی تحریص دلاوے اور اوسمین کوشش کرے۔ جب اِس محنت سے تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب حاصِل ہو جائے گا خود ضرورت اوس مراقبہ کی جو ضیاء القلوب مین لکھا گیا ہے پیش آویگی اور اللہ خود راہبری فرمانے والا ہے۔ والذین جاہدوا فینا لنھدینّھم سُبُلنا۔ غرض ہدایت کرنے سبیلِ معرفت سے تجلی ذاتی ہے قلب سالک پر تاکہ حقیقت مسئلہ وحدت الوجود کی منکشف ہووے۔ یہ راہ چلنے کی ہے کہنے اور بتانے کی نہین ہے۔ کہنے سے جاننے تک اور جاننے سے دیکھنے اور ہو جانے تک بڑا فرق ہے۔ خدا تعالے مجکو اور میرے احباب کو اور آپکو و آپ کے احباب کو اِس راہ مین لغزش سے محفوظ رکھے۔

پیر و شیخ اکبر کے حضرت جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہین ؎

ازساحتِ دل غبارِ کثرت رفتن * خوشترکہ بہرزہ دُرِ وحدت سُفتن

مغرور سخن مشو کہ توحیدِ خدا * واحد دیدن بود نہ واحد گفتن *

اگر انصاف کو ہاتھ سے ندیا جاوے اور نظرِ تعمق سے حقیقت اس
مسئلہ کی دریافت کرین سواے حیرت در حیرت بدون فنا در فنا
کچھ حاصل نہین ہوتا ہے۔ پھر بھلا خاک بیان کرین کہ ایسا ہے
یا ویسا ع آن سوختہ را جان شدو آواز نیامد۔ زبان اسرار
وجدانی کی تشریح مین لال ہے مثل اندھے مادرزاد کے کہ
خواب مین رنگہاے عجیب دیکھتا ہے وہ آدمیون سے کیا بیان
کرے کہ ایسا تھا یا ایسا کیونکہ کوئی چیز محسوسات مین اوسنے
نہین دیکھی کہ جس سے مشابہت بیان کرے اور سمجھاوے اور اگر
احیاناً کچھ کہے اور سمجھائے تو کبھی امر واقعی نہ کہے گا واللہ اعلم۔
سوال دوم۔ حالانکہ ضیاء القلوب مین ورزش لاموجود الا اللہ
و مراقبہ ہمہ اوست کی بتصریح تاکید ہے و نیز مراقبہ ہمہ اوست
مین ملاحظہ معنی کو لازم کہا ہے پس یہ مراقبہ بلا لحاظ عینیت و
اتحاد نہین ہو سکتا ہے اور دوسری جگہ ضیاء القلوب ہی
مین ہے تا وقتیکہ ظاہر و مظہر مین فرق پیش نظر سالک ہے
بوے شرک باقی ہے۔ اس مضمون سے معلوم ہوا کہ عابد و معبود
مین فرق کرنا شرک ہے۔ جواب دوم۔ کوئی شک نہین ہے
کہ فقیر نے یہ سب ضیاء القلوب مین لکھا ہے اگر کہین کہ جو کچھ

کہا نہین جاتا ہے کیون لکھا گیا - جواب یہ ہے کہ اکابر دین اپنے
مکشوفات کو تمثیلات محسوسات سے تعبیر کرتے ہین تاکہ طالب
صادق کو سمجھاوین نہ یہ کہ کَاَنَّہٗ ہو کہدیتے ہین - مثلاً اگر نابینا
خواب مین سانپ دیکھے تو اوسکے بیان سے عاجز ہو کر یہی
کہیگا کہ میری کلائی کی طرح تھا اور اوسی حالت مین اوسکو
رَسّی دیکھا کر پوچھا جاے کہ کیا ایسا تھا وہ کہدیگا کہ ہان
اسکو تمثیلات کے ذریعے سے سمجھانا کہتے ہین - اسی طرح پہلے
لوگون کی تحریرات ہین واسطے آگاہی پس آئندگان کے تاکہ
فیض برقرار رہے اور وقت حاجت رفع شکوک ہووے -
جو اسرار کہ سینہ بسینہ چلے آتے تھے لکھنا مناسب جانا اور راہ
حقیقت فراخ کی اور کہا کہ ہم وہ لوگ ہین کہ نااہل کو ہماری
کتاب کا دیکھنا حرام ہے - حقیقتِ حال یہ ہے کہ فقیر نے بھی
اونھین کی تقلید پر اون کے قول کو ذکر کیا ہے لیکن باوجود
اسکے آنجناب استفسار فرماتے ہین اور انکشاف اصلیت کا چاہتے
ہین الاعلاجاً امتثالا للامر تھوڑی تشریح کرنا ضرور ہوئی تاکہ
خاطر نشین آپکی ہو جاوے اور اطمینان حاصل ہو و تردد نرہے
مختصر یہ کہ بیان صالحین سلف سے معلوم ہوا کہ اصل مین تو یہ مسئلہ

حق و بالیقین ہے لیکن صدق اسکا اوسوقت معلوم ہوتا ہے کہ طالب محنت و مشقت اور استغراق اور ترک خطرات ماسوا کے ذریعے سے اپنی خودی سے دُور ہو اور جب خیال خود سے گزرا گویا سب سے گزر گیا کوئی چیز اوسکے نظر و خیال مین باقی نہین رہتے بالکل ہستی حق کو معائنہ کرتا ہے اور جس وقت کہ نظر سالک کی تقیدات و ہستی ماسوا سے اوٹھ گئی سوا خدا کے اور کچھ نظر نہین آتا بے خبر ہو جاتا ہے بلکہ اس معنی کا شعور بھی جاتا رہتا ہے سب خدا ہی خدا نظر آتا ہے ہُو ہُو کہنے کا کیا ذکر انا کہنے لگتا ہے اسکو مرتبۂ فنا در فنا کہتے ہین۔ ان اقوال کو سننے کا کہا ہوا نہ خیال کرنا چاہیے بلکہ نے نواز کا قول سمجھنا چاہیے۔ مولانا فرماتے ہین ؎ نے کہ ہر دم نغمہ آرا می کند * فی الحقیقت از دم نائی کند * بے فنائے خویش و بے جذب قوی * کے حریم وصل را محرم شوی * ایضاً ایک عارف کا مقولہ ہے ؎ تو نباشی اصلا کمال این ہست و بس * تو دران گم شو وصال این است و بس * سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حالت کی خبر دی ہے لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ اور آپ کے خواص امت مین سے بایزید بسطامی قدس سرہٗ

نے کہا سُبحانی ما اعظم شانی ۔ اور منصور حلاج نے انا الحق کہا یہ سب اسی باب مین ہے لیکن باوجود اس سب کے غیریت اعتباری کہ اصطلاحی ہے درمیان عبد ورب سے مرتفع نہین ہوتی ہرچند کہ حالت فنا مین شعور نظر سالک مین باقی نرہا ہو کیونکہ جب بے شعوری سے پھر طرف شعور کے آیا جانا کہ مین اپنے سے بے خبر ہوگیا تھا مثل اوس لوہے کے ٹکڑے کے کہ آگ مین سُرخ ہوکر پکار اوٹھا کہ مین آگ ہون اوسکے اس قول سے انکار نہین ہوسکتا ۔ لیکن فی الواقع آگ نہین ہوا بلکہ یہ ایک حالت ہے کہ اوس لوہے پر عارض ہوگئی ہے ورنہ لوہا لوہا ہے اور آگ آگ ۔ یہ ایک شمہ حقیقت وحدت الوجود کا ہے ۔ اس جگہ تھوڑی کیفیت عینیت و غیریت کی جاننا واجب ہے کیونکہ جبتک اس سے واقفیت نہوگی کیفیت وحدت الوجود کی سمجھ مین نہین آئیگی ۔ اور ورد مراقبہ ہمہ اوست وملاحظہ عینیت ممکن نہین ہے ۔ جو لوگ کہ بلجبر دخوض مسئلہ وحدت الوجود کے زندقیت مین پڑگئے وہ بسبب نہ جاننے مسئلہ عینیت وغیریت کے ہوا اور جس شخص نے اوّلاً یہ دو امر تحقیق کرلیے تمام مسائل جاننا اوسپر آسان ہوا

اگرچہ یہ مسئلہ عینیت وغیریت متعلق ہے تنزلات ستہ کے
جاننے سے لیکن فقیر اس طوالت مین مشغول نہین ہوتا مختصراً
لکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عبد ورب مین عینیت وغیریت دونون
متحقق ہین وہ ایک وجہ سے اور یہ ایک وجہ سے اگرچہ
بادی النظر مین اجتماع ضدین ایک شخص مین محال معلوم ہوتا
ہے اَلضِّدَانِ لَایَجْتَمِعَانِ قول صحیح ہے مگر اسمین دو ضد لغوی
مراد ہین اور ضد اصطلاحی جمع ہوتے ہین اور اسی وجہ سے
محققین کو جامع الاضداد کہتے ہین کیونکہ صوفیون کی اصطلاحین
دوسری ہوتی ہین۔ مثلاً نور وظلمت ضد لغوی ہے یہ ضد
ایک جا وایک وقت جمع نہین ہوتین کیونکہ معنے ان الفاظ
کے اپنی وضع پر قائم ہین۔ اگر اپنی وضع پر قائم نہین اجتماع
اوسکا جائز ہے مثلاً سائے کو اگر ظلمت کہین مجازاً از روے
استعارہ ہو سکتا ہے اور یہ سایہ کہ جسکا ظلمت نام رکھ لیا ہے
نور کے ساتھ ایک جگھہ اور ایک وقت جمع ہو جاتا ہے جیسا کہ
دیکھا گیا ہے کہ ایک وقت ایک جگھہ تابش آفتاب کہ نور ہے
اور سایۂ دیوار جمع ہوتا ہے کیونکہ سائے سے مراد ظلمت اصطلاحی
ہے پس اس تمہید سے معلوم ہوا کہ عبد ورب مین عینیت حقیقی

لغوی نہین ہے اور غیریت حقیقی بھی لغوی نہین ہے۔ اجتماع ان
دو ضدون کا شئے واحد مین محال ہے پس ضد کہ علم معقولات مین
ممنوع واقع ہوا ہے وہ بمعنی لغوی ہے نہ اصطلاحی۔ یہ قوم
محققین اسی سبب سے جامع الاضداد ہین کہ دو ضد کو جمع کرتے
ہین۔ وہ دو ضد بمعنی لغوی نہین ہے کیونکہ اجتماع ضدین لغوی
اونکے نزدیک بھی محال و ناجائز ہے۔ اور دوسری مثال یہ ہے
کہ اگر کوئی شخص اپنے گرداگرد کئی آئینے رکھے تو ہر آئینے مین
ذات و صفات اوسکی بعینہ نمودار ہووے نمودار ی صفات
وہ ہے کہ ہر حرکت و سکون مثل شادمانی و غمگینی و ہنسی و گریہ شخص
عکس مین ظاہر ہوتا ہے اسی سبب سے شخص عین عکس ہے عینیت
حقیقی اصطلاحی ہے اگر لغوی ہوتی جو کیفیت کہ عکس پر گزرتی شخص
پر گذرنا بھی واجب ہوتی کیونکہ عکس ہزارون آئینون مین ہے
اس کثرت سے وحدت شخص مین فرق نہین ہوتا اگر آئینہ و عکس
پر پتھر مارین یا کوئی نجاست ڈالدین شخص اوس سے متضرر و نجس
نہین ہوتا ہے بلکہ اپنے حال پر اور ان نقصانات سے مُبرّا و منزّہ
ہے اسطرح سے غیریت حقیقی اصطلاحی ثابت ہوتی ہے پس شخص و
عکس مین عینیّت و غیریت دونون متحقق ہوئین۔ جاننا چاہیے کہ عبد

و رب مین عینیت حقیقی لغوی کا جو شخص اعتقاد رکھے اور غیریت کا بجمیع وجوہ انکار کرے ملحد و زندیق ہے کیونکہ اس عقیدے سے عابد و معبود ساجد و مسجود مین کوئی فرق نہین رہتا اور یہہ غیر واقع ہے نعوذ باللہ من ذلک اگر محض غیریت حقیقی لغوی خالق و مخلوق مین اعتبار کرین اور کوئی نسبت و تعلق عینیت عبد و رب مین سوائے نسبت خالقی و مخلوقی ثابت نکرین مثل نسبت کمہار کے ساتھہ برتنون کے کہ اگر کمہار مر جاوے اوسکے بنائے ہوئے برتن اپنی جگہہ پر رہین یہ بسبب غیریت لغوی کے ہے برتنون اور کمہار مین یہ قسم غیریت کی عبد و رب مین واقعی نہین ہے جو لوگ اس غیریت کے قائل ہین علماے ظاہر و متکلمین ہین موحدین کی اصطلاح سے غافل ہین اور ڈرتے ہین کہ عبد و رب ایک ہوتا ہے یہ نہین جانتے کہ بموجب اصطلاح محققین عکس و شخص مین باوجود ثبوت دونون جہت کے کبھی یہ وہ ہوا اور وہ یہ نہ ہوا۔ عکس عکس ہے اور شخص شخص۔ عکس مخلوق و حادث و ناقص ہے اور شخص قدیم و باقی و کامل پس یہی اصل و حقیقت اس معاملے کی ہے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد + گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی + اور بمصداق مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا

برزخ لَا یَبْغِیَانِ یہی دو بحر حدوث و قدم ہین نیز اِس جگھہ ایک
تمثیل لطیف یاد آئی اَعْنِی بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور
خدا ظاہر بندہ کُنْتُ کَنْزاً مُخْفِیاً اِسپر دلیل ہے۔ حقائق کونیہ کہ
نتائج علم الٰہی ہین ذات مطلق مین مندمج و مخفی تھے اور ذات
صرف اپنی پر ظاہر تھے جب ذات نے چاہا کہ ظہور خود دوسری
نہج پر ہو۔ اعیان کو اونکے لباس قابلیات مین اپنی تجلّی
کے جلوے سے ظاہر فرمایا اور خود شدّت ظہور خود سے اونکی
نگاہ سے مخفی ہو گیا مثل تخم کے کہ درخت مع تمام شاخ و پتّون
و پھول و پھل کے اوسمین چھپا تھا گویا کہ تخم بالفعل تھا اور شجر
بالقوہ۔ جب تخم نے اپنے باطن کو ظاہر کیا خود چھپ گیا جو کوئی
دیکھتا ہے درخت کو دیکھتا ہے تخم دکھائی نہین دیتا۔ اگر
غور سے دیکھا جاے تو تخم بصورت درخت کے ظاہر ہوا تخم
بالقوہ ہوا اور درخت بالفعل۔ ہرچند کہ ایک وجہ سے تخم و درخت
ایک ہے جدائی نہین ہے عینیت پائی جاتی ہے لیکن دلائل
غیریت و جدائی کے بھی اوسمین موجود ہین اور واقعی ہین
حفظ مراتب ضرور ہے کیونکہ صورت و شکل و تاثیر و خواص تخم کے
اور ہین اور اجزاے درخت کے اور وجوہات غیریت بھی بہت

ہین مرد صاحب عقل اوس سے انکار نہین کرسکتا اگرچہ ازروے
عینیت تخم و درخت ایک ہے لیکن یہ وحدت اعتباری و
اصطلاحی ہے نہ باعتبار حلول کے اور نہ اتحاد کے یعنی بالفعل
و بالقوہ شرکت رکھتا ہے پس جو کہ بالفعل تھا بالقوہ ہوا اور جو کہ
بالقوہ تھا بالفعل ہوا فھم من فھم جل حکمۃ عظمت شانہٗ کسی نے
کیا خوب کہا ہے ؎ تُرا از دوست بگویم حکایتے بے پوست
ہمہ ازوست اگر نیک بنگری ہمہ اوست
فائدہ۔ جب دو جہت سے نسبت عبد و رب مین ثابت و متحقق
ہوئی لازم آیا کہ واسطے عروج کرنے کے مرتبہ پست ترین نزول
سے اور حصول قرب و وصال اور پہونچنے درجہ عبدیت حقیقی کے
سبب سے کار ضروری ہین اور وہ مجاہدہ و مراقبہ ہے وَمَا
خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ عبادت کرنا یعنی عبد ہونا ہے
درحقیقت عبداللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و
سلم ہین۔ عبد ہونا دشوار ہے جبتک کہ کوئی وہم الوہیت
خود سے تمامًا وکمالًا نہ گزرجاوے اِس مرتبے کو نہین پہونچتا۔
بنابران مجاہدات و ریاضات ترک تعلق دنیا و حظ نفس و ترک
توہم ماسوا واجب ہوا تا کہ ذکر و فکر درستی و راستی سے ظاہر ہو

جب پہلے صیقلِ ذکر سے نفس مُطیع و قلب صاف ہو جاوے اور
ذوق و شوق مین ترقی ہو۔ دل خطرات سے رُک جاوے اب
وقت مراقبہ لاموجود الّا اللہ کا آیا جب اس مراقبہ مین ہمہ از وست
سے اغماض نظر کرکے ہمہ اوست کو پیش نظر رکھے اس استغراق
مین فیض باطنی و جذبۂ غیبی مدد فرماتا ہے جو کچھ کہ اوسکے سوا
ہے اوس سے بے خبر ہوتا ہے اور اس بے خبری کی تمیز بھی نہین
ہوتی دیکھتا ہے جو کچھ دیکھتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ جانتا ہے
کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے بہر صورت معذور ہے۔ یہ ہے وحدت الوجود
و وحدت الموجود جیسے لوہا کہ آگ مین رنگ آگ کا پاکر نعرہَ
اَنا النّار کر اوٹھا نہ یہ کہ انقلاب حقیقت سے آگ ہوگیا یہ حال
سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ قال سے۔ مقام غور ہے یعنے جس حالت
مین کہ لوہے نے اپنے کو آگ کے حوالے کر دیا اپنے لوہے ہونے
کے خیال سے گزر کر اس انتظار مین ہے کہ آتش مستولی ہو اور
اپنا رنگ عطا کرے اس تصوّر مین اگر دوسرا خیال گذرے
اوسکے واسطے شرک ہے کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوسکا ہے
یہ ہے مطلب اوسکا کہ جو ضیاء القلوب مین ملاحظہ سامی مین آیا
کہ مراقبہ ہمہ اوست مین جبتک کہ فرق ظاہر و مظہر پیش نظر سالک ہے

بوے شرک باقی ہے واللہ اعلم لا علم لنا الا ما علمتنا ـ گرامی قدر افقیر نے بے محابا طول لسانی کیا کیونکہ بدون اسکے بات تمام نہین ہوسکتی تھی ہرچند کہ اس تحریر سے مین خود نادم ہوتا ہون لیکن خوش ہون کہ بہر تقدیر جواب خطوط متعددہ جناب ادا ہوا۔ اگر پسند خاطر و منظور والا ہو بندہ ضعیف کو دعاے خیر خاتمہ سے یاد فرمائیے ورنہ اب پھر فقیر کو تکلیف ندین وما علینا الا البلاغ المبین ؎ درین مشہد بگو یا ئی مزن دم + سخن را ختم کن واللہ اعلم + محررہ (۲) ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری درمقام خیر البلاد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا وتعظیمہا

لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۔ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔

میرے پیارے ناظرین۔ ہرچند آپ کا خادم وحشی گمنام یہ قابلیت نہین رکھتا کہ اوسکی ہرزہ سرائی پر آپ لوگ متوجہ ہون لیکن خدا کی مزید رحمت نے دستگیری کرکے اوسکو اتنے بڑے دربار مین پھونچاکر دولت آستانہ بوس سے فیضیاب فرمایا

یعنی حج خانۂ کعبہ وزیارت مدینۂ طیبہ کے ساتھ ہی جناب
قطب العالم مولانا شاہ امداد اللہ صاحب عمّ فیضہٗ کے سلک
غلامان مین منسلک فرمایا اور بعد شرفیابی قدمبوس حسب اتفاق
اس رسالۂ متبرکہ کے ترجمہ کرنے کی خدمت جناب حاجی محمد مرتضےٰ
خانصاحب مدظلہٗ نے سپرد فرمائی اور اچھا برا جو کچھ ہوسکا ترجمہ
مرتب ہی کیا مگر عدم تکمیل سے طبیعت کو افسوس تھا لیکن حضرت
کے تصرّف باطنی سے اور خانصاحب موصوف کی جستجو سے
جناب مولانا ومخدومنا مولوی حاجی محمد اشرف علی صاحب نے
رسالۂ امداد الصادقین مولفہٗ مولوی حاجی محمد صادق الیقین صاحب
مرحمت فرمایا جسمین اونھون نے حضرت صاحب کے ملفوظات
کو بزبان فارسی جمع کیا تھا چنانچہ اوسکا ترجمہ بھی آخر کتاب مین
شامل کیا گیا اور اسکے سوا مولانا مولوی احمد حسن صاحب
دام مجدہٗ نے بھی ایک مجموعۂ* ملفوظات تیار فرمایا تھا وہ بھی
مولانا صاحب موصوف نے بغرض شمول دیدیا اب ان دونون

*: مولانا نے کچھ حالات آپکے خاندان وغیرہ کے بھی لکھے تھے وہ بخیال تکرار ترک کردئیے گئے۔ کیونکہ اس رسالہ مین ذکر ہوچکا ہے اور ترتیب تحریر اپنے رسالے کی مولانا نے یون لکھی ہے کہ بعد استخارہ کے روبرو بیت اللہ شریف کے جمعہ کے دن پانچوین محرم الحرام ۱۳۱۲ھ کو جہان حضرت صاحب نے نماز جمعہ پڑھی تھی اوسجگہہ بیٹھکر لکھنا شروع کیا۔

رسالون کو اِس جزو مختصر مین ترتیب وار لگا دینے سے
دل کی آرزو پوری ہوگئی اور مضامین کی تکمیل ضروری بھی
انجام پا گئی۔ بڑی مسرت اور دلی شکریے کے ساتھ مین
مولانا اشرف علی صاحب دام لطفہٗ کا دوبارہ ذکر کرتا ہون
کہ اونھون نے اِس ترجمے کے دیکھنے مین اپنا تھوڑا وقت
صرف کر کے میری لغزشون کی بہت کچھ درستی فرمائی۔
اور یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مینے بعض مضامین جو مکرر سہ کرر
ہوے جاتے تھے سہولت کی غرض سے چھوڑ دیے ہین۔
اسلیے کہ ناظرین یہ دھوکا نہ کھائین کہ مین تو مولانا محمد
ادریس صاحب عم فیضہ نگرامی کا مرید ہون مجھے حضرت صاحب
سے کیا تعلق۔ مین اِس امر کا بھی اظہار کرتا ہون کہ مین نے
حضرت صاحب سے حسب الحکم حضرت مولانا کے خاندان چشت

ص ۱: کچھ حالات یعنا حطیم مین میزاب رحمت کے نیچے شروع کیے اور کچھ
حالات باب کعبہ کے سامنے لکھے تاکہ اِن مقامات کی برکت سے تمغا اسکو پورا اور
منظور نظر اقدس حضور پیر و مرشد مدظلہٗ العالی کا کرے ۱۲ و - یا در کھنا چاہیے
کہ چونکہ مولانا صاحب نے ملفوظات کو بصورت کتاب بترتیب دیگر فیوض پر تقسیم کیا تھا
اور اب وہ ترتیب باقی نہین رہی لہٰذا تاریخ اور دن کی ترتیب صحیح نہین باقی رہی
ناظرین معذور سمجھکر معاف فرماوین - ۱۲ و

مین بیعت کی ہے اور چونکہ یہ امر امتثالاً لامر مولانا واقع ہوا ہے
لہذا دونون آستانے میرے لیے ایک ہین۔
افسوس ہے کہ مین قید نفس لعین مین پھنسکر مقصود اصلی سے
دُور اور ہوا و ہوس مین مُبتلا ہو رہا ہون۔ آپ ناظرین
اکابر ابرار و مومنین صالحین ہین دُعا فرمایئے کہ خدا
میرے اوپر بھی رحم فرما کر میری دِلی تمناؤن کو پُورا
کرے۔ اور اب آپ نہایت خوشی سے اس رسالے کے
دونون۔ تتمے بھی ملاحظہ فرما کر بہرہ اندوز سعادت
ہوجیے۔ والسلام خیر ختام ؎

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ احقر انام اشرف براے نام کہتا ہے کہ جب
مین رسالہ شمائم امدادیہ مؤلفہ مکرمی جناب حاجی محمد مرتضیٰ خانصاحب
قنوجی سلمہ اللہ تعالےٰ کے دیکھنے سے فارغ ہوا خیال آیا کہ
میرے پاس بھی ایک مختصر ملفوظ شریف حضور پرنور حضرت پیرو
مرشد قبلہ وکعبہ مدظلہم العالی کا موجود ہے جسکو ایک مخلص خادم
نے مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً وعظمۃً مین حاضر رہکر فارسی زبان
مین جمع کیا تھا اور یہ احقر بھی روزانہ اوسکو دیکھ لیا کرتا تھا
اگر وہ بھی اسکے ساتھ شامل ہوجاوے تو موجب تکثیر نفع
طالبین ہے اس غرض سے مین نے ملفوظ مذکور خانصاحب کو
حوالہ کیا۔ خانصاحب نے ترجمہ کرکے میرے پاس بھیجدیا مینے
بنظر غور اوسکو دیکھا اور جہان شبہہ ہوا اصل سے ملاکر مطابق

کرلیا۔ بعض مضامین متفرقہ بلا قید تاریخ مین نے بھی فارسی
زبان مین لکھے تھے اونکی نسبت بھی خانصاحب سے
درخواست کرتا ہون کہ ترجمہ کرکے اسکے آخر مین بطور ضمیمہ
شامل فرماوین۔ مین یہ دعوی نہین کرسکتا کہ ان ملفوظات
مین ذرہ برابر تفاوت الفاظ و معانی کا نہین ہے یہ حافظہ
تو حضرات محدثین رحمہم اللہ تعالے پر ختم ہوگیا مگر اپنے نزدیک
بہت احتیاط کی گئی ہے سہو و خطا اللہ تعالی معاف فرماوے
کہین کہین حواشی مین توضیحاً کچھ لکھ بھی دیا گیا ہے فقط
مقام کانپور۔ ماہ جمادی الاولی ۱۳۱۲ھ

ترجمہ ملفوظ از رسالہ امداد الصادقین

فرمایا کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ طریقت شریعت سے جدا ہے
بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے اقرار باللسان اشارہ طرف شریعت
کے ہے اور تصدیق بالجنان سے مطلب طریقت ہے۔
پس ایک بغیر دوسرے کے کام کا نہین۔ اقرار بدون تصدیق
نفاق ہے اور تصدیق بلا اقرار بیکار۔ فرمایا کہ ہو الظاہر کنایہ
شریعت سے اور ہو الباطن طریقت سے۔ اگر شریعت نہوتی

اسماے آئینہ کا عرفان نہوتا اور صفات اسما ظاہر نہوتے مثلاً
غفاریِ حق تعالی۔ کیونکہ جب شریعت قائم نہوتی منہیات
نہ معلوم ہوتے پس اظہار غفّاری خداوند کریم کہان سے ہوتا
اوراِسیطرح مُنتقم وغیرہ۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آیۂ کریمہ
وَمَا خَلَقْتُ الجِنَّ وَالاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ مین لفظ عبد جو اختیار
فرمائی اسمین نکتہ ہے کیونکہ غلام اور مزدور (نوکر) مین بہت
بڑا فرق ہے مزدور و ملازم سے ایک کام جو اوس سے متعلق
ہوے سکتے ہین بخلاف غلام کے کہ اوسکے واسطے کوئی
خدمت معین نہین ہے جو کام چاہا اوسکے سپرد کردیا سچاہین
جوتے اوٹھواوین یا قلمدان لینے کی خدمت متعلق کرین سب
پھبتا ہے۔ اسی طرح آدمی کو بھی کوئی خاص کام خدا نے
نہین دے رکھا اسمین یہ نکتہ ہے کہ تمام مخلوق مین ایک ایک
صفات سے اور اِنسان جامع ہے وَہٰذَا ہُوَ اَحَدُ مَعَانِی الْقَوْلِ
الْمَشْہُوْرِ طُرُقُ الْوُصُوْلِ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ
اَیْ طَرِیْقُ وُصُوْلِ کُلِّ خَلْقٍ مُسْتَقِلٌّ۔ فرمایا کہ ایک روز
دو آدمی آپسمین بحث کرتے تھے ایک کہتا تھا کہ حضرت
شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم

قدس سرہٗ سے افضل ہین اور دوسرا حضرت غوث پاک کو شیخ پر فضیلت دیتا تھا مینے کہا کہ ہمکو نہ چاہیے کہ بزرگون کی ایک دوسرے پر فضیلت بیان کرین اگرچہ اللہ فرماتا ہے فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ لیکن ہم دیدۂ بصارت نہین رکھتے اسواسطے مناسب شان ہمارے نہین ہے کہ ایسی جرأت کرین البتہ مُرشد کو تمامی اوسکے معاصرین پر فضیلت دینا مضائقہ نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ باپ کی محبت چچا سے زیادہ ہوتی ہے اور اہمین آدمی معذور ہے۔ اوسنے دلیل پیش کی کہ جسوقت حضرت غوث پاک نے قَدَمِیْ عَلٰی رِقَابِ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ فرمایا تو حضرت معین الدین نے فرمایا بَلْ عَلٰی عَیْنِیْ۔ یہ ثبوت افضلیت حضرت غوث کا ہے مین نے کہا کہ اس سے تو فضیلت حضرت معین الدین صاحب کی حضرت غوث پر ثابت ہوتی ہے نہ برخلاف اوسکے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث اوسوقت مرتبۂ الوہیت مین تھے اور حضرت شیخ مرتبۂ عبدیت مین۔ فرمایا کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے باعتبار مراتب مردمان کے تین معنی ہین۔ لَامَعْبُوْدَ۔ لَامَطْلُوْبَ۔ لَامَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ اور یہ سب مراتب سے اعلیٰ ہے۔ فرمایا کہ

کفر مظہر ایمان ہے و بر عکس اسکے اگر کفر مخلوق نہوتا کوئی ایمان
کو کیونکر جانتا - فرمایا سیر تین طرح پر ہے - سیر الی اللہ
و فی اللہ و من اللہ - فرمایا کہ ایمان رجا اور خوف مین ہے
ہم لوگ رجا پر بھروسہ اور غرور کر رہے ہین اور خوف کو
بھول بیٹھے ہین - فرمایا - عاشق دو طرح پر ہے - عاشق ذاتی
و عاشق صفاتی - او مرتبہ عاشق ذاتی کا عاشق صفاتی سے
زیادہ ہے کیونکہ عاشق ذاتی پر جو کچھ وارد ہوتا ہے اوسکو
ذات الٰہی سے جانتا ہے پس اس وجہ سے رضا و تسلیم مین مرتبہ
عالی پاتا ہے - ایکدن حضرت غوث الاعظمؓ سات اولیاء اللہ
کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا
کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت و توجہ
باطنی سے اوسکو غرق ہونے سے بچا لیا وہ ساتون آدمی کہ
عاشق ذات اور مرتبہ رضا و تسلیم مین ثابت قدم تھے اس امر
حضرت غوث کو خلاف خیال کر کے آپ سے ناخوش ہوئے
اور اپنی مجلس سے علیحدہ کر دیا - ایکدن دیکھا کہ سات ڈھانچے
ہڈیون کے مسلّم رکھے ہین دریافت ہوا کہ ایک درندے نے
خدا سے دعا مانگی کہ مجکو اپنے دوستون کا گوشت کھلا وہ ساتون

آدمی پیش کیے گئے اور اوس درندے نے گوشت اون مردانِ خدا کا کھانا شروع کیا۔ جس وقت درندہ دانت مارتا تھا وہ لوگ ہرگز دم نہ مارتے تھے۔ یہان تاک کہ تمام گوشت اپنا راہِ مولی مین نثار کردیا اور صرف ہڈیان باقی رہ گئین۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک بزرگ کہتے تھے کہ تمام آدمی کیا مُشرک اور کیا کافر و کیا مومن سب کو خدا کی رسائی ہوسکتی ہے اسلام شرط نہین ہے ارشاد فرمایا کہ یہ بزرگ باوجود کمال کے سیر اسماء مین تھے البتہ مرتبہ حقائق مین یہ درست ہے کیونکہ مرجع تمامی خلائق اللہ جلّ شانہ ہے فرماتا ہے مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ پس تمامی مخلوق صراطِ مستقیم پر ہے اور اسی وجہ سے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پر کفایت نفرمایا اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی قید لگائی۔ پس اس طور پر صراطِ مستقیم مرادف طریق نجات کا نہین ہے اور مرتبہ حقائق مین تمامی آدمی متساوی الاقدام ہین اور کونین مین مظاہر اسماء و صفات لطف و قہر ہین لیکن مرتبہ صورت مین جدا و متمائز ہین۔

اثنائے درس احیاء العلوم مین زبان فیض ترجمان سے فوائد عجیبہ بیان فرمارہے تھے مولانا اشرف علی صاحب نے عذر کیا کہ آج بعض تعامات متبرکہ کی زیارت کو گیا تھا اسوجہ سے حاضری مین دیر ہوگئی

ارشاد فرمایا جاے بزرگان بجاے بزرگان زیارتِ آثارِ بزرگان
مین برکت ہوتی ہے۔ فرمایا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ تصوف
کی جڑ ہے۔ فرمایا خوشبو لگاتے وقت سب نیتون سے عمدہ
نیت یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی کی نیت کرے فَاِنَّ اللّٰہَ
جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ۔ فرمایا۔ ایک آدمی نے حضرت امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ کی غیبت کی آپ نے ایک طبق دینار کا اوسکو
بہیجدیا لوگون نے پوچھا کہ یہ کیسا اولٹا معاملہ ہے تب امام صاحب
نے فرمایا ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔ اس شخص نے مجکو
نعمت اُخروی دی تو کیا مین اوسکو دنیا کی نعمت بھی ندون ؎
بدی را بدی سہل باشد جزا + اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَا +
فرمایا کہ اس زمانے مین فتوی پر عمل کرنا ہی تقوی ہے ایک متقی
نے کسی کے گھر مین خط لکھا اور ذرا سی خاک لیکر خشک ہونیکو
خط پر ڈالدی چونکہ بلا اجازت خاک لی تھی مواخذہ کیا گیا۔
فرمایا۔ اگر نیت درست ہو تو آدمی آیۂ دَٓھُمْ فِیْ صَلٰوتِہِمْ دَآئِمُوْنَ
مین داخل ہو جاوے یعنے حضور دائم میسر ہو۔ فرمایا۔ کہ تواضع
نفاق کے ساتھ ممنوع ہے۔ فرمایا کہ ایک بزرگ حضرت بایزید
بسطامی کی نماز جنازہ مین شریک نہو سکے لوگون نے اون سے

سبب دریافت کیا جواب دیا کہ اصلاح نیت مین کوشش کرتا تھا صحیح نہین ہونے پائی کہ نماز ختم ہوگئی۔ احیاء العلوم کا درس ہورہا تھا مضمون یہ تھا کہ معاصی نیک نیتی سے طاعت نہین ہوسکتے ارشاد فرمایا کہ یہ صحیح ہے بلکہ حدیث شریف جفّ القلم بما ہو کائن کے معنے یہی ہین اور جو کہ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یُبَدِّلُ اللہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنَات مراد سیئات سے وہ طاعات ہین کہ اصل نیت مین طاعت تھی مگر بسبب عوارض کے سیئات ہوگئی حق سبحانہٗ و تعالےٰ اپنے بے انتہا فضل سے اون عوارض کو دفع کرکے اوس طاعت کو قبول فرماتا ہے تبدیل سے یہ مراد ہے۔

وحدت الوجود کا ذکر فرماتے تھے مگر کلام بہت عالی تھا اسلیے لکھا نہ گیا (مترجم) ترجمہ خط حضرت صاحب دربارہ وحدت الوجود اسمی مولوی عبد العزیز صاحب نائب سالہٹ ہم فرمایا۔ اخوۃ تین قسمین ہین۔ اخوۃ نسبی کہ تمام آدمی اولاد آدم ہین۔ اخوۃ ایمانی انما المؤمنون اخوۃ اخوۃ عارفین لا نفرق بین احد من رسلہ فرمایا کہ جناب مولوی رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایکدن فرمایا کہ اجازت ہو تو حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کو آپ کے مراتب سے اطلاع دون آپ نے جواب دیا کہ انتہاے عنایت سلطانی

ہی ہوگی کہ اپنے حضور مین طلب فرمائینگے جیسا کہ آپ کو طلب
کیا تھا اور مین مکہ کو چھوڑنا نہین چاہتا البتہ سلطان کی دعا
چاہتا ہون کیونکہ دعاے سلطان عادل مستجاب ہوتی ہے اور
یہ استدعا سلاطین کے حضور مین بہت دشوار ہے پس مناسب
ہے کہ آپ میرا سلام سلطان سے کہدین کیونکہ جواب سلام ضرور
دینگے اور سلام دعا ہے بس اتنا ہی کافی ہے۔ ساہ کو کہ طریق
مسنون ہے ترک کرکے آداب عرض کرنا نہ چاہیے۔ فرمایا۔ کہ آیہ
وَعَلَّمَ آدَمَ الاسْمَاءَ كُلَّهَا مین علماے ظاہر خیال کرتے ہین کہ مراد
اس سے اسماے عرضیہ ہین اور حق تو یون ہے کہ اوس سے مراد
حقائق اسماء ہے۔ فرمایا کہ علما آپسمین تنازع کرکے العلم
حجاب الاکبر کے مصداق بنجاتے ہین اور بعض لوگ کہتے ہین
کہ صوفیہ بدعات اختیار کرتے ہین یہ کسی طرح یقین نہین ہوتا
کیونکہ صوفی کو جب صفاے قلب میسر ہووے جو کچھ کہے گا حق
کہیگا اور زبان حق سے کہیگا۔ فرمایا کہ نیت نماز کی اول سے
آخر تک نزد حضرات صوفیہ کے ضروری ہے لیکن علما و فضلا نے
غایت رحم سے نبظر سہولت فتویٰ صرف اول نماز مین نیت کا
دیا ہے امید ارحم الراحمین سے ہے کہ قبول فرماوے۔ فرمایا کہ آیہ

۱۲ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ مین علماے ظاہر نے یقین سے
موت مراد لی ہے لیکن نزدیک صوفیہ کے یقین کے تین مراتب
ہین - علم الیقین - عین الیقین - اور سب سے بڑھ کر حق الیقین اور
یہ ایسا مرتبہ ہے کہ جب آدمی مرتبہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا پر پھونچتا
ہے تب حاصل ہوتا ہے اور آدمی اپنے آپ مین نہین رہتا
اور اس رتبہ پر پھونچکر تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہین اور
آیت مین اونکے مذاق پر بھی مرتبہ مراد ہے لیکن یہ حالت
صرف لمحہ دو لمحہ رہتی ہے مگر جنکو جامعیت میسر ہے وہ اس
حالت مین بھی عبادت کو ترک نہین کرتے ہین کیونکہ عبادت
تذلل ہے اور محبوب (خدا) کی محبوب ہے - فرمایا کہ جَنَّۃُ الْعَارِفِیْنَ
لَيْسَ فِيْهَا حُوْرٌ وَلَا قُصُوْرٌ وَمَا فِيْهِ شَيْءٌ اِلَّا اَرِنِيْ اَرِنِيْ اوسمین محض
تجلیات الٰہی ہوتے ہین - فرمایا کہ چار مسئلون مین متفکر تھا
بعونہ تعالیٰ منکشف ہوگئے (۱) وحدت الوجود (۲) تقدیر
(۳) روح (۴) مشاجرات صحابہ - فرمایا کہ محبوبان خاص جب
تقدیر پر اطلاع پاتے ہین اوسکے موافق عمل کرتے ہین اور
عجلت کے ساتھ اوسکو انجام دیتے ہین کیونکہ اوسکے ہونے پر
ترقی (مدارج) موقوف ہوتی ہے پس چاہتے ہین کہ اس امر سے

فارغ ہوکر درجات علیہ پر فائز ہو جاوین۔ چنانچہ بعد ارتکاب اپنی منزل مقصود پر پہونچ جاتے ہین برادران یوسف علیہ السلام نے ایک امر شنیع کیا اور مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوے باوجود اسکے علماء کا اونکی نبوت مین اختلاف ہے اور انبیاء کبائر (گناہ) سے معصوم ہین قبل نبوت و بعد نبوت اسی پر مشاجرات صحابہ کو قیاس کرلینا چاہیے۔ اونکو معلوم ہوچکا تھا کہ یہ ضروری ہونا ہے پس تعجیل در تعجیل جہانتک امر محبوب مین ہو خوب ہے اور یہی وجہ تھی کہ دن کو لڑائی لڑتے تھے اور رات کو ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ فرمایا کہ نظر بعض عارفین کی اسباب پر نہین ہوتی اور یہ باعث زیان و محل عتاب ہے وہ لوگ اسباب کو محض بے سود سمجھتے ہین حتی کہ دعا بھی نہین مانگتے بلکہ اونکے نزدیک دعا کرنا منع ہے اور یہ غلطی ہے البتہ اگر مقام رضا کا غلبہ ہے تو مجبوری ہے۔ دعا کی چار قسمین ہین۔ اول دعاے فرض مثلاً نبی کو حکم ہو کہ اپنی قوم کے واسطے ہلاکی کی دعا کرے پس اوسپر یہ دعا کرنا فرض ہے دوسرے دوم دعاے واجب جیسے دعاے قنوت۔ سوم دعاے سنت جیسے بعد تشہد اور ادعیہ ماثورہ ہے چہارم۔ دعاے عبادت جیسا کہ عارفین کرتے ہین اور

اوس سے محض عبادت مقصود ہے کیونکہ دُعا میں تذلل ہے اور تذلل حق تعالیٰ کو محبوب ہے۔ لہذا الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ وارد ہوا ہے۔ ایک دن حضرت شاہ حاجی امام الدین رحمۃ اللہ علیہ علیل ہوے اور آہ۔ آہ۔ کرنے لگے۔ حضرت مُفتی الٰہی بخش صاحب برادر حاجی صاحب کہ نسبت اِرادت بھی حاجی صاحب سے رکھتے تھے عیادت کو آئے اور کہا کہ آہ۔ آہ۔ کیوں کرتے ہو اَللہ اللہ کرو اونھوں نے کچھ خیال نہ کیا اور آہ میں مشغول رہے ایک دن اتفاقاً حضرت مُفتی صاحب بھی اوسی درد میں مُبتلا ہوے اور اَللہ اللہ کرنے لگے اور آہ مُنہ سے نہ نکالا۔ حضرت شاہ صاحب نے تشریف لاکر فرمایا کہ جبتک آہ نکروگے صحت نہوگی۔ چنانچہ یہی ہوا کہ مرض ترقی کرتا گیا کسی طرح تخفیف نہوئی بالآخر مفتی صاحب نے آہ کرنا شروع کیا اور صحت حاصل ہوگئی یہ مقام عبودیت تھا اور تذلل و عبدیت محبوب (خُدا) کو محبوب ہے اور اِسی مین رِضا و تسلیم بھی متصور ہے اور اللہ اللہ مقام الوہیت ہے۔ فرمایا کہ مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں

نے اِختراع کی ہین نہ چاہیین اور قیام کے بارے مین مین کچھ
نہین کہتا۔ ہان مجکو ایک کیفیت قیام مین حاصل ہوتی ہے۔
مولانا اشرف علی صاحب نے استفسار فرمایا کہ رویت حق تعالے
کی اس عالم مین ممکن ہے یا نہین فرمایا ممکن ہے معنی آیہ لَاتُدْرِکُہُ
الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ کے یہ ہین کہ اِس بصارت ظاہری
سے رویت حق تعالیٰ ممکن نہین ہے اور جب نظر بصیرت
(باطنیہ) حاصل ہوجاتی ہے بصارت (ظاہری) پر غالب آتی
ہے پس عارف حقیقت مین نظر بصیرت سے دیکھتا ہے اور اگر
یہ سمجھے کہ آنکھون سے دیکھا ہے تو اوسکی غلطی ہے دلیل اسبات
کی کہ اِس نظر سے نہین دیکھتا یہ ہے کہ اگر آنکھ بند کرلے رویت
بدستور رہے دوسرے یہ کہ دید آنکھون کی عارضی محتاج نور آفتاب
کی ہے بخلاف اوس دید کے کہ محتاج نور بصیرت کے ہے بدون پرتو
اوس نور کے غیر ممکن ومحال ہے۔ پھر مولانا نے استفسار فرمایا کہ
خطاب لَنْ تَرَانِی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیون کیا گیا۔
ارشاد فرمایا کہ اسمین نفی رویت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
اور یہ درست ہے کہ عارف دیکھتا ہے اپنی آنکھ سے نہین دیکھتا ہے
بلکہ دیدۂ حق سے دیکھتا ہے اور نیز اسمین نفی رویت ذات ہے

۹ شعبان

کیونکہ فنا سے قیداوسکو لازم ہے اور جب فنا ہوا پھر رویت کجا
فرمایا کہ ایک دن دو طالب علم آپسمین بحث کرتے تھے ایک
کہتا تھا کہ نماز بدون حضور قلب درست نہین ہے کیونکہ لاصلوٰۃ
اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْب وارد ہوا ہے اور دوسرا حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کے قول سے استدلال کرتا تھا کہ آنحضرت فرماتے ہین۔
اِنِّیْ اُجَهِّزُ الْجَیْشَ وَ اَنَا فِی الصَّلٰوۃ اس سے زیادہ کون امر
منافی نماز ہو سکتا ہے آخر الامر آپ (حضرت صاحب) سے
محاکمہ چاہا ارشاد ہوا کہ ان دونون حدیثون مین تعارض نہین
ہے مقربون کو جب بادشاہون کی حضوری ہوتی ہے امور
لاحقہ عرض کرتے ہین اور استمزاج چاہتے ہین اور بجا آوری
خدمت کی کوشش کرتے ہین پس یہ عین حضوری ہے نہ منافی
حضوری۔ فرمایا کہ اَلْوَلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ حق ہے لیکن مراد
ولایت سے ولایت نبی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ولایت توجُّہ
الی اللہ ہے اور نبوت توجہ الی الخلق اور توجہ الی اللہ توجہ
الی الخلق سے بہرحال افضل ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ولایت مین مستغرق ہوتے تھے توجُّہ اِلَی الْخَلْق جو لازمہ
نبوت ہے کم ہوجاتی تھی۔ پس فرماتے تھے کلمینی یا حُمَیرَاءُ

تاکہ حضرت عائشۃ الحمیرا رضی اللہ عنہا کی گفتگو سے توجہ
الی الخلق عود کرے اور جب نوبت کہ توجہ الی الخلق سے مراد
ہے غالب ہو کر شفقت و ترحم بحال خلق اس مرتبہ ہو جاتا تھا کہ
ولایت مین نقص پیدا ہو تو ارشاد ہوتا تھا ارحنی یا بلال۔ تاکہ ذکر
الٰہی سے توجہ الی اللہ حالت اصلی پر آجاوے۔ فرمایا کہ مراتب
یقین تین ہین علم الیقین مرتبہ ادنیٰ عین الیقین مرتبہ وسطیٰ
حق الیقین مرتبہ اعلیٰ ہے۔ عین الیقین سے علم الیقین مین
جانا حسنات الابرار سیئات المقربین سے ہے۔ حق الیقین مرتبہ
فنا فی الفنا ہے مثال اسکی یون ہے کہ علم حرارت آتش کا
علم الیقین ہے اور جب اوسپر انگلی رکھی جاوے عین الیقین
ہو اور جب لوہے کو خوب آگ مین سرخ کیا جائے اور
اوسوقت لوہا انا النار کہے بجا ہے یہ مرتبہ حق الیقن ہے
اور اس مرتبہ مین عبادت ساقط ہو جاتی ہے لیکن یہ مرتبہ ہمیشہ
نہین رہتا تاہم جسکو جامعیت نصیب فرمائی ہے شریعت سے
باز نہین رہتا۔ فرمایا کہ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ۔ یہی
خوف رجا جب مرتبہ علیا کو پہونچتا ہے اور دوسری کیفیت
پیدا کرتا ہے قبض و بسط کہا جاتا ہے اور جب زیادہ ترقی

حاصل ہوتی ہے اُنس وہیبت سے نام ہو جاتا ہے حقیقت واحدہ
ہے کہ اختلاف کیفیات سے اختلاف اسماء ہو جاتا ہے کما
انّ النفس واحدۃ وباختلاف الکیفیات تسمّی تارۃً بالامارۃ
وتارۃً باللوّامۃ وتارۃً بالملہمۃ وتارۃً بالمطمئنۃ اگر حالت بسط مین
عبادت بجالایا ظہور یحبہم سے ہے یحبونہ اوس وقت ہوگا کہ حالت
قبض مین بھی کوئی فتور نہ ہو اور ترک عبادت نہ کرے جیسا کہ
بہتیرے آدمی گمراہ ہو جاتے ہین شیخ کامل اوسکا دفعیہ
کر سکتا ہے فرمایا مشہور ہے کہ بوجہ دعاے حضرت ابراہیم بن
ادہم رحمۃ اللہ علیہ اونکے صاحبزادے حضرت محمود نے وفات
پائی لیکن محققین کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ بوجہ غایت محبت
وشفقت پدری حضرت ابراہیم نے اونکو ایک دم سے بھر دیا
اون سے تحمل نہو سکا اسوجہ سے انتقال کیا جیسا حضرت خواجہ
باقی باللہ نے نان پز کو توجہ اتحادی دی اور اوسکو تحمل دشوار
ہوگیا فرمایا مشہور ہے کہ حضرت محمود نسبت شیوخ کی صلب
کر لیتے ہین یہ غلط ہے بزرگون سے عطا ہوتا ہے نہ کہ برعکس
اصل یہ ہے کہ نسبت شیوخ کی اس مقام متبرک مین نسبت
انبیا علیہم السلام کے آگے پست ہو جاتی ہے جیسے کہ آفتاب کے

سامنے چراغ نہین جلتا۔ فرمایا اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الرَّجَاءِ وَالْخَوْفِ جب عمل خیر کرے تو امید قبولیت کی رکھے کہ موقع رجاء کا ہے ایسے وقت مین عدم رجاء گناہ ہے۔ فرمایا اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ اور مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَہْلِ التَّصَوُّفِ وغیرہ کو صوفیہ نے حدیث کہا ہے در اصل یہ سب احادیث ہین اور دوسری حدیث مین بجاے اہل التصوف اہل الذکر صراحۃً موجود ہے اور اہل الذکر اہل تصوف ہین پس حدیث نقل بالمعنیٰ ہوگی۔ اگر اس سے قطع نظر کیا جاوے پس حدیث دو نوع کی ہین (۱) حدیث بالمعنی المتعارف اور (۲) حدیث کشفی۔ چنانچہ فرمایا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ اسکے دو معنے ہین اول یہ کہ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ یَقِیْنًا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ دوم یہ کہ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ اللّٰہَ تعالیٰ۔ پس جب زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میسر ہوئی یا دیدار پروردگار جو کچھہ مسموع ہوگا یا قلب پر وارد ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوگا یا خداے پاک کی طرف سے پس حدیث کشفی نام رکھنے مین کیا مضائقہ ہے اور ہمارے علماء اس زمانے مین

شوال ۱۳۱۳ھ

جو کچھ قلم مین آتا ہے بے محابا فتوی دیدیتے ہین علماے ظاہر
کے لیے علم باطن بہت ضرور ہے بدون اسکے کچھ کام درست
نہین ہوتا۔ فرمایا ہمارے علماء مولد شریف مین بہت تنازع کرتے
ہین تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہین جب صورت جواز
کی موجود ہے پھر کیون ایسا تشدد کرتے ہین اور ہمارے واسطے
اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا
نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے مضائقہ
نہین کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم امر
دونون سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا
بعید نہین۔ فرمایا واسطے تقویت حافظے کے یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ مَا لَمْ
اَکُنْ اَعْلَمْ یَا عَلِیْمُ اکتالیس بار بعد نماز عصر پڑھنا چاہیے۔ اور
سورہ فاتحہ بعد نماز فجر گیارہ بار پڑھنا چاہیے یا روٹی پر لکھ کر
کھالین۔ فرمایا ع یکزمانے صحبتے با اولیا ÷ بہتر از صد سالہ طاعت
بے ریا ÷ اسمین زمان عام نہین ہے بلکہ مخصوص ہے جب
لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ میسر ہو وہ وقت مراد ہے اور فرمایا کہ ایک دم
مین ولایت حاصل کرنے کے لیے خدمت کرنا چاہیے جیسے کہ
حضرت شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت شاہ ابو المعالی

قدس سرہٗ اپنے مرشد کی انواع اقسام کی خدمت کرتے تھے اور بڑی مشقت کرتے تھے۔ دن کو دن اور رات کو رات نہین جانتے تھے۔ ایکدن حضرت شاہ صاحب نے نکالدیا (یہ نکالنا بزرگون کا محض ظاہری ہوتا ہے لیکن قلب سے کھینچتے ہین) حضرت شاہ بھیک صاحب شہر کے گرد گھومنے لگے ایکدن شاہ صاحب کی اہلیہ نے کہا کہ تمنے ایسے نجیب آدمی کو کیون نکالدیا اگر وہ ہوتا تو کوئی کام ہی کرتا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ مینے نکالدیا ہے تمنے تو نہین نکالا تم بلالو۔ غرضکہ شاہ بھیک کو طلب کرکے کوٹھے کی چھت بنانے کا حکم دیا۔ حضرت شاہ بھیک صاحب بے تکلف اکیلے بنانے لگے اور بڑی بڑی لکڑیون کو کاٹ و تراش کر چھت بنانا شروع کیا حضرت کو یہ خدمت پسند آئی چونکہ اونکی مشقتین انتہا کو پہونچ گئی تھین حضرت شاہ صاحب نے ایکدم مین توجہ باطنی سے کمال کو پہونچا دیا یہ اونکی محنت کا طفیل تھا۔ فرمایا یجوز تصور المطلوب علی صورۃ الشیخ اذا کان الطالب عارفا ذا کشف۔ اکثر اوقات فرماتے ہین کہ مجھہ مین کچھہ نہین ہے البتہ یہ امید ہے کہ تم لوگون کے توسل سے میری بھی نجات ہوجاے اور موافق اعتقاد و گمان تم لوگون کے مجکو بھی حصہ (رحمت خداسی) ملے

بوجہ عدم لوازن کے اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے اور گو نہ اوسکے ذکر مین مشغول رہتا ہے۔ فرمایا کہ ضیاء القلوب کو مینے نو جزو مین لکھا تھا چار جزو کی اجازت ملی اور پانچ جزو کہ ثمرات مین تھے ممنوع الاظہار والافشا ہو گئے۔ فرمایا کلام اللہ تعالیٰ کا حقیقت مین نفسی ہے پھر بھی الفاظ کو کلام اللہ کہتے ہین۔ یہی حال تمامی صفات کا ہے یہی معنے ہین ہمہ اوست و وحدت الوجود کے اور یہی ہے بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش الحدیث۔ فرمایا ایک آدمی خاندان نقشبندیہ مین مرید تھا لیکن اوسکی طبیعت ذکر بالجہر سے مناسب تھی اور ذکر جہر سے اوسکو لذت ملتی تھی اوسکے مرشد نے تلقین ذکر خفی کی ترک جہر سے انقباض ہو گیا اور وہ لذت جو حاصل ہوئی تھی جاتی رہی مجھسے اپنا حال بیان کیا مینے کہا کہ ہر شخص کو ایک ذکر مخصوص سے مناسبت ہوتی ہے بعض کو خفی سے بعض کو جلی سے بعض کو خیال و تصور سے تمھارے لیے ذکر جلی مناسب ہے نہ خفی اوسنے مرشد کی تعلیم کا عذر کیا مین نے جواب دیا کہ جب یہ عذر تھا تب عرض حال کیا ضرور تھا جب مدینہ منورہ مین پہونچے ایک برادر ارشادی کے پاس اونکے حسب درخواست ضیاء القلوب نقل کے واسطے لیگیا۔ وہ ایسے بزرگ تھے کہ انکا

ذکر نفی و اثبات اس درجہ پر پہونچگیا تھا کہ جب لا آلہ کہتے تاریکی ہو جاتی اور جادر وغیرہ کچھہ نہ رہتی سب فنا ہو جاتی آور جب اِلَّا اللہ کہتے ایک نُور ظاہر ہوتا۔ یہ دونون کیفیت معلوم ہوتی تھین ایک شخص یہ حالت دیکھکر متحیر رہتا تھا جب تحقیق کیا امر واقعی دریافت ہوا کہ یہ آثار ذکر ان حضرت کا ہے غرضکہ اونھون نے ضیاء القلوب لیکر اون نقشبندی کو واسطے نقل کے دی ہنگام نقل فیض ظاہر ہوا اور انبساط حاصل ہوا شکریہ بجا لائے اور ضیاء القلوب اپنے واسطے نقل کی۔ فرمایا کہ بعض لوگون کی عادت ہوتی ہے کہ بزرگون کے حالات کی چھان بین مین رہتے ہین یہ امر مذموم اور ممنوع ہے قَالَ اللہُ تَعَالیٰ لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ بزرگون کے حضور مین اپنے دل کی نگہداشت کرنا چاہیے ع پیش اہل دل نگہدارید دل + ایکدن ایک صاحب میرے پاس آئے اور اپنی نسبت سے میرا تفتیش حال کرنے لگے مینے کہا کہ یہ امر بہت برا ہے اہل نسبت اگر اپنی پونجی چھپانا چاہے تو ہتہ بھی نہ لگنے دے۔ یہ سُنکر میرے زانو پکڑ لیے اور عذر کرنے لگے۔ فرمایا کہ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ بصیغہ خطاب مین بعض لوگ کلام کرتے ہین۔ یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ

عالم امر مقید بجہت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہین ہے پس اسکے
جواز مین شک نہین ہے۔ فرمایا کہ وظائف مین عدد طاق عمدہ
ہین نو ہون یا گیارہ ایک آدمی نے پوچھا کہ ہمہ اوست و
لاموجود کے کیا معنے فرمایا کہ دونون مرادف ہین جو کوئی طالب علم
ہو او سکے نہی سمجھ سکتا ہے اسکی مثال یون ہے کہ جیسے مہندس
نقشہ کسی عمارت کا اپنے ذہن مین خیال کرے اور تصور کرے
پس اصل مین وجود تمام عمارت کا ہو گیا بعدہ جو درودیوار ظاہر
ہونگے وہ پرتو حاضر فی الذہن کے ہونگے۔ اسی طرح صفات
اللہ کے ہین مثل علم و قدرت اور تمامی کائنات پرتو انھین
دو صفت کے ہین تمام مخلوق علم حق تعالے مین تھی اوسی کے
موافق ظاہر ہوئی پس یہ سب پرتو و ظل علم الٰہی ہے اور ظاہر
ہے کہ خدا کے صفات اوسکی ذات سے علٰحدہ نہین ہین لامحالہ
لاموجود الا اللہ و ہمہ اوست پیدا ہے جملہ اول فانی آخر فانی
اور درمیان مین جو کچھ ظاہر ہوا محض خیال و تصور ہے۔ اور کہتے
ہین کہ یہ مسئلہ کشفی ہے مین کہتا ہون کہ کشفی بھی ہے اور عقلی و
نقلی بھی نہ صرف کشفی۔ عقل کے کئی اقسام ہین عقل معاش و معاد
عقل کل و جز معقولی جو عقل معاد نہین رکھتے محض نامعقول ہین۔

فرمایا کہ شیطان انواع و اقسام سے انسان کو وسوسے مین ڈالتا ہے کبھی بالکلیہ عبادت سے پھیر دیتا ہے اور کبھی عبادتِ اعلےٰ سے ادنےٰ پر مائل کرتا ہے ؎ حج زیارت کردنِ خانہ بود ✦ حجِّ ربِّ البیت مردانہ بود ✦ کبھی حج رب البیت سے باز رکھہ کے رغبت حجِ مکان کی دیتا ہے اور جہادِ اکبر سے جہادِ اصغر کیطرف متوجہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ تمام لطائف بالاے عرش ہین۔ تصور کرنا چاہیے کہ اونکے حقائق سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ مذہب و ملت عشق جدا ہے جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہین ؎ ملتِ عاشق ز ملت ہا جدا ست ✦ عاشقان را ملت و مذہب خدا ست ✦ مجکو اِس آیت سے تسکین و تشفی ہوگئی مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ اور فرمایا کہ جو کچھہ مثنوی مین ہے اوسکی تعلیم روحانی مجکو حضرت مولانا روم نے فرمائی ہے۔ ذکر وفات و حیات و مجددیت حضرت سید احمد صاحب کا ہوا فرمایا کہ معتقدین اونکو مجدد اوس صدی کا کہتے ہین اور بعضون کا اعتقاد ہے کہ وہ زندہ ہین مگر قرائن و آثار سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہید ہوئے ہین اور اِس ضمن مین واقعہ دیوبند کا بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آدمیون نے حضرت کا بدن پایا

حاشیہ: یعنی جب انکا سکر و غلبہ ہو ورنہ معذوری کی کوئی وجہ نہین ۱۲ امدا

حاشیہ: [illegible]

سر کہ بموجب وصیت کے جُدا کر دیا گیا تھا نہین ملا۔ امر سنگہ نے
بتعظیم و اکرام عام مزار تیار کیا اور فرمایا کہ مین تین سال کا تھا کہ
سید صاحب کی آغوش مین دیا گیا اور اونھون نے مجکو بیعت
تبرّک مین قبول فرمایا۔ فرمایا کہ انسان کا ظاہر عبد ہے اور باطن
حق۔ فرمایا نظر عارف کی اول ظاہر پر پڑتی ہے بعدہٗ مظاہر
اسلیے اول کہتا ہے ہذا ربی۔ پھر کہتا ہے لَا اُحِبُّ الآفِلِینَ فرمایا
معنی ع من آن وقت کردم خدا را سجود + کہ ذات و صفات
خدا ہم نبود + کے یہ ہین کہ جس وقت ظہور عینی ذات و صفات
حق تعالیٰ کا نہوا تھا محض مرتبہ اعیان کا تھا اوسوقت بھی اوس
مرتبہ مین مین اوسکی عبادت مین تھا۔ فرمایا عالم قدیم ہے مرتبہ
اعیان مین کیونکہ یہ پرتو صفات الٰہیہ کا ہے اور صفات باریتعالے
قدیم ہین۔ فرمایا جو کچھ ایک نگاہ مین حاصل ہوتا ہے دیر پا نہین
ہوتا اور جو ریاضت سے رفتہ رفتہ حاصل ہوتا ہے قائم رہتا ہے
حق تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِینَ جَاہَدُوا فِینَا۔ پس مجاہدہ بہتر و خوب
ہے اِس آیتہ کے دو معنی ہین اوّل یہ کہ مجھہ مین (میرے لیے)
مجاہدہ کرکے فنا ہوتے ہین اور دوسرے معنی مشہور۔ فرمایا پاس
انفاس جو صحبت شیخ مین دفعتہً میسر ہوجاتا ہے دیر پا نہین ہوتا اور

جو خیال سے رفتہ رفتہ حاصل ہوتا ہے دیرپا ہوتا ہے اسمین اسرار
ہین ورنہ ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ اوّل سے تمام مخلوق کو عارف
پیدا کرتا اور حاجت ریاضت کی نہوتی۔ فرمایا کہ اس زمانے مین
لوگون سے مشقت نہین ہوسکتی طلب کمال کرتے ہین آور مین
باوجود ضعف کے ایکدم مین دو سو پچاس ضرب کرتا تھا مولوی
نور الحسن صاحب کاندھوی نے اسقدر کثرت درود شریف کی تھی
کہ بے اختیار زبان پر جاری ہوجاتا تھا اور یہ قدرت نہوتی تھی کہ
زبان کو روک لین یہان تک کہ پاخانے مین زبان کو دانتون
سے دبائے رہتے تھے کہ ایسا نہو درود شریف منہ سے نکلجاے۔
فرمایا مینے مثنوی شریف تین بار حضرت مولانا عبد الرزاق جھنجھانوی
پر عرض کی اور تحقیق بعض مقامات کی مولوی ابو الحسن کاندھوی
سے کی۔ فرمایا ایک مرید بہت غبی تھا مرشد نے چند اشغال
تعلیم کیے باوجود مشقت و چلہ کشی کچھ اثر و لذت پیدا نہوئی۔
عرض کیا کہ اب کیا کرون فرمایا دیوار مین سر دے مار وہ طالب
صادق مستعد ہو کر دیوار کے پاس گیا اور قریب تھا کہ دیوار پر
سر مار کر جان نثار کردے کہ دفعتہ بیہوش ہو کر گر پڑا ندا آئی کہ
اوس سے (مرشد سے) کہو کہ میرے دوستون کا سر پھوڑواتا ہے

دوشنبہ ۱۰ رشوال سنہ مذکور

دونون پیر و مرید کیفیت وجد مین ہو گئے پیر لذت خطاب سے
بیتاب ہو گیا ؎ بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی + جواب
تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا + عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَن جَاءَہُ الاَعمٰی
اور مرید درجۂ کمال کو پھونچ گیا۔ فرمایا اصل ذوق شوق و محبت
ہے کشف و کرامات ثمرات زائدہ ہین ہوئے ہوئے نہ ہوئے
نہ ہوئے عارف اوسکو ایک جو کے برابر نہین سمجھتے بلکہ اکثر
حجاب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تمام فنون مین پندار (خود بینی) ہوتی
ہے اور پندار حجاب ہے چونکہ علم مین زیادہ پندار ہے لہذا
اَلعِلمُ حِجَابُ الاَکبَر کہا گیا پس دراصل حجاب غرور و پندار ہے
اور اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ اَلغِیبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا کیونکہ غیبت
مین پندار ہے اور زنا مین عجز و انکسار۔ آدم علیہ السلام و ابلیس
علیہ اللعن دونون سے خطا ہوئی۔ آدم علیہ السلام بوجہ عجز و انکسار
مقبول ہوئے اور ابلیس اپنے حجاب کی وجہ سے مردود ہو گیا
فرمایا گناہ دو قسم کے ہوتے ہین باہی و جاہی آدم علیہ السلام
کی خطا باہی تھی اور ابلیس کا گناہ جاہی۔ زنا گناہ باہی ہے
غیبت گناہ جاہی اسلیے یہ اشد ہے فرمایا کہ حلقہ مین ذکر کرنا کچھ
مضائقہ نہین۔ جیسے سماع چند شرطون سے زمان یعنی وقت نماز نہو

مکان یعنے محفوظ جگہہ ہو کہ شور و شغب وہان نہ پھونچ سکتا ہو۔ اخوان یعنے تمام آدمی ہمجنس ہون یہانتک کہ قوال بھی اہل ذکر ہو جب سب باتین یکجا ہوتی ہین لذّت و کیفیت حاصل ہوتی ہے فرمایا کہ اویسیہ وہ گروہ ہے کہ کسی بزرگ کی روح سے مستفیض ہوا ہو جیسے حضرت اویس قرنی زیارت جناب سالتمآب سے معذور رہے مگر آنحضرت سے فیضیاب ہوئے اسی مناسبت سے اویسیہ اویس سے منسوب کیا گیا جیسا کہ حضرت حافظ روحانیت حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت ابوالحسن خرقانی روحانیت بایزید بسطامی قدس سرّہٗ سے کہ سو سال بعد وفات حضرت کے پیدا ہوئے تھے فیضیاب ہوئے اور بعیت عثمانی بھی اسی نوع سے ہے کہ جنگ حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمان کی غیبۃ مین بعیت لی اور یہی توجیہ ہے بعیۃ مشائخ کی کہ مُرید کی غیبۃ مین کرتے ہین فرمایا کہ قلندریہ وہ گروہ ہے کہ روش ملامت اختیار کرلی ہے اور اس زمانے مین قلندر اوسکو کہتے ہین کہ چند مخترعات و مہملات فرضی کا جواب اونکو دیسکے البتہ اونمین بھی بعض کامل و نیک ہوتے ہین۔ فرمایا صورت نیکون کی اختیار کرنا چاہیئے سیرت اللہ تعالیٰ درست کردیگا کیونکہ

وہ واہب وفیاض ہے۔ دریافت کیا گیا کہ ساحران موسیٰ علیہ السلام
مشرف بہ ایمان ہوے اور فرعونیان کافر رہے اسکی کیا وجہ
تھی فرمایا کہ ساحروں نے صورت موسوی اختیار کی تھی
اوسکے طفیل مین وہ نیک ہوے فرمایا اولیاء اللہ اپنے کو چھپانا
چاہتے ہین اور ظاہر ہے کہ جسکے پاس دولت ہوتی ہے وہ
چھپاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اونمین سے بعض کو خدمت تعلیم و تلقین
کی تفویض فرماکر ظاہر کرتا ہے امام مہدی علیہ السلام اپنے کو
چھپانا چاہینگے مگر ندائے غیبی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی راز ظاہر
کردیگی۔ فرمایا کہ کوئی جگہہ اولیاء اللہ سے خالی نہین ہے۔
قَالَ اللہُ تَعَالیٰ وَاِنْ مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْہِ نَذِیْرٌ۔ حرم مکہ مکرمہ مین
نماز پنجگانہ مین تین سو ساٹھ اولیاء اللہ شریک ہوتے ہین اور
جب اولیاء اللہ باقی نرہینگے قیامت واقع ہوگی اولیاء اللہ
دعائم عالم کے ہین یعنے ستون۔ فرمایا کہ بالکل غذا ترک نہ کرنا چاہیے
اور نہ اسقدر رکھانا چاہیے کہ نفس امارہ قوی ہوجاے اور اسی وجہ
سے خصی (ہجڑا) ہونا ممنوع ہے بلکہ ایک چوتھائی معدہ خالی
رکھنا کافی ہے۔ فرمایا کہ صوفیہ نے اذکار اسلیے مقرر کیے ہین کہ
انسان صفات بشریہ سے نکلکر متصف بصفات اللہ ہوجاوے

پس کوشش کرنا چاہیے ؎ مشکلے نیست کہ آسان نشود * مرد باید کہ ہراسان نشود * ہمت مردان مدد خدا۔ راست بے کم و کاست ہے اللہ خلقکم وما تعملون۔ جو کچھ افعال وغیرہ سے ظہور میں آتا ہے منجانب اللہ ہے با وجود اسکے بھی توجہ و صرف ہمت بھی عجیب امر عظیم ہے ہمت شرط ہے بعد محنت و مشقت فیوض و برکات از جانب مبدء فیاض وارد ہوتے ہین۔ فرمایا کہ کوئی چیز قریب تر انسان کے خدا سے نہین ہے لیکن دیدۂ بینا نہین ہے آئینہ جب صاف ہوتا ہے عکس نظر آتا ہی۔ قلب جب صاف ہوتا ہی مبصر ہوتا ہی اور اپنا چہرہ نہین معلوم ہوتا مگر آئینہ کے ذریعے سی اسطرح مشاہدہ اللہ تعالیٰ کا بواسطۂ قلب ہوتا ہے۔ جب واسطہ درست ہوتا ہی کام آتا ہی مثل آئینے کے فی الواقع آدمی خود اپنا حجاب ہے پندار (خودی) حجاب اکبر ہے۔ فرمایا اذکار و اشغال کے لیے استعمال مغزیات و مرکبات ضرور رکھنا چاہیے اور نسخہ سہل الاصول و مفید یہ ہے شکر سفید۔ ایسیر۔ روغن زرد۔ ایسیر۔ مرچ سیاہ ۲؎ تولہ سفوف کرکے سب ایک جا کرے۔ ایک دو تولہ علی الصباح کھا لیا کرے بدون مرکبات کے دماغ مین یبوست آجاتی ہے اور دیوانگی و جنون عارض ہوجاتا ہے اور شیخ کو حکیم ہونا چاہیے تاکہ طالب کے

علاج مین نشیب و فراز پر نظر رکھے حرارت (نار) کہ لطیف ہے ظاہر
نہین ہوتی جبتک کہ کثیف مین نہ مل جاوے جیسے چراغ کہ بدون
تیل و فتیلہ کثیف روشن نہین ہوتا اسیطرح قلب و جسم کو کہ عناصر
سے مرکب ہے قیاس کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ لوگون نے تصور
شیخ کو کفر و شرک لکھا ہے بدلیل مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ
اور تصور نور کو روا کہا ہے مین کہتا ہون کہ عوام کی نظر ظاہر پر تھی
لہذا زجر کیا گیا اور نظر صوفی باطن (وحقائق) پر ہوتی ہے شیخ
چونکہ میزاب رحمت الٰہی ہے عارف اوس سے آب (فیض) حاصل
کرتا ہے اور میزاب پر (یعنی صورت ظاہر انسانیہ شیخ) توجہ نہین
رکھتا اگر شیخ غیر نور بھی نیر ہے پس یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ فرمایا
ایک درویش مجکو ایک ہٹہ کے پاس لے گئے اور فرمایا کہ اِین
ایک شخص نے حبس دم کیا ہے جوگی وغیرہ تمام مخلوق پرستش حق
(بگمان خود) کرتے ہین اور اہل باطل کو فنائے نفس حاصل
ہوسکتا ہے لیکن وہ سیر اسم تنزل مین رہجاتے ہین ذات (حقیقۃ الحقائق)
تک نہین پہونچتے بخلاف اہل حق کے کہ سیر اسم ہادی وغیرہ کی
بھی کرتے ہین اور اوس سے متجاوز بھی ہوتے ہین ۔ چون
ندید ند حقیقت رہِ افسانہ زدند + فرمایا کہ فلان مولوی صاحب

شیخ اکبر سے نقل کرتے تھے کہ نار موجب حیات ہے یہ درست نہین ہے بلکہ نار مظہر قابض ہوا مظہر باسط آب مظہر محی زمین مظہر ممیت ہے اور مراد شیخ کی نار سے حرارت غریزی ہے نہ یہ نار - فرمایا بعضے کثرت ذکر سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہر دم ذکر کرنا بدعت ہے اور بے اصل مین کہتا ہون آیات کثیرہ سے دوام ذکر ثابت ہے یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اُلآیہ پس احوال انسان اس ایک حالت سے خالی نہین ہے اب وہ کون حالت ہے کہ جسمین ذکر نہوگا اور فرمایا ہے فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وہ کون آدمی ہے جو یہ چاہتا ہے کہ اوسکو خدایاد نہ کرے اور فرماتا ہے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْہُمْ فِیْ خَوْضِہِمْ یَلْعَبُوْنَ - اس سے ثابت ہے کہ ہر دم اللہ اللہ کرنا چاہیے اور ارشاد ہوا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ - فرمایا کہ عارف کو نعمات دنیوی سے بھی ترقی ہوتی ہے کیونکہ نعماے دنیوی عکس نعماے اُخروی ہین جیسے کوئی شخص کسی بیابان مین شدتِ حرارت سے بہت پیاسا اور تکلیف مین ہو اور یکبارگی ایک پیالہ ٹھنڈا پانی اوسکو ملجاوے تو وہ پی کر بے اختیار الحمد للہ و سبحان اللہ کہنے لگے اور کیفیت مستانہ اوسپر طاری ہو پس اگرچہ

ھ وجہ اطلاق ۱۲

پانی نعمت دنیوی تھا لیکن باعث کیسے امر نیک کا ہوا اسیطرح
نعمت دنیاوی مین عارف کی نظر رہتی ہے۔ فرمایا ایک شخص کو
خواب مین کیفیت حاصل ہوتی تھی خورونوش و عبادتِ نفل
بالائے طاق رکھہ کر سویا کرتا تھا اسی طرح ایک آدمی بہت کھاتا
تھا۔ لوگون نے سبب دریافت کیا جواب دیا کہ پانی پینے مین
کیفیت حاصل ہوتی ہے اور زیادہ خوری سے پانی زیادہ پیا
جاتا ہے۔ پس یہ ذریعۂ قرب محبوب ہے۔ فرمایا فیضان کی تین
قسم ہین فیضان حالی جیسا کہ عبداللہ نومسلم حلقۂ حضرت حافظ
محمد ضامن صاحب رح مین آیا اور گریہ شروع کر دیا۔ حافظ صاحب نے
اوسکے آنسو اپنی انگلیون مین لیکر اپنی آنکھون کے نیچے لگائے
بمجرد اسکے ایک کیفیت ساری محفل پر طاری ہوگئی اور سب
وجد مین آگئے یہ فیضان حالی ہے قسم دوم فیضان قولی کہ کوئی
عارف کچھ کہے اور اوس سے وہ فائدہ مرتب ہو جو سالہا سال
کی عبادت مین ممکن نہو قسم سوم فیضان فعلی کہ ریا شیخ اخلاص
مرید سے بہتر ہے جیسے کہ شیخ کوئی عمل اس نیت سے کرے کہ
مرید بھی اوسپر عمل کرین فرمایا کہ ایک شخص محب اللہ کہ پہلے قوم
ہنود سے تھا مجاہدہ کیا کرتا تھا اور معنی توحید کے پوچھا کرتا تھا اور

کسی سے اوسکا مطلب حاصل نہوتا تھا میرے پاس آیا اور کیفیت
بیان کی اثنا دگفتگو مین ایک لفظ زبان سے نکل گئی اور وہی
مطلب تھا اوسنے درخواست اسلام کی مین نے فوراً مقراض لیکر
اوسکے سر کے بال تراشکر داخل اسلام کیا اور اوسنے قبل اسلام
اتنی محنت کی تھی کہ چودہ طبق تاک نظر پہونچتی تھی بعدہٗ پہاڑ پر چلا گیا
تھوڑے دنون بعد زیارت سے مشرف ہوا او. پھر چلا گیا اوسکو
پہاڑ کے ساتھ نسبت ہوگئی اور وہان کے راجہ و والیان ملک
اوسکے بڑے معتقد ہوے۔ فرمایا کہ جتنے ہی شدائد مثل قرنطینہ
وغیرہ حرم محترم کی راہ مین حائل ہوتے جاتے ہین اوتنی ہی
کشش زیادہ ہوتی جاتی ہے مقام حیرت ہے اور یہ حیرانی محمود
ہے کہ علم سے ہوتی ہے اور حیرانی مذموم وہ ہے کہ جہل کی وجہ سے
ہو۔ حیرانی عارف کی حیرانی محمود ہے اوسمین ایک لذت و کیفیت
پاتے ہین اور یہ سراسیمگی صرف ظاہری ہے۔ فرمایا کہ جستجو سے
حاصل نہین ہوتا مگر کرنا چاہیے یہی معنی عبدیت کے ہین ؎
یابم اورا یا نیابم جستجوے میکنم * حاصل آید یا نیاید آرزوے میکنم
فرمایا کہ ایک طالب ایک بزرگ سے تعلق و نسبت رکھتا تھا میرے
پاس آیا اوسکے مرشد نے چونکہ ایک لطیفہ مین کچھ صفائی حاصل کی تھی

ہوتی الکھنؤ [illegible]

دوسرے مین مشغول کرکے مرید کو سیر لطائف مین ڈال رکھا تھا مینے
کہا کہ اپنے پیر سے کہو کہ بہت اچھی طرح سے پہلے ایک لطیفہ کی
صفائی کی کوشش کرین تو ذراسی توجہ سے تمام لطائف مین
صفائی ہو جاوے جب صفائے قلب حاصل ہو جاویگا تمام جسم و تمام
لطائف کی اصلاح ہو جائیگی تمام جسم ذاکر ہے لیکن تو بےخبر ہے
ان من شیئ الا یسبح بحمد ربہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم انسان خود اپنا
حجاب ہے ع چشم بند و لب ببند و گوش بند * گر نہ بینی نور
حق بر من بخند * اسکے دو معنے ہین۔ ایک یہ کہ وقت ذکر و شغل
چشم و گوش وغیرہ مین روئی رکھے تاکہ کوئی خلل ذکر مین واقع
نہو دوم یہ کہ تمام اعضاء کو امور ممنوعہ سے محفوظ رکھین آنکھ کو دید بد سے
کانون کو آواز مذموم سے وعلی ہذا القیاس فرمایا کہ جو خود محتاج
و قائم بالغیر ہے دراصل وجود نہین ہے جیسے کاغذ پر جو حروف
لکھے جاتے ہین وہ کاغذ سے قائم ہین دراصل بے بنیاد ہین۔ فرمایا
کہ قم باذنی قرب نوافل ہے مرتبہ الوہیت مین کہ عروج ہے
پیش آتا ہے جیسا کہ شمس تبریز پر گذرا اور قم باذن اللہ قرب فرائض ہے
اور یہ نزول بعد العروج مین پیش آتا ہے جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام
اس مرتبے مین تھے اور یہ مرتبہ اعلی ہے اول سے شرک و کفر کہنا اسکو

بھی جہل ہے۔ فرمایا کہ حضرت ابوبکر خاتم الصدیقین و حضرت رسولکریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و حضرت عیسی خاتم الولایت ہین اور اوسکی تعلیم کرینگے۔ فرمایا بعض فقرا خلق سے خصوصاً اُمرا سے رو پوشی کرتے ہین۔ حالانکہ فرمایا بزرگون نے نِعْمَ الْاَمِیْرُ عَلٰی بَابِ الْفَقِیْرِ جو امیر کہ مجھہ فقیر کے پاس آیا نعم ہوکر آیا اوس سے پرہیز کرنا خبثِ نفس ہے اور کبر و نخوت شیطان غرور مین ڈالتا ہے حق تعالی تو اپنے بندون کو میرے پاس بھیجے اور مین اون سے اعراض کرون ظاہر مین خلق کے ساتھہ رہنا چاہیے اور باطن مین حق کے ساتھہ اگر پانی کشتی کے اندر آوے کشتی غرق ہو جاوے اور اگر باہر رہے باعثِ نجات کشتی ہے ؎ آب در کشتی ہلاکِ کشتی است ✤ آب از بیرون کشتی پشتی ہست ✤ اسی طرح محبتِ مال و اولاد و غیرہ دل سے دُور کر دینا چاہیے کیونکہ موجب حجاب ہے قلب مین سوائے محبت خدا کے کسی چیز کو جگہہ ندینا چاہیے۔

فرمایا طائف جاننے کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ ساری چیزین آدمی کے جسم مین موجود ہین اگر سردی کا تصور کیا جاوے جاڑا معلوم ہونے لگے۔ فرمایا کہ اس زمانے مین نفع زیادہ ہوتا ہے جو چیز بزرگون کو دس سال مین حاصل ہوتی تھی فی الحال دو تین برس مین

عہ حالت کمال کی یہی ہے لیکن ابتدا مین خلوت کی ضرورت ہوتی ہے

۱۰ شوال ۱۳۱۱ھ

مل جاتی ہے زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین دس نیکیان ایک
کے برابر تھین اور اس زمانے مین ایک نیکی دس پر غالب ہے
کیونکہ ہم لوگون کی ہمتین پست ہو گئی ہین فضل الٰہی ادنی ہمت
مین متوجہ ہو جاتا ہے فرمایا کہ تمام عالم کہ اعیان ثابتہ تھے باعتبار
باطن قدیم ہین اور یہ اعتبار ظاہر حادث (ناواقف) کہتے ہین
کہ مذہب صوفیہ مثل دہریون کے ہے یہ غلط محض ہے صوفیہ باعتبار
باطن (معنی) قدیم کہتے ہین بخلاف دہریہ کے کہ باعتبار اس صورت
(موجودہ عالم) ظاہری کے قدیم کہتے ہین۔ فرمایا کہ اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ
فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ جو طور پر آواز آئی تھی وہ حضرت موسی کے باطن سے
آئی تھی سب انسان مین موجود ہے خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ
نزدیک علماء ظاہر کے مرجع صورتہ کا آدم ہے یعنی خلق آدم کا
اوسکی صورت پر عجیب و عمدہ ہوا ہے اور نزدیک صوفیہ کے
صورتہ کا مرجع (لفظ) اللہ ہے۔ فرمایا کہ ہمارا دین معقول ہے
نامعقول نہین ہے البتہ عقل معاد درکار ہے ایک قطرہ منی نکلنے سے
تمام بدن نجس ہو جاتا ہے اسمین بھی ایک وجہ ہے (دوسرے دن
ارشاد فرمایا کہ منی ہر ہر جزو و اعصاب سے نکلتی ہے بخلاف پیشاب
کے کہ اوسکے واسطے ایک مقام مقرر ہے) فرمایا کہ اولیاء اللہ کو

معراج روحانی ہوتی ہے اور معراج جسمانی مخصوص حضرت رسالت پناہ
سے ہے بخلاف معراج معنوی - فرمایا ایک مرشد نے مراقبہ اللہ
حاضری کا تعلیم فرما کر مرید سے کہا کہ یہ کبوتر ایسی جگہہ ذبح کر کہ جہاں
کوئی نہو چونکہ تصور اللہ حاضری کا کیا تھا کوئی جگہہ خالی نہ تھی کہ ذبح
کرتا واپس آکر کہا کہ ہر جگہہ اللہ حاضر وموجود ہے کہاں ذبح کروں
مرشد نے فرمایا کہ اب تو پختہ ہوا اللہ پاک سب جگہہ موجود ہے
وہ سب کو دیکھتا ہے اور اوسکو کوئی نہین جیسے کوئی شخص جالمین
ڈال کر بیٹھے وہ سب کو دیکھے گا اور اوسکو کوئی نہ دیکھے گا -
ایک بزرگ مراقبہ اللہ حاضری مین مستغرق تھے ہر دم متحیر رہتے
تھے کوئی طواف مین کوئی نماز کوئی وظیفہ مین غرضکہ ہر کوئی
عبادت مین مصروف رہتا تھا لیکن یہ اگر طواف کا قصد کرتے
تو متحیر ہو کر کھڑے رہجاتے اور نماز شروع کرتے تو حیرت مین
رہجاتے اتمام ارکان کجا - ایک عورت بھی اسی حال وحیرت
مین تھی جانور اوسکے سر پر بیٹھے تھے مگر اوسکو خبر نہوتی تھی - یہہ
حیرتِ محمودہ ہے ع دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند +
فرمایا کہ تمام عالم برباد ہے کیونکہ زمین گاو پر ہے اور گاو مچھلی پر
مچھلی پانی پر پانی ہوا پر پس تمام عالم برباد (ہوا پر) اونایا ہوا ہوا

فرمایا تجلّی حق ہے اوسکو بعضے مخلوق کہتے ہین اور بعضے غیر مخلوق
فرمایا کہ موسی علیہ السلام کو تجلّی بصورت آگ (شعلے) کے ہوئی
جس صورت مین تجلّی ہو حق ہے موسیٰ علیہ السلام مجاز (یعنے
آگ ظاہری) سے حقیقت کو پھونچے (اسلیے کہ وہ تجلّی ظہور نور
الٓہی تھی) فرمایا کہ اِس عالم مین بھی رویت حق تعالیٰ ہوتی ہے
لیکن انسان اوسوقت آپ مین نہین رہتا (یعنے حواس ظاہری
و پندار خودی سے معطّل ہوجاتا ہے) پس ادراک نہین ہوتا اور
اِس فنا مین عِلم فنا باقی رہتا ہے اِس سے بڑھ کر وہ مرتبہ ہے
جسمین علم فنا بھی فنا ہوجاتا ہے فرمایا کہ مراتب (عرفاء) چار ہین
مجذوب۔ سالک۔ مجذوب سالک۔ سالک مجذوب۔
اور یہ سب سے بڑا مرتبہ ہے۔ ایک آدمی قوم ہندو ناتھو نامے
حالتِ جذب مین تھا ایکدن مجھسے کہا کہ اولے گرینگے ایسا ہی
ہوا اگر کافر سے ایسا ظاہر ہو تو اوسے اِستدراج کہتے ہین اور ایسے
آدمی حالت کفر مین مرتے ہین۔ فرمایا کہ اِس شعر مین مجھے خلجان
تھا ؎ عِلم حق در عِلم صوفی گم شود ✤ این سخن کے باور مردم شود
حضرت مولانا روم کو عالم معاملے مین دیکھا فرمایا کہ ملکی اَعظم مِن
ملکُ اللہ قول بایزید کا ہے تمنے نہین سُنا۔ اوسمین غور کرو فوراً معنی

شعر کے سمجھ مین آ گئے ملک بایزید کا خدا ہے اور ملک خدا تمام کائنات ہے اور خدا اعظم ہے سب سے پس ملکی اعظم من ملک اللہ کے معنے حاصل ہو گئے اور یہی معنے شعر کے ہین علم صوفی خدا ہے (حق) اور علم خدا تمام مخلوقات کہ مظہر اوسکے علم کی ہے پس حق کے مقابلے مین مخلوقات کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ بوجہ نہ سمجھنے معنی وحدت الوجود کے بہت سے فرقے ہو گئے بعضے قائل بحلول و بعضے اتحادیہ ہوے فرمایا کہ مبتدی کی نظر اوّل مظاہر پر پڑتی ہے اور منتہی کی نظر اول ظاہر پر (حق پر) پڑتی ہے۔ فرمایا کہ اقسام تفصیلیہ فنا کے بہت ہین اوصاف ذمیمہ اوصاف حمیدہ مین فنا ہوتے ہین جیسے قناعت مین حرص اور اسی طرح سے فرمایا کہ مقام حق الیقین کا ہمیشہ نہین رہتا ہے کبھی دن مین ایکبار اور کبھی ہفتہ مین ایکبار موافق قرب (مرتبہ) کے ہوتا ہے اس مرتبہ مین تکالیف (شرعیہ) جاتے رہتے ہین بعضے جب اس مرتبے پر پھونچتے ہین غلطی سے نماز روزہ وغیرہ سب ترک کر دیتے ہین۔ وقت غلبۂ حال و بیخودی کے اگر نماز و روزہ ترک ہو جاوے معذوری ہے اور اگر بغیر اس حالت کے ترک کریگا عند الشرع گنہگار و ماخوذ ہوگا اور باوجود کھانے و پینے اور بولنے و چلنے وغیرہ کے ترک نماز گناہ ہے

اگر اپنی حالت (اختیاری) مین نہ ہے اور کوئی کام آپ سے
نہ کر سکتا ہو اوس حالت مین ترک نماز مضائقہ نہین ہے (بلکہ یہ
ترک کیسے ہوا کیونکہ ترک تو قصداً ہوتا ہے اور یہ حالت بیخودی
مین واقع ہوا)۔ فرمایا عارف کی نظر پہلے ظاہر پر پڑتی ہے پھر
مظاہر پر اسیوجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج وچاند
کو دیکھکر کہا ہذا ربی جس چیز پر نظر کرو اوسکی صفات کے مظہر ہین
دیوارون مین صفت قیومی ہے اور جامع وحی یہ سب کیا ہے
اور کہان سے ہے۔ فرمایا لوگ کہتے ہین کہ علم غیب انبیا و
اولیا کو نہین ہوتا مین کہتا ہون کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے
ہین دریافت وادراک غیبیات کا اونکو ہوتا ہے اصل مین یہ علم
حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ و حضرت عائشہ کے
معاملات) سے خبر نتھی اسکو دلیل اپنے دعوے کی سمجھتے ہین یہ
غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔ فرمایا کہ نزدیک
حضرات نقشبندیہ کے واسطے طے مقامات کے دوائر مقرر ہین
دراصل وہ حجاب ہین۔ فرمایا کہ آدمیون مین تین قسم کے لوگونکا
مجھے بڑا خیال رہتا ہے (۱) طالب علم اور وہ آدمی کہ بصورت
فقیر و درویش ہو (۲) سید (۳) جو کوئی عمر مین اپنے سے بڑا ہو

سمجھنے ... [illegible] ... پہلے

عہ یعنی اسرار شریعت ... [illegible] اطلاع نہین تھی

عہ یعنی ابو ... بالذات حق تعالی کا علم

عہ اور عارف ... توجہ ... اذن ... ہوتا ہے

عہ ... بعض حالات ... ہین

[illegible] ... ۱۳۱۰ھ

اکثر انمین صادق ہوتے ہین۔ان سے خدمت لینا مجھے بہت شاق ہوتا ہے۔فرمایا کہ ایک بزرگ نے ابلیس کو دیکھا کہ گرد مین لوٹ رہا ہے پوچھا کہ اے ملعون تجھپر کیا (آفت) پڑی کہا کہ حبیب عجمی کو چھینک آئی اوس سے مین درہم وبرہم ہوگیا۔حضرت مولانا اشرف علی نے استفسار کیا کہ بعض کتب مین مدح ابلیس کی پائی جاتی ہے کہ چونکہ توحید وعشق اسکا اعلیٰ درجے کا تھا سجدۂ آدم گوارا نہ کیا فرمایا کہ ابلیس نابکار نے ظاہر پر نظر کی اور کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ الآیہ یہ نہ سمجھا کہ یہ خطاب کسنے فرمایا ہے اور واجب الاتباع ہے اور نظر باطن پر نہ کی کہ آدم مظہر کسکے ہین کیا ہم بیت اللہ کو سجدہ کرتے ہین حالانکہ وہ پتھرون سے بنایا گیا ہے نہین لیکن چونکہ یہہ اوسکا (خدا کا) مظہر ہے پس مسجود الیہ ہوا وہ نابکار (ابلیس) مظہر مُضل (گمراہی) تھا اپنی حقیقت مین واصل ہوا اور اپنی مراد کو پہونچا ایک درویش بھی اوسکو عاشق کہتے تھے اور یہہ کہ بے مراد ہے غلط ہے کیونکہ معنی بمرادی عاشق کے اور ہین کہ وصال معشوق مین اسطرح سے فنا ہوجاوے کہ لذتِ وصال ومکالمت کی تاب (تمیز نہ کرسکے) اللہ تعالی اوسکے (شیطان کے

مکر سے محفوظ رکھے ایکدن مین پیشاب کرتا تھا ایک نور چارون
طرف سے محیط ہو گیا اور تجلی نمودار ہوئی غیب سے القا ہوا کہ
لاحول پڑھ چونکہ اس حالت (پیشاب کرنے کی) مین معذور
(زبان سے پڑھنے مین) تھا اپنے دل مین لاحول کہا (نور)
غائب ہو گیا۔ حضرت غوث الاعظم رح پر ایک ابر سایہ ڈالتا تھا
ایک دن اوسمین ایک چہرہ نورانی حسین نمودار ہوا اور چونکہ
حضرت پیاسے تھے سونے کے پیالے مین پانی پیش کیا حضرت
نے فرمایا طلائی برتن مین پینا شریعت مین ممنوع ہے جوابدیا
کہ مین جنت سے لایا ہون کیونکہ وہان استعمال ظروف طلائی
جائز ہے آپ نے فرمایا کہ جبتک اس عالم ناسوت (دنیائے
فانی) مین ہون حرام ہے (چہرہ نے) کہا کہ تمھارے علم نے
تمکو بچا لیا پیالہ پھینک کر غائب ہو گیا مکائد شیطانی سے بچنے کے
لیے علم حاصل کرنا لابدی ہے حضرت نظام الدین بلخی حضرت
عبدالقدوس گنگوہی کی خدمت مین آئے فرمایا اول تحصیل علم
کرو عرض کیا کہ عمر شریف آخر ہو آئی ہے شائد حضرت کو پھر
نپاؤن فرمایا مین موجود رہونگا۔ جلال الدین تھانیسری میرا خلیفہ
موجود ہے گویا کہ مین خود موجود ہون اوس سے تحصیل کرنا۔ فرمایا کہ

مولوی اسمٰعیل شہید رح موحد تھے چونکہ محقق تھے چند مسائل مین اختلاف کیا اور
مسلک پیران خود مثل شیخ ولی اللہ رح وغیرہ پر انکار فرمایا۔
وحدت الوجود کے قائل تھے اون کے مرشد حضرت سید صاحب
مسلک وحدت الشہود کا رکھتے تھے باہم گفتگو ہوئی سید صاحب
کچھ کبیدہ ہوے عرض کیا کہ یہ اور بات ہے کہ دن کو رات
کہنے یہ حکایت مقام تھانہ بھون مین واقع ہوئی ایک شخص نے اسکو مجھسے
بیان کیا جو اوس مجلس مین حاضر تھے وحدت الوجود مین آپ نے
(مولانا اسمٰعیل نے) مثنوی بھی تصنیف فرمائی ہے۔ فرمایا کہ
تجلی ذاتی سیاہ مثل غلاف خانہ کعبہ و دیدہ چشم کے ہے فرمایا
کہ عذاب و ثواب اس جسم پر نہین ہے بلکہ جسم مثالی پر کہ خواب
مین نظر آتا ہے ہوگا و نیز روح اعظم انسانی پر کہ ایک تجلی
حق سے عذاب نہوگا وہ مثل آفتاب کے ہے اور روح حیوانی
مانند چراغ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ مین نفس حقیقی مراد ہے
اہل ظاہر کے نزدیک اسکے دوسرے معنے ہین اور نزدیک
اہل تحقیق و اہل باطن کے اور معنی ہین دوسرے معنی جب
دل مین آوینگے بیان کرونگا۔ جب کوئی شخص طالب ہوتا ہے
اور مجمع (صحبت) مین کوئی غیر نہین ہوتا زبان پر (مطلب) آتا ہے

جیسے دودھ کہ سب عورتوں کی پستان مین موجود ہے لیکن جبتک اوسکا کھینچنے والا نہین ہوتا نہین نکلتا جب نکلنے کا وقت آتا ہے کھینچنے والا پیدا ہو جاتا ہے فرمایا کہ اشیاء خسیسہ عالم مظہر ذات ہین مگر اونکو حق کہنا بے ادبی ہے۔ فرمایا کہ عاشق کی کئی قسمین ہین عاشق ذاتی کہ نامراد ہوتا ہے گر مرادت را مذاق شکرست ✢ بیمرادی بے مراد دلبرست۔ اگر ایسا شخص بیمار ہو کر حرم مین نماز نہ پڑھ سکے کبھی تاسف نہین کرتا اون کے نزدیک نعم و نقم برابر ہے پس زبون وسوسہ باشی دلا + گر طرب را باز دانی از بلا + اور عاشق صفاتی و عاشق احسانی جیسے ہم لوگ اور عاشق حسنی شدائد حج کا ذکر چلا فرمایا یہ شدائد دلیل عظمت حرمین ہین ہے رنج راحت شد چو شد مطلب بزرگ + گرد گلہ توتیائے چشم گرگ + اور جو لوگ طالب صادق ہین ان شدائد کو حصول مطلب کے مقابلے مین کچھ نہین گنتے ہے متاع جان جانان جان دینے بھی سستی ہے۔ فرمایا کہ حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب نے مجکو چار چیزین تلقین فرمائین (۱) طلب رزق حلال (۲) تمام عالم سے اپنے کو بدتر سمجھنا (۳) مراقبہ احسان (۴) ترک اختلاط غیر جنس فرمایا کچھ موجود نہین ہے سب فنا ہے جس چیز کے اول و آخر فنا ہے

اوسکی حالت متوسطہ کا کیا اعتبار۔ اَلْوُجُوْدُ بَیْنَ الْعَدَمَیْنِ عَدَمٌ کا ظہر بَیْنَ الدَّمَیْنِ دَم۔ فرمایا کہ حضرت سید حسن دہلوی کہ ملقب بہ رسول نما ہین دو ہزار روپیہ لیکر زیارت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف کرتے تھے یہ تدبیر واسطے مجاہدہ و تزکیہ نفس کے تھی حب محبت مال کی قلب مین تھی پس مجاہدہ نفس حاصل ہوا اور قابلیت زیارت حضور پر نور پیدا ہو گئی مین انکی زیارت سے مشرف ہوا ہون۔ فرمایا فدا حسین رسول شاہی نام جو شخص دہلی مین تھا صاحب باطن تھا شاہ عبدالعزیز صاحب نے کسی کو مناظرے کے لیے نہین بھیجا جو مشہور ہے غلط ہے۔ فرمایا کہ مجذوب جو کچھ مشاہدہ کرتے ہین زبان سے کہڈالتے ہین اور سالک زبان کو روکے رہتے ہین لیکن لازم ہے کہ بزرگون کے حضور مین دل کو خطرات وخیالات ناہموار سے پاک رکھین اپنے دل پر مراقب رہین مبادا اثر دل مکدر قلب اہل باطن پر پڑے اور کچھ اوسکی زبان پر آجاوے تو شرمندگی ہو اسی وجہ سے کہا گیا ہے ؎ پیش اہل دل نگہدارید دل + تا نباشی ز بد گمان خوار و خجل + فرمایا کہ جب عرفان حاصل ہو جاتا ہے تمام اعتراض جاتے رہتے ہین۔ فرمایا زمان ظہور مہدی بہت سخت وخوفناک ہے

اکثر لوگ مخالف ہونگے وہ خود امام مستقل ہونگے تقلید حنفی وشافعی
کی اوسوقت نرہیگی اکثر علماء اسی وجہ سے مخالفت کرینگے
اللہ تعالیٰ اوسوقت ایمان سلامت رکھے برحمتہ وبحرمتہ نبیہ المصطفےٰ
فرمایا کہ اس زمانے کے بعض نقشبندیہ اپنے کو تمام خاندانون
سے افضل سمجھتے ہین اور پابندی شریعت کو دلیل لاتے ہین یہ
اونکی غلطی ہے کیونکہ کوئی بزرگ ایسا نہین ہے کہ مخالف
شریعت کا ہو اور اوسکو کوئی لطف عرفان کا حاصل ہوا ہو۔
فرمایا انوار کی چار قسمین ہین۔ انوار ذاتی۔ انوار صفاتی۔
انوار آثاری۔ انوار افعالی۔ اور انوار لطائف انوار صفاتی
کی قسم سے ہین۔ فرمایا کہ بعضے لوگ ہمارے قافلے مین ایسے
موجود ہین کہ اپنے دل مین (کچھہ بات) خیال کرتے ہین اور
کہتے ہین (دل ہی مین) کہ اگر یہ (حضرت صاحب قبلہ مدفیضہم)
مطلع ہو کر تبلا دین تو البتہ شیخ ہین بزرگون کا امتحان لینا بےادبی
ہے اونکو کیا ضرورت ہے کہ تمھارے دل کا حال بیان کرین
بزرگون کی حضور مین چاہیے کہ کاسۂ دل کو خالی آگے رکھکے
تمنا و آرزو اخذ فیض کی کرین شائد کچھہ حاصل ہو جاوے۔ فرمایا کہ
بعضے کہتے ہین کہ ہمکو اپنے سینے سے کوئی چیز (فیض) دیجیے

شیخ کا کام تخم ریزی ہے اور آبپاشی وغیرہ کام مرید کا ہے اگر
شیخ کی توجہ سے قلب ذاکر ہوگا دیرپا نہین ہوسکتا جب چھوڑ دیا جاویگا
اور ذکر نہ کیا جاویگا قلب اصلی حالت (سابق) پر رجوع کرے گا
بعد اوسکے پھر اوسوقت ذاکر ہوگا کہ جب نفی و اثبات کی مداومت
کیجاوے اور محنت کے ساتھ قلب ذاکر کیا جاوے رفتہ رفتہ
ذکر قلب حاصل ہوگا - فرمایا کہ اس زمانے مین جہان ذرا سا اثر
ذکر کا قلب پر پیدا ہوتا ہے قبل اوسکے پختہ ہونے کے دوسرے
لطیفے پر (طالب) متوجہ ہوجاتے ہین اس سے فائدہ نہین ہوتا -
فرمایا کہ توجہ و شفقت بزرگان ہمیشہ فقیر پر (حضرت صاحب
مدفیضہ پر) مبذول رہی ایکدن مدینۂ منورہ مین حضرت شاہ احمد سعید
کی خدمت مین عیادت کے لیے گیا اونھون نے اپنے
بھائی شاہ عبدالغنی صاحب سے فرمایا کہ میری بیماری تک
خدمت حاجی صاحب کی تمھارے ذمہ ہے - فرمایا کہ غیر مقلدین
انکار تقلید کرتے ہین یومنون بالغیب مین (صاف اشارہ بلکہ
تصریح) تقلید موجود ہے حنفی و شافعی کی تقلید سے منع کرتے ہین
اور اپنی تقلید کا حکم کرتے ہین کیونکہ اونکا یہ کہنا کہ تقلید کوئی چیز
نہین ہے ہم تقلید نہین کرتے تم بھی نکرو مستلزم اسکا ہے کہ

ہمارے طریقے پر چلو اور ہماری پیروی اختیار کرو۔ پس ہمیں بھی
حکم تقلید کا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دہلی کے بازار میں
چلا جاتا تھا ایک عاشق مزاج کو دیکھا کہ ایک دُکان پر بیٹھا
ہوا بڑے ذوق وشوق سے رسالۂ دردنامۂ غمناک کہ مصنفہ میرا
(حضرت صاحب کا) ہے پڑھتا ہے اور اوس پر کیفیت طاری
ہے۔ میں نے کہا کہ مجکو قال تھا اور اسکو حال ہے۔ دوسرے دن
پانی پت کے راستہ میں بھی ایک آدمی کو اسی حالت سے
دیکھ کر میں نے پوچھا کہ کیا پڑھتے ہو۔ وہ غصہ ہو کر کہنے لگا کہ اپنی
راہ لو تم کیا جانو (کہ کیا پڑھتے ہیں) میں ہنسنے لگا جب اوسکو
معلوم ہوا کہ یہ مصنف رسالہ تھے حاضر ہو کر خطا معاف کرائی اور
آمد ورفت رکھنے لگا۔ مولانا اشرف علی صاحب نے ایک
حکایت بیان کی کہ حضرت فریدالدین عطار رحمہ اللہ نے لکھا ہے
کہ ایک مرید نے اپنے مرشد سے شکایت عدم رویۃ حق تعالیٰ کی
کی۔ جواب دیا کہ اسوقت نماز عشا کی نہ پڑھو مقصد حاصل ہو جائیگا
اوسکو تعجب ہوا اور فرض کا ترک کرنا گوارا نہ ہوا صرف سنت
نہیں پڑھی رات کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا (خواب میں) کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے کیا کیا کہ تو نے

میری سُنت ترک کردی۔ صُبح کو اوس (مرید) نے مرشد سے
کیفیت بیان کی اوھون نے کہا کہ اگر فرض (نماز) ترک کرتے
خدا کا دیدار حاصل ہوتا انتہے۔ فرمایا کہ گناہ کرنے سے بُعد و
اعراض ہوتا ہے نہ کہ قرب و وصل لیکن چونکہ اس شخص کو خُدا کی
طرف سے کشش تھی اور مرتبۂ محبوبیت مین تھا نماز ترک کرنے
سے اوسکا مرتبہ گھٹ جاتا اور یہ اللہ تعالےٰ کو گوارا نہ تھا۔ پس
واسطے تنبیہ کے لامحالہ تجلی ہوتی اور مقصد حاصل ہوتا۔ فرمایا کہ
مولانا فخرالدین و شاہ ولی اللہ و خواجہ میر درد و مرزا مظہر
جانجانان رحمہم اللہ تعالیٰ کی کسی شخص نے ضیافت کی اور اپنے
گھر بٹھا کر خود غائب ہو گیا اور بہت دیر کے بعد یہان تک کہ
وقت نماز کا آ گیا آکر دو دو پیسے سب کے ہاتھ پر رکھدیے۔
مولانا صاحب پر چونکہ اخلاق رحمت و انکسار غالب تھا آپ نے
اوسکی تعظیم اور پیسون کو سر و چشم سے لگا کر قبول کیا اور مرزا صاحب
چونکہ بہت نازک طبیعت و لطیف مزاج تھے (یہان تک کہ زمانہ
بچپن مین بدصورت دایہ کی گود مین نہ جاتے تھے) کہنے لگے کہ
میان اگر یہی ارادہ تھا تو خواہ مخواہ اتنی دیر کی اور دوسرے حضرات
نے کچھ نہین کہا۔ فرمایا کہ ایک آدمی نے حضرت مرزا صاحب سے

حکایت سماع خواجہ میر درد رحمۃ اللہ کی آپ نے فرمایا کہ کوئی
آنکھون کا مریض ہوتا ہے اور کوئی کانون کا اونکو کانون کا
مرض ہے اور مجھکو آنکھون کا کہ حسن پرست ہون۔ فرمایا کہ ایک
بزرگ نے لکھا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آویگا کہ نیک لوگ مکہ سے
چلے جاوینگے یہ وہی زمانہ ہے اس زمانے مین پورا دین نہ مکہ
مین ہے نہ مدینہ مین اس زمانے مین دیندار وہ ہے کہ پہاڑ
پر جاکر مصروف ذکر الٰہی ہو ایک وہ زمانہ تھا کہ اہل مکہ بیع و شری
مین ایک کلام کہتے تھے اگر کوئی کچھ کمی و بیشی کہتا تھا دکاندار
تعجب سے اوسکو دیکھہ کر کہدیتا تھا حی رح (چلے جاؤ)
اور اب ہندیون کے اختلاط کی وجہ سے دروغ و فریب چل گیا
ہے (وا ے قسمت! ہندیو اب بھی جاگو۔ دیکھو تمھارا کیا حال
ہے اور کیسے الزام کے ملزم بنے ہو۔ افسوس!) اور مظالم حکام
و کج خلقی عوام اس حد کو پہونچگئی ہے کہ ہر شئے مین تشدد بڑھگیا
ہے ایک وقت کرایہ مدینۂ طیبہ صرف پانچ چھہ ریال تھا اور
اب نوبت چالیس تک پہونچگئی ہے اور اگلے وقت مین کوئی
حرم مدینہ مین دھیمی آواز سے بھی بات نہین کرتا تھا اگر کوئی
بولنا چاہتا تھا شف شف حیات النبی کہہ کر خاموش کردیتے تھے

اور سارے شہر مین نزاع وفساد اور زور سے بولنا معدوم تھا
اتنا ادب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور اب بالکل
حالت بدل گئی ہے تاہم اونکے اخلاق باوجود تغیر وکمی کے
اور ہین اور اہل مکہ کے اور وہ (اہل مدینہ) نور اخلاق نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہین اور یہان (مکہ مکرمہ مین)
ظہور صفات جلالیہ اللہ تعالیٰ کا ہے - ایک شخص آیا اور
بآواز بلند رونے لگا اور کیفیت علالت اپنی زوجہ کی بیان
کرنے لگا - فرمایا بھلا یہ کون موقع رونے کا ہے روح قفس سے
رہا ہوتی ہے اور وطن اصلی کو جاتی ہے یہ امر قابل مسرت ہی
نہ لائق رنج کہا اوس سے مجکو آرام تھی فرمایا جب وہ نہ تھی تب
تیرا کام کیسے ہوتا تھا کہا پہلے سے میرے پاس ہے ہنسکر فرمایا
کیا اوسکو ساتھ لائے ہو جب شکایت شروع کی فرمایا شکایت
اس مقام کی بھلی نہین معلوم ہوتی عرض کیا کہ میرا ارادہ مدینہ طیبہ
کا تھا فلان شخص کفیل زاد وسامان کا ہوا ہے اور وعدہ کیا ہی
فرمایا یہ شرک کی باتین مت کرو خاموش رہو فرمایا کہ مینے
وقت تہجد کے ایک شخص قوی ہیکل زشت رو کو دیکھا کہ داہنی
طرف سے آکر مجھپر حملہ کرنا چاہا ناگاہ دو آدمی آئے اور اوسکو

پکڑے گئے آوسکے بعد دیکھا کہ دو آدمی اور بائین طرف سے
مجکو ایذا پہونچانا چاہتے ہین مینے اونکو جھڑک دیا وہ غائب
ہوگئے ایک خادم نے عرض کیا حضور کے دشمن ذلیل ہونگے
فرمایا نفس وشیطان یہی دشمن ہین شاید یہی رہے ہون اور
اگر کوئی بلا وجہ میرے ساتھ برائی کا ارادہ کریگا خود آپ پر
اولٹ پڑیگا فرمایا کہ مرتبۂ اولی رجاء و خوف ہے بعدہٗ قبض
وبسط و بعدہٗ ہیبت وانس بعض کو ہیبت ہوتی ہے اور بعض
کو انس اور بعض کو دونون حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
جامع تھے اِن دونون کے اسی وجہ سے جب انس غالب
ہوتا تھا ارشاد فرماتے تھے کَلِّمِیْنِی یَا حُمَیْرَاءُ تاکہ طرف اپنے
منصب نبوت کے رجوع فرماوین اور شفقت بر حال مخلوق
کم نہو اور جب ہیبت غالب ہوتی فرماتے اَرِحْنِی یَا بِلَال تاکہ
توجہ اِلَی اللہ میسر ہو۔ لطیفہ۔ ایک خادم (حضرت صاحب
کے) نے کسی کتاب مین کلمۂ امداد اللہ پڑھا اور کہا نام نامی
حضور کا اور مدح وثناے عالی پہلی کتابون مین بھی موجود ہے
ہنسکر فرمایا جہان نظر کرو امداد اللہ ہے ظہور تمام (عالم) کا
امداد اللہ سے ہے اگر مدح وثناء امداد اللہ نکرین کمبختی کماوے۔

ایک سائل آکر بیٹھا آپ نے کچھ پیش فرمایا وہ لیکر چلا گیا ارشاد فرمایا کہ وہی دیتا ہے اور وہی دلاتا ہے مینے ہرچند چاہا کہ زیادہ ہاتھہ مین آوے بار بار اسی قدر آتا تھا۔ اس سے زیادہ اوسکی قسمت مین نتھا بلکہ اسی قدر تھا۔ فرمایا جبتک کہ اپنی جنس کے لوگ رہتے ہین طبیعت منبسط وخوش رہتی ہے اور جب کوئی غیر آجاتا ہے طبیعت منقبض وسست ہوجاتی ہے اور چاہتی ہے کہ جلد اوسکو رخصت کیجیے گدا سخاوت کا آئینہ ہے جیسے چہرے کے حالات بدون آئینے کے معلوم نہین ہوتے ایسی ہی صفت سخا مخفی ہے بدون گدا کے اگر غور کیا جاوے توکوئی چیز مذموم نہین ہے کیونکہ حقیقت تمام اشیاء کی اعیان ثابتہ ہے اور وہ علم الٰہی ہے اور علم الٰہی تمام تر محمود ہے۔ پس کوئی چیز مخلوقات سے باعتبار حق تعالیٰ مذموم نہین ہے ذم ومدح (بھلائی برائی) جو کچھہ ہے باعتبار ہمارے ہے۔ فرمایا کہ ایک دن مجھسے اور فلان مولوی صاحب سے گفتگو ہونے لگی بڑا مجمع ہوگیا مین نے پوچھا کہ تحصیل علم سے کیا غرض ہے کہنے لگے مجہولات کا جاننا۔ اثنائے گفتگو مین مین نے کہا کہ مقصود تحصیل علم سے اگر صرف جاننا ہے تو مسجدین منہدم کرکے

مدارس بنوانے چاہییں۔ مولویصاحب ساکت ہورہے یون ہی دیرتک گفتگو رہی مین مختصر جواب دیتا رہا بعدہٗ تمام رات مولویصاحب بیقرار رہے اور مین پشیمانی مین گرفتار رہا کہ مجکو زیبا نتھا کہ عالم سے مقابلہ کرون۔ صبح کو مولویصاحب نے آدمی بھیج کر صُلح کرلی۔ افسوس کہ اب میرے دوستون مین کوئی نہین رہا جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حُکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اوسپر مولانا (روم) کی نیاز بھی کیجاویگی گیارہ گیارہ بار سورہٗ اخلاص پڑھکر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہین ایک عجز و بندگی اور وہ سواے خدا کے دوسرے کے واسطے نہین ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خُدا کے بندون کو پہونچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہین اسمین کیا خرابی ہے اگر کسی عمل مین عوارض غیر مشروع لاحق ہون تو اون عوارض کو دُور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کردیا جاے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اسمین کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اوسکی

تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہین اگر اوس سردار عالم و عالمیان
(روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی کی تو کیا گناہ ہوا۔ ایک
شخص نے اجمیر شریف کہا دوسرے نے کہا کہ اجمیر اجمیر ہے شریف
کیونکر ہو گیا اوسنے جواب دیا تمہارا افراج تو شریف کہا جاوے
اوسپر خوش ہوتے ہو اور منع نہین کرتے ہو اور اجمیر کی شرافت
پر کہ مقبولان الٰہی کی وجہ سے پیدا ہوئی (شرافت) اوسکا
ایسا انکار۔ جب منکر نکیر قبر مین آتے ہین مقبولان الٰہی سے
کہتے ہین۔ نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ عُرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ
ہے اگر کوئی اوس دن کو خیال رکھے اور اوسمین عُرس کرے
تو کون سا گناہ لازم ہوا۔ مولانا محمد اسحاق صاحب عشرہ محرم
کے دن بادشاہ کے پاس تشریف لیگئے بادشاہ چونکہ سونے کے
کپڑے پہنے تھا آستین سے بند کر لیا اور جبتک مولانا بیٹھے رہے
مؤدب بیٹھا رہا اوس مجلس مین سر الشہادتین پڑھی جاتی تھی
ایک خادم نے عرض کیا کہ اگلے بادشاہ درویش ہوتے تھے
فرمایا بادشاہ دراصل وہی ہے جو گدا ہو ع گدا پادشاہ ست و
نامش گدا+ البتہ اہل ہند مولد شریف مین اکثر ایسے اشعار
پڑھتے ہین کہ جنمین پیغمبرون کی اہانت ہوتی ہے یہ بڑا گناہ ہے

ایک خادم نے عرض کیا مُلّا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ع
غلامے بود یوسف زر خریدہ۔ فرمایا کہ یہ مقام توحید ہے
خدا کے آگے بھی عزت ہے ذلت نہین ہے حضرت یوسف
علیہ السلام کیا اگر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
کہا جاوے تو بھی درست ہے۔ فرمایا جب کوئی عارف کوئی
کام للہ کرتا ہے اوسکو خدا کی طرف سے وسعت زمانی مرحمت
ہوتی ہے حضرت امام العارفین امام غزالی رحمہ اللہ کی عمر
قریب باون سال کے تھی اور تصانیف اونکی بیشمار ہین کہ
اتنی مدت مین غیر ممکن ہین یہ وسعت زمانی تھی یونہی حضرت علی
کرم اللہ وجہہ ایک رکاب مین قدم مبارک رکھتے تھے اور
دوسری تک پیر جاتے جاتے قرآن ختم کر دیتے تھے عالم خلق
وامر سب خدا کے دست (قدرت) مین ہے جسکو چاہے اوس
سے متعلق فرماوے تمھارے اوپر خدا کا فضل ورحمت ہے
کہ اتنی قلیل مدت مین اتنا ترجمہ کرتے ہو یہ خطاب حضرت مولانا
اشرف علی صاحب سے فرمایا۔ (الحمد للہ کہ صرف چند دن کے
قیام مین جو خدمت اس غلام سے وجناب حاجی محمد مرتضیٰ خانصاحب
سے ہوسکی اوسکے باب مین حضور نے اکثر زبان فیض ترجمان سے

ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے فالحمد للہ علیٰ ذلک ۱۲ مترجم
فرمایا پستی عجب چیز ہے زمین زمین کہ پستی ہے کیسے کیسے پھول
اوگتے ہین اور پہاڑون و پتھرون مین (باوجود رفعت) کچھ
نہین (پیدا ہوتا) اور پانی پستی مین ہوتا ہے اوسمین کیسے
کیسے فائدے ہین فرمایا کہ جب آدمی کسی کام مین بخوبی صرف
ہو کر کوشش کرتا ہے اور بالکل اوسی کا ہو جاتا ہے تو اوس
کام مین صنعتِ الٰہی اثر کرتی ہے اور وہ کام عجیب الصنعۃ
نظر آتا ہے کیونکہ اوسمین خدا کی صنعت ہوتی ہے لیکن (افسوس)
اوسکا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ یہ میری کاریگری ہے
جیسا کہ اہل صنائع جدیدہ خیال کرتے ہین۔ فرمایا کہ نزول مولانا
روم علیہ الرحمہ کا بہ نسبت نزول شیخ اکبرؒ کے کامل معلوم ہوتا ہے
فرمایا کہ شیر خانصاحب خلیفہ حضرت میانجی شاہ نور محمد صاحب
قدس سرہٗ میرے برادر ارشادی جب قریب رحلت ہوئے
وقت نزع لوگون نے تلقین کلمہ شروع کیا اور وہ مُنہ پھیر لیتے
تھے۔ سبکو تعجب تھا کہ ایسے بزرگ کی یہ حالت ہے کہ جس سے
سوء خاتمہ کا خیال ہوتا ہے۔ جب حضرت مرشد تشریف لائے
اور پوچھا کہ کیا حال ہے فرمایا الحمد للہ لیکن یہ لوگ مجکو پریشان

اور جہان ہو بیکار (یعنی اجرا) (چیز کی پیدا) ۱۲

کرتے ہین اور مسمی سے طرف اسم کے لاتے ہین پس مراتب لوگون کے مختلف ہین اعراض کلمہ سے سو خاتمہ پر استدلال نہ کرنا چاہیے ممکن ہے اوسمین کوئی وجہ خاص ہو جیسے ذکر ہوا۔ فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ لباس عمدہ پہنتے تھے اور کھانا لذیذ کھاتے تھے یہ سب عکس نعماءُ اخروی تھا اور وہ عکس صفات حق تعالی تھی حضرت شیخ ان عکوس مین معائنہ اصل کا کرتے تھے پس یہ چیزین اونکے واسطے بمنزلہ آئنہ کے تھین۔ فرمایا کہ عورت مظہر مرد کی ہے اور مرد مظہر حق ہے عورت آئینہ مرد اور مرد آئینہ حق پس عورت مظہر و آئینہ حقتعالے ہے اور اوسمین جمال ایزدی ظاہر و نمایان ہے ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ فرمایا کہ جب مین (حضرتصاحب) پہلے مکہ آیا تو نوبت فاقون کی پہونچگئی کئی کئی دن تک اتفاق کھانے کا نہین ہوتا تھا مینے عرض کیا کہ بار الہا مجھہ مین طاقت امتحان نہین ہے بعدہٗ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو دیکھا کہ فرماتے ہین کہ لاکھون روپیہ کا خرچ تمھارے ہاتھون مقرر ہوگا مینے عرض کیا کہ اس مہم کی طاقت نہین رکھتا یہ سنکر فرمایا کہ تمھاری حاجت بند نہین رہنے کی اوسوقت سے خرچ ماہانہ کہ اقل مرتبہ

[illegible] ۲۲ [illegible] ۱۳۱۲ھ

[illegible] ۲۲ [illegible] ۱۳۱۲ھ یعنی جلال [illegible] ہن [illegible] بعد و حرمان [illegible]

سو روپیہ ہے خدا اپنے خزانۂ رحمت سے پھونچاتا ہے۔ فرمایا کہ
اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی الآیہ۔ اِس آیۃ مین ایک راز
مکنون ہے پہلے نفی غیر کی فرما کر اثبات وحدۃ الوجود کا فرمایا ہے
بعدہٗ فرماتا ہے کہ سواے میرے جو کچھ ہے وہ اسماء و صفات
میری ہے یعنے جو کچھ غیر ذات او سکے معلوم ہو وہ سب مظاہر
صفات ہین فرمایا منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت
حضرت موسیٰ سے ملاقی ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
استفسار فرمایا کہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل جو آپ نے
کہا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی
حاضر ہوے اور سلام باضافۂ الفاظ برکاتہ و مغفرتہ وغیرہ
عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کیا طوالت
بزرگون کے سامنے کرتے ہو آپ (امام غزالی) نے عرض کیا
کہ آپ سے حق تعالے نے صرف اس قدر پوچھا تھا مَا تِلْکَ
بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسیٰ تو آپ نے کیون جواب مین اتنا طول دیا کہ
ہِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّأُ عَلَیْہَا وَاَھُشُّ بِہَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْہَا مَآرِبُ
اُخْریٰ الآیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِدَّبْ یَا
غزالی۔ فرمایا کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیاء

"کسی بزرگ کا کشف ہوگا"

تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے
کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے طریق نذر و نیاز قدیم
زمانے سے جاری ہے اِس زمانے مین لوگ انکار کرتے ہین
ایک بزرگ نے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف رکھتے ہین اور ایک کتاب پڑھی جاتی ہے جسکو
حضور بکمال توجہ سے سُن رہے ہین دریافت فرمایا کہ یہ کون
کتاب ہے کہا گیا احیاء العلوم حجۃ الاسلام امام غزالی کی ہے
فرمایا کہ یہ لقب عطیۂ حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ فرمایا کہ
نیستی و عدم ایک لذیذ چیز ہے ہر شخص اپنے عدم کا عاشق ہے
دیکھو جب تعب ہوتا ہے سونا اختیار کرتا ہے اور نیند ایک قسم کا
عدم ہے۔ فرمایا کہ اگر تمامی جسم و صفات سے ایک چیز کو لو
اور اوسمین غور کرو مثلاً تکلّم مین فکر کرو کہ کہان سے آتا ہے
اور کون کہتا ہے آخر نوبت خُدا تک پہونچیگی اور ماسوائے خُدا
معدوم و فنا معلوم ہوگا مجکو رگ رگ مین وہی نظر آتا ہے۔
فرمایا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم واصل بحق ہین عباد اللہ
کو عباد رسول کہہ سکتے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُل یَا
عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم ہین۔ مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی
انھین معنی کا ہے آگے فرماتا ہے لَاتَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰہِ۔ اگر مرجع
اوسکا اللہ ہوتا فرماتا مِنْ رَحْمَتِیْ تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی
ارشاد فرمایا آسے وا۔ ایکدن فرمایا کہ یہ مکان جسمین میری
نشست ہے نشستگاہ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی ہے
فرمایا کہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ
مِنْکُمْ ای مِنَ الْمُتَّقِیْنَ یہ خطاب اون مومنین سے ہے کہ جو
ایمان کامل رکھتے ہون نہ مطلق مومنین پس جو کوئی اولی الامر
صاحب باطن ہو اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کر چکا ہو وہ واجب الاطاعت
ہے ورنہ نہین کیونکہ مِنْکُمْ فرمایا یعنے اے صحابہ جیسے کہ تم کامل
الایمان صافی القلب پاک طینت ہو ایسے ہی اگر اولی الامر
بھی ہون تو واجب الطاعت ہین ورنہ نہین وَہٰکَذَا اَلْمُؤْمِنُ
مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ مراد اس سے مومن کامل ہے نہ مطلق مومن کیونکہ
مراۃ وہی ہوگا جو کہ صاف و شفاف ہو۔ پس جس شخص کا
قلب صاف ہو وہ قابلیت مرآۃ (آئینہ) ہونے کی رکھتا ہے
ورنہ نہین۔ فرمایا کہ اوتاد جمع وتد کی ہے بمعنی میخ چونکہ اونکی
بدولت (اوتاد) سے آفات وزلزلات سے حفاظت رہتی ہے

لہذا اوتاد کہتے ہین اور ابدال کہ سات ہین اور ہر اقلیم مین مقرر ہین جب ایک اونمین سے فوت ہوتا ہے دوسرا قائم کیا جاتا ہے اسی وجہ سے اونکو ابدال کہتے ہین مینے دہلی مین ایک ابدال کو دیکھا تھا ایک آن واحد مین مختلف مقامات پر دیکھا جاتا تھا۔ فرمایا کہ اولیائی تحت قبائی۔ اللہ تعالے نے اپنے اولیاء کو مخفی فرمایا۔ اسمین ایک مصلحت ہے کیونکہ اگر لوگ باوجود ظہور اونکی مخالفت کرتے تو معاتب اور معذب ہوتے اسلیے کہ وہ (اولیاء) متصف بصفاتِ الٰہی ہین اونکی مخالفت (گویا) مخالفتِ حق ہے اور جو کوئی مخالف حق ہو وہ مردود و مقہور و قابلِ عذاب ہے اور حالت ناواقفیت مین معذور ہین فرمایا کہ حرمین مین بعض امور عجیب و پسندیدہ ہین۔ وحدت الوجود لوگون مین بہت متعارف ہے۔ مین مدینے مین مسجد قبا کی زیارت کو گیا ایک آدمی کو دیکھا کہ اندر مسجد کے جاروب کشی مین مشغول ہے جب زیارت سے فارغ ہو کر مین باہر آیا اور جوتے پہننے کا قصد کیا تو سنا کہ کہتا ہے یا اللہ یا موجود اور دوسرا جو بیرون مسجد تھا کہتا تھا بَل فِی کُلِّ الوجود اسکو سنکر مجھپر ایک حالت طاری ہوئی

بعدہ لڑکون کو شغدف مین دیکھا کہ کھیل رہے ہین اور ایک
لڑکا کہہ رہا ہے یا اللہ لیس غیرک اس سے مین نہایت
بیتاب ہوا اور کہا کہ کیون ذبح کرتے ہو اور تنازع کی حالت
مین جب کوئی صَلِّ عَلَی النَّبِیّ کہدیتا ہے غیظ وغضب بالکل
کافور ہو جاتا ہے اور درود پڑھنے مین مصروف ہو جاتے ہین
اتنی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہین۔ اور
شجاعت وسخاوت عرب کی مشہور ہے۔ رجبی مین بڑی خوشی
کرتے ہین اور جو کچھ ایک سال مین پیدا کرتے ہین مدینہ منورہ
مین جاکر خرچ کر ڈالتے ہین اور بعد واپسی کے شکریہ کی
دعوت کرتے ہین اتنی الفت ومحبت حضرت (روحی فداہ)
کے ساتھ رکھتے ہین نیک بات جس طرح کیجاے عمدہ ہے
فرمایا کہ تطویل دعا واسطے عوام کے ہے اور عارف کے لیے
اسقدر کافی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ
بِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ فرمایا کہ آیۃ اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی مین نفی
سماع حواس خمسہ ظاہرہ سے مراد ہے نہ مطلقًا اسماع اور استماع
موتی حواس باطنیہ سے پیغمبرون واولیای کرام کو ممکن ہے
جیسا کہ حدیث قلیب مین مصرح ہے وَہٰکَذَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی لَاتُدْرِکُہُ

الا بصار الآیہ رویت حق تعالیٰ دنیا مین ممکن ہے آیۃ مین
نفی ادراک کی فرمائی ہے نہ نفی رویت کیونکہ جب رویت
حاصل ہوتی ہے فنائیت محیط ہو جاتی ہے اور ہوش وحواس
کچھہ باقی نہین رہتے پھر ادراک کیسے ہو سکتا ہے بعضون کا
گمان ہے کہ اس دیدہ ظاہر سے رویت میسر ہوئی یہ غلط ہی
رویت اوس کی حواس باطنیہ سے متعلق ہے نہ حواس ظاہرہ سے
اور جیسا کہ حواس ظاہرہ کے لیے نور آفتاب وغیرہ شرط ہے
ویسے ہی حواس باطنیہ کے لیے نور حق تعالیٰ شرط ہے فَاِنَّہٗ
یَنظُرُ بِنُورِ اللّٰہِ وَرَاَیتُ رَبِّی بِرَبِّی کے یہی معنے ہین اگر مرشد کچھہ
تعلیم کرے اور وہ خلوت مین کسی تاریک جگہہ مین کیا جائے
تو انوار کا مشاہدہ ہوتا ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَاہ۔ فرمایا کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ
قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ہَدَیْتَنَا الآیہ دعاے جامع وکافی ہے ایک
آدمی بہت روتا تھا پوچھا کہ اوسکی ذات رحیم وغفور ہے کیون
اتنا روتے ہو اوسنے کہا کہ اپنے گناہون سے ڈر کر مین نہین
روتا کیونکہ اگر میرے گناہ آسمان وزمین وپہاڑون سے بڑہ
بھی ہون تو بھی خدا کی رحمت اوسپر غالب ہے اوسکی وسعت
رحمت سے مین ذرا بھی (گناہون کا) خوف نہین کرتا لیکن

چونکہ ایک ذرہ محبت و معرفت حاصل ہوئی ہے ڈرتا ہون کہ مبادا زائل و سلب نہو جاوے اسی وجہ سے روتا ہون پس یہ دعا اس مہم کے لیے کافی ہے۔ فرمایا کہ علماء ظاہر کے نزدیک تفسیر آیت فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ کی وہ ہے جو مشہور ہے اور صوفیہ کے نزدیک اوسکی تفسیر یہ ہے کہ ذات واحد مین کافر و مومن موجود ہین خوف کرنا چاہیے کہ رگ کفر جہنم کی طرف نہ لیجاوے۔ مولانا اشرف علی مدفیضہ نے مثنوی کا شعر عرض کیا اور حضرت نے مسلم رکھا ۵ علتِ ابلیس انا خیر بدست + این مرض در نفس ہر مخلوق ہست + مصرع موسی و فرعون در ہستی تست +

فرمایا کہ جب حالت ظاہری فرش و فروش و تکیون سے درست تھی سب تونگر سمجھ کر قصد اعطا نہ کرتے تھے اوسوقت بکثرت زیارت انبیاء و اولیاء و ملائکہ سے مشرف ہوتا تھا بھوک عجیب چیز ہے۔ فرمایا کہ جو کوئی مہم پیش آوے سورۂ یٰس پڑہین اور ہر مبین پر پھونککر سات بار سورۂ فاتحہ مع تسمیہ پڑہین اور اول و آخر سورہ کے درود شریف پڑہین درود مثل صندوق کے ہے کہ اپنے اندر لپیٹ کر (وظیفہ و دعا کو)

ایجاتا ہے ویا سورۂ مزمل سات بار پڑہین کہ معمولات مشائخ سے اور مجرب ہے۔ اور سورۂ فاتحہ اکتالیس بار جو مینے اپنے آدمیون (مریدون) پر لازم کیا ہے اس سے بہتر امور دینی و دنیاوی کے لیے کچھ نہین ہے فقط

ترجمہ بعض ملفوظ نوشتۂ مولانا اشرف علی صاحب

فرمایا عشق سماع عشق معائنہ سے زیادہ قوی ہے کیونکہ معائنہ صرف آنکھون سے ہے اور سماع دل سے متعلق ہے اگر طالب دنیا کی ہو تو اوسکو (دنیا) ترک کرے تاکہ درپے اوسکے (ترک کرنے والے کے) ہوے ‏ پیش اہل دل نگہدارید دل + تا نباشید از گمان بد خجل + شعر مین تین باتون کا لحاظ رکھنا چاہیے وزن۔ زبان۔ مثال۔ اخلاق جبلیہ زائل نہین ہوتے البتہ درویشون کی صحبت سے اومین تہذیب آجاتی ہے۔ مولوی اسمعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حبّ ایمانی بعد وصول رو بہ ترقی ہوتا ہے اور حبّ عشقی زائل ہوتا ہے مگر میری راے برعکس ہے قال علیؓ رضی اللہ عنہ لو کُشِفَ الغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا۔ اور مولانا روم فرماتے ہین

؎ عشق دریائیست قعرش ناپدید + البتہ مولویصاحب کا قول باعتبار عشق مجازی صحیح ہے کہ اوسمین محبوب کی حدود انتہا مقرر ہے وَالْمَحْبُوْبُ الْحَقِیْقِیُّ لَایَتَنَاہیٰ تمام اعمال مین دو جہت ہوتے ہین مثلاً زکوٰۃ کہ عوام کو وہ فائدہ (اور عمل ہے) جو مشہور ہے اور خواص کو قُلِ الْعَفْوَ اور اخص الخاص یعنی صدیقین کو تمام مال دینا (مثال دیگر) وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ ۔ ہمارے (عوام) کے واسطے یہ ہے کہ موت کو تہلکہ سمجھتے ہین اور عارفین زندگی کو (یعنے برعکس) ایک صاحب علم مدینے سے آئے فرمایا ؎ خوشا سعادتِ آن بندہ کہ کرد نزول + گہے بہ بیتِ خدا و گہے بہ بیتِ رسول + بعدہٗ امن راہ کا سوال کیا۔ دانشمند نے عرض کیا کہ فلان بزرگ ہمارے ساتھ تھے ہم مع الخیر پہونچے فرمایا تب کیسے امن نہوتا اور یہ شعر پڑھا ؎ صاحب دِہ بادشاہِ جسم ہاست + صاحب دل شاہ دلہاے شماست + رباعی بحر در جوش کہ آن گوہر نایاب کجاست + چرخ سرگشتہ کہ خورشید جہانتاب کجاست + دیر زین غصّہ درآتش کہ چہ رنگ است صنم + کعبہ زین درد بسیہ پوش کہ محراب کجاست + فقیر کو چاہیئے کہ نہ جمع کرے نہ جمع

کرے نہ منع کرے عارف اگر ہذیان بھی کہے تو وہ بھی از راہِ معرفت ہوتا ہے کیونکہ علم باشیاء حجاب حقیقت ہے ؎

عشق من پیدا و معشوقم نہان + یار بیرون فتنہ او در جہان

شیخ فریدالدین رح کا مکاشفہ ہے کہ میرا سلسلہ مغرب تک پھونچیگا ایک بزرگ نے فرمایا کہ یہ کشف آپکی نسبت ہے کہ بواسطہ آپ کے فیض چشتیہ اقصائے عالم مین پھونچا۔ ایک درویش صاحب سلسلۂ خاندان مولویہ نے بلاد روم سے آکر بیعت کی اور اثنائے تذکرہ مین عرض کیا کہ مین کچھ نہین ہون تبسم کرکے (حضرت نے) فرمایا کہ یہ درویش اپنی تعریف کرانا چاہتے ہین اسلیے کہتے ہین کہ مین کچھ نہین ہون کیونکہ کچھ نہونا (مدارج) فنا سے ہے۔ ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ کی تفسیر نزدیک علماء ظاہر مشہور ہے اور علماء باطن کہتے ہین کہ ہر کوئی مومن و کافر ہے کیونکہ قوی محمودہ و مذمومہ ہوتے ہین۔ ایک شخص نے امن راہ مدینہ طیبہ کے لیے دعا پوچھی فرمایا لَاۤ اِلٰہَ یَنْفِیْ بَلِیَّاتٍ وَّلَاۤ اِیْلَافَ ستر بار اور صلوۃ تنجینا پڑھا کرو موت مدینہ سے مراد مقام عبدیت ہے ؎ ہر کجا دلبر بود خرم نشین + فوق گردون است نے قعر زمین + ہر کجا یوسف

رُخے باشد چو ماہ + جنت است آن گرچہ باشد قعر چاہ +
مگر جامعیت اسمین ہے کہ مدینہ مین وفات پاوے۔ فرمایا
کہ مینے چھہ بار حرفاً حرفاً مثنوی مطالعہ کی ہے۔ فرمایا کہ مولوی
قلندر صاحب کو ہر روز زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہوتی تھی ایک دن کسی جمّال کے لڑکے کو کہ سید تھا طپنچہ
مارا اوس دن سے زیارت منقطع ہو گئی مدینہ منورہ کے مشائخ
سے رجوع کی اونھون نے ایک زن ولیہ مجذوبہ کے
حوالہ فرمایا جب وہ عورت مسجد نبوی مین آئی مولانا نے عرض
کیا سنتے ہی جوش مین آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا شف انظرا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس (مولانا نے) بیداری مین
چشم ظاہر سے زیارت کی اس کے پہلے اوس لڑکے سے خطا بھی
معاف کرائی تھی مگر کچھ مفید نہوا۔ دُعا مشروع ضرور مستجاب
ہے اور غیر مشروع کافرون کے حق مین اکثر مستجاب ہوتی
ہے۔ لذتِ دیدار بہت دور ہے طالب کو لذتِ نام کافی ہے
ابراہیم علیہ السلام واسحٰق علیہ السلام بہت ہی مشابہ تھے واسطے
فرق کے دُعا فرمائی بال سپید ہونا شروع ہوئے فرمایا کہ
تم لوگون کو میرے ساتھ گمان نیک ہے ظنوا المؤمنین خیراً

اُمید ہے کہ تُمہاری گواہی سے خُدا مُجکو اور تمکو (سبکو) بخشدے۔
فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ہوا لظاہر ہین مولوی روم فرماتے ہین ع گر دو پنداری قبیح آمد نہ خوب +
شاہ عبدالعزیز فرماتے ہین ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
حضرت ابوالارواح ومربی ارواح ہین اگر جملہ انبیاء کی طرف توجہ فرمائین کیا عجب ہے۔ جوانی مین خوف اور پیری مین رجا غالب ہونا چاہیے مولوی مظفر حسین صاحب رح دُعا مین اپنے موے سفید کو وسیلہ کرتے تھے فرمایا کہ کُلّ ذَنْبٍ ذَنْبٌ اِلَّا ذَنْبُ العَاشِقِ کُلُّ دَمٍ دَمٌ اِلَّا دَمُ الشَّہِیدِ ۔ ملتِ عاشق زملتہا جُدا است + عاشقان را ملت و مذہب خدا است + قال اللہ تعالیٰ مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِہِمْ مِنْ شَیْئٍ وَمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْہِمْ مِنْ شَیْئٍ بیخودی مین بعضے امور ظاہراً خلاف شرع سرزد ہو جاتے ہین ایک درویش کے بارے مین فرمایا کہ اوسکا حال مثل حال وزیر خادع کے ہے کہ مثنوی شریف مین قصہ اوسکا مذکور ہے۔ فرمایا کہ ایک موحد سے لوگون نے کہا کہ اگر حلوا و غلیظ ایک ہین تو دونون کو کھاؤ اونھون نے بشکل خنزیر ہوکر گوہ کو کھالیا پھر بصورت آدمی ہوکر حلوا کھایا اسکو حفظ مراتب کہتے ہین

جو واجب ہے۔ فرمایا کہ مجکو فخر ہے کہ تھانہ بھون مین ایسے ایسے
عشاق گذرے ہین کہ عشق مین اپنے سر دیدیے ہین جیسے
مثنوی عاشق تھانہ بھون مشہور ہے (راقم) مولانا اشرفعلی صاحب
سے فرمایا) فرمایا کہ مرض بھی رزق ہے اوسکو نعمت شمار
کرنا چاہیے۔ مومن خان دہلوی) مجسے بہت اعتقاد رکھتے تھے
مینے پوچھا کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ مثنوی کی نظم سست ہے
جوابدیا کہ کوئی جاہل کہتا ہوگا اساتذہ کے نزدیک مثنوی سند
ہے۔ بعد انتقال خانصاحب کے لوگ حسب وصیت اونکی قبر
پر گئے اونکا حال عمدہ پایا۔ فرمایا حضرت جنید بغدادی بیٹھے
تھے ایک کتا سامنے سے گذرا آپکی نگاہ اوسپر پڑگئی اسقدر
صاحب کمال ہوگیا کہ شہر کے کتے اوسکے پیچھے دوڑے وہ
ایک جگہہ بیٹھہ گیا سب کتون نے اوسکے گرد حلقہ باندہ کر مراقبہ کیا
جب نسبت روحانی حاصل ہوتی ہے وقت مین وسعت ہوتی ہے
لانہ من عالم الامر (یہ آپ نے اوسوقت فرمایا تھا کہ ایک خادم
نے عرض کیا کہ اگر ختم خواجگان باقی ہو مین تمام کرون اور حضرت
قریب بفراغ تھے)۔ اسمائے الٰہیہ غیر متناہی ہین اور نود و نہ نام
کلی و اجمالی ہین۔ اتفاق ہونے کی یہ صورت ہے کہ ہر کوئی

دوسرے کو اپنے سے افضل خیال کرے۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ عارف کے واسطے ہے کہ اوس سے لذت حاصل کرتا ہے اور اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ محجوب کے واسطے ہے۔ فرمایا کہ لوگ کہتے ہین کہ خدا انبیاء و محبوبان خود کو بلا مین کیون ڈالتا ہے یہ نہین سمجھتے کہ اسمین مشاہدہ جمال و جلال ہے جلال بدن پر اور جمال روح پر بدن روح کے واسطے بمنزلہ آستین کے ہے اگر پھاڑ ڈالا جائے تو (صلحا و محبوبان) کچھ پروا نہین کرتے۔ اَلْحَزْمُ سُوْءُ الظَّنِّ اَےْ بِنَفْسِہٖ اَوْ بِغَیْرِہٖ رزق چار قسم کا ہے۔ مضمون و مقسوم وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ موعود وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ معلوم جانداد و نوکری وغیرہ مبسوط اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ اَیْ مُنْجَۃ عِبَادُ اللّٰہِ معالجہ مین یہ حکمت ہے کہ اسم شافی ظاہر ہوتا ہے اور اگر صحت نہو قدرت ثابت ہوتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام جب آگ مین ڈالے گئے مقام عروج مین تھے اسباب پر نظر نفرمائی اور جسوقت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح پر مامور ہوئے تو مقام نزول مین تھے مجبوراً فرمایا فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی اور اسوقت اسمٰعیل علیہ السلام مقام عروج مین تھے پس مقام ابراہیم علیہ السلام اکمل ہے۔ حدیث ہے اَنَا

عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ اَیِ الَّذِیْنَ انْبَتَتْ قُلُوْبُهُمْ الْحَقِیْقَة قَاْ بِهِمْ الصَّنَوْبَرِیَّة
فرمایا کہ حافظ غلام مرتضیٰ صاحب غلبۂ جذب مین لوگون کو
پتھر مارتے تھے اور جب مین حاضر ہوتا تھا شفقت فرماتے
اور بشارت دیتے تھے کہ توحید تمپر منکشف ہو گی۔ مولوی قلندر صاحب
کسی کو یہانتک کہ بھنگ پینے والے کو بھی محروم نہین رکھتے
تھے بلکہ یہ فرماتے تھے کہ یہ نہ کہو کہ بھنگ پیونگا ہان لو اور خرچ
کرو فرمایا کہ یہ سخاوت الٰہی ہے اور سخاوت محمدی حفظ حدود
کو کہتے ہین۔ اَلْعِلْمُ حِجَابٌ اَكْبَرُ اَیْ لِلْبُعْدِ لِاَنَّہٗ یُوْرِثُ الْحُجُبَ
اَوْ لِلْقُرْبِ كَمَا لِلسَّلَاطِیْنِ اور معنی ثالث بطرز حقائق ہین کہ
علم باشیاء صحاب حقیقت ہے ۵ پر تو حسنت نگنجد در زمین
و آسمان * در حریم سینہ حیرانم کہ چون جا کردہ * حسن
خویش از روے خوبان آشکارا کردہ * پس بچشم عاشقان خودرا
تماشا کردہ * فرمایا کہ سید صاحب بجاے تعویذ کے خداوندا
اگر منظور داری حاجتش را بر آری لکھتے تھے ایک صاحب نے
عرض کیا کہ فقرۂ اولیٰ مصرع ہے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کمی
و بیشی روا نہین ہے ایک بزرگ نے کسی کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ تعلیم کیا
اوسنے قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھا کچھ اثر نہ ہوا فرمایا کہ میری زبان سے

پڑھو جیسا تعلیم کیا ہے) بوجہ ادب کے تعویذ مین بجاے حروف ہندسہ لکھنا مقرر کیا گیا ہے۔ کسی شخص نے خط مین کوئی فرمائش عرض کی تھی فرمایا کہ مین بہت کاہل ہون لوگ کیون مجھے کسی کام کو کہتے ہین فرمایا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نے پوچھا کہ مین نوکری چھوڑ دون مینے (حضرت نے) جواب دیا کہ جب ایسی حالت ہو کہ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے تب چھوڑ دو نسبت شریعت وطریقت کی مثل وضو و نماز کے ہے۔ فرمایا کہ بناے مدارس دین فقیر نے آغاز کی ہے۔ تصوف چار علم سے ہے۔ سیر۔ اخلاق۔ سلوک۔ حقائق۔ زمین مظہر چند صفات کی ہے۔ علم۔ تمنع۔ عدل۔ امانت۔ زمین عجب چیز ہے کہ مظہر جسم محمد ہے۔ قضا کا علاج بھی قضا ہے ع ہم در تو گریزم ار گریزم۔ مولوی بحر العلوم صاحب پر توحید ایسی غالب ہو گئی تھی کہ مدرسہ مین بجاے قرآن کے مثنوی شروع کر دی تھی۔ یوسف ہمدانی نے خواب مین مولانا روم سے اجازت وظیفہ مثنوی شریف حاصل کی تھی۔ مواخذہ انانیہ ہے اسکو محو کرے اور بے نطق ہو جاوے مواخذہ جاتا رہتا ہے یہ محو ہستی جبر محمود ہے اور دعوی محض جبر مذموم تو بھی اگر کوئی

قصور ہووے اپنی طرف نسبت کرے یہ ادب ہے کا دم
علیہ السلام وَ اَیَاز الغلام۔ مثال شیخ مثال طوطی وآئینہ کے
ہے کہ وجود مطابق لباس مجالس مین فیض دیتا ہے۔ معمول
مشائخ کا ہے کہ بعد نماز کے تین بار نفی واثبات کرتے ہین
فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ توجہ امراد بدرویش اسکی دلیل
ہے کہ اس درویش مین رگ دنیا باقی ہے الجنس یمیل الی الجنس
ایک عالم کا فتوی کہ قبول حج بدل مین عذر پیش کرتے تھے
نقل کیا کہ شاید سلطان پر حج فرض بھی نہو۔ وَاَخَافُ اَنْ
یَاْکُلَہُ الذِّئْبُ اَیِ الْحَسَدُ۔ اول مدارج وحدت اخوۃ ہے
پھر کنفس واحدۃ۔ صوفیہ کے نزدیک متشابہات ظاہر المعنی
ہین۔ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ سبق زمانی بھی ثابت ہے کہ
اولاً اسمای جمالیہ ظاہر ہوتے ہین عالم عدم سے باہر آتے ہین جب
اہلاک نزدیک ہوتا ہے اسمای جلالیہ قہر وغیرہ ظاہر ہوتے ہین
اسمین زمان قریب ہے لہذا عارف شکوہ نہین کرتا۔ دعا مین
درود مثل صندوق کے ہے۔ اپنے شیخ کے حق مین ایسا اعتقاد
رکھنا چاہیے کہ اس سے بہتر میری کوشش سے نہ ہاتھ آوے گا
کشف مین خطرات کی تمیز بہت دشوار ہے۔ قادیانی اگر راہ

بھی ہوتا ہم بوجہ اپنے علم کے انکار پر معذور ہین ایک شخص نے دہلی مین فقراء کو جمع کرکے دیر تک بٹھا رکھا دیر کے بعد دو دو پیسے سب کو دیے مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرد آدمی اگر یہی منظور تھا تو اتنا ہرج کیون کیا اور جو چشتی (فقراء) تشریف فرما تھے بدین وجہ کہ اُن کا شعار پستی ہے ایک لفظ بھی نہ بولے بلکہ خاموش رہے۔ کسی نے مرزا صاحب سے عرض کیا کہ میر درد (رح) سماع سُنتے ہین فرمایا کہ کوئی آنکھ رس ہوتا ہے اور کوئی کان رس کیونکہ مرزا صاحب بغایت جمال پسند تھے حتیٰ کہ اگر کوئی چیز بے موقع دیکھتے تھے تو مکدّر ہوتے تھے۔ اِھۡدِنَا اور رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا کا وِرد ہمیشہ رکھنا چاہیے

فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیر (مولانا احمد حسن صاحب راوی ملفوظات) خدمت مین
حاضر تھا ایک شخص پانی دم کروانے کو لایا حضرت نے
بعد دم کرنے کے فرمایا کہ مجکو تعویذ گنڈہ کچھ نہین آتا اکثر مشائخ
کے تعویذ و گنڈے خوب چلتے ہین۔ (بعض کا نام بھی لیا وہ
حضرت کے متوسلین و معتقدین مین ہین) بعض مشائخ نے
مجکو عنایت کرنا چاہا مینے انکار کر دیا ایک مرتبہ مین اپنے
شہر مین اپنے رفقا کے ساتھ صحن مسجد مین بیٹھا تھا ایک
شخص اجنبی چہرہ چھپائے ہوے آئے اور مسجد مین سلام کرکے
چلے گئے کھانے کے وقت مین نے اونکو بلا بھیجا اونھون نے

اپنا کھانا مسجد مین طلب کیا وہین بھیجدیا گیا دو تین دن یہی دستور رہا تیسرے دن مین سہ دری مین (کہ متصل مسجد کے مینے بنوائی تھی) بعد نماز عشا کے قبل سونے کے مثنوی شریف (مولانا روم) دیکھہ رہا تھا اور سہ دری مین پردہ پڑا تھا اون صاحب نے آکر آہستہ سے پردہ اوٹھایا مین نے پوچھا کون ہے کیا شاہ جیو ہین بولے اگر اجازت ہو تو کچھ شمع کے سامنے لکھہ لون مینے کہا آئیے اندر آکر اوطھون نے قلم دوات نکالی زعفران کی روشنائی اور انار کی لکڑی کے قلم سے کوئی نقش لکھہ کر فرمایا کہ یہ نقش اگر روز لکھا جاوے تو ہر روز پانچ روپیہ فتوح ہوتا ہے اور اگر کبھی کبھی لکھا جاوے تو بھی ایسا ہی روپیہ آتا ہے۔ غرضکہ ہر بار لکھنے مین پانچ روپیہ ملتے ہین مینے جوابدیا کیا شک ہے بزرگون کے پاس ایسے ایسے عمل ہوتے ہین اونکی یہ غرض تھی کہ فقیر (حضرت صاحب) استدعا کرے اور مین مضامین مثنوی شریف مین غرق تھا کچھہ التفات نہین کیا اوطھون نے پھر کہا کہ اسمین کچھہ دقت و مشقت بھی نہین ہے صرف نقش کو زعفران کی روشنائی اور انار کے قلم سے لکھہ کر فلان دعا پڑھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے جب پانچ روپیہ

لینا ہو ایسا کرے مین نے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا آخرالامر انہون
نے کھل کر کہا کہ آپ کے لنگر خانے مین ایسا عمل ہونا ضروری
ہے اکثر مہمان آتے ہین یہ عمل باعث اطمینان ہے فقیر نے
کہا کہ جو کچھ آپ کے سینے مین ہے وہ عنایت فرمائیے تو البتہ
ورنہ ایسے عملون کی مجھے ضرورت نہین ہے ابھی میرا
اعتماد اوس رازقِ حقیقی پر ہے کہ جو میرے رزق کا ذمہ دار
ہے اور پھر میرا اعتماد اِس عمل پر ہو جاویگا۔ مجکو غیر پر
اعتماد کی ضرورت نہین کیونکہ اسی لیے مینے اپنی جائداد وغیرہ
ترک کردی مسجد مین قیام اختیار کیا ہے اون بزرگ نے
میری ہمت کی تحسین کر کے دعا دی اور فرمایا کہ ایسا شخص
محروم نہین رہتا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جلال آبادی
کا قصہ بیان کیا کہ جمال شاہ مجذوب جلال آباد مین مقیم
تھے مولوی عبدالرحمٰن صاحب باوجود فضل و کمال چند روز
اونکی صحبت مین بیٹھے کچھ حالت جذب کی سی ہو گئی پھر تو
مولویصاحب ہر وقت مجذوب جمال شاہ کی خدمت مین
رہنے لگے باین ہیئت کذائی کہ کو ٹلون کا تھیلا گلے مین اور
ناریل ہاتھ مین اونکے پیچھے پیچھے پھرتے تھے جب مجذو لینا

حُقہ کی ضرورت ہوئی آپ (مولوی عبدالرحمٰن) ناریل تیار کرکے سامنے رکھدیتے تھے جب مولویصاحب کا انتقال ہوگیا (وہابی) مجذوب صاحب آکر کہنے لگے کہ مولویصاحب ہمارا بوجھ نہ اوٹھا سکے دفعتہً بوجھ اوٹھالیا اگر تدریجًا اوٹھاتے توسبنھال لیتے۔ فرمایا کہ یہی مولوی عبدالرحمٰن صاحب ایک دفعہ میرے پاس آئے سطر رکھا تھا اوٹھا کر ایک نقش اوسکی پُشت پر لکھکر مجھسے فرمایا کہ یہ نقش پندرہ دفعہ زمین پر لکھکر مٹا دیا جاوے پھر لکھا جاوے مینے کچھ توجہ نہین کی اتفاقًا ایک مرتبہ آٹھ روز کا فاقہ ہوگیا مینے اوس نقش کو جبیسا اوںھون نے کہا تھا لکھا (اگرچہ اوںھون نے کچھ تاثیر نہ بیان کی تھی مگر مینے احتمال سے اوسکو استعمال کیا) بہت فتوح ہوئی معلوم ہوا کہ نقش فتوح کا تھا مینے دوچار مرتبہ لکھکر پھر ترک کردیا اور باوجود فقر و فاقہ کبھی استعمال مین نہین لایا۔ چنانچہ ۱۲۹۹؁ھ مین جب مین (مولانا احمد حسن) حضور مین حضرت کے حاضر ہوا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب مین اوّل اوّل مکۂ مکرمہ آیا فقر و فاقہ کی یہانتک نوبت پہونچی کہ نوروز تک بجز زمزم شریف کے کچھ نہ ملا تین چارون کے بعد بعض

احباب سے قرض مانگا اونھون نے باوجود وسعت انکار کیا مجھے
معلوم ہوا کہ یہ امتحان ہے پس عہد کرلیا کہ اب قرض بھی نہ لونگا
اور ضعف سے یہ حالت تھی کہ نشست و برخاست دشوار تھی
آخر نوین دن حضرت خواجہ اجمیری عالم واقعہ مین تشریف لائے
اور فرمایا کہ اے امداد اللہ تمکو بہت تکالیف اوٹھانے پڑے
اب تیرے ہاتھون پر لاکھون روپیہ کا خرچ مقرر کیا جاتا ہے
مینے انکار کیا کہ یہ امانت بہت سخت ہے ارشاد ہوا کہ اچھا تمھاری
مرضی مگر اب مایحتاج خرچ تمھین ملا کریگا تب سے بملازمت دیگری
مصارف روزمرہ چلتے ہین۔ احقر (راوی) نے عرض کیا کہ کبھی
کوئی کیمیاگر بھی آپ کو ملا ہے ارشاد فرمایا کہ ہان ملا بھی اور
کیمیا بھی دینا چاہی مگر مینے منظور نہین کیا۔ چنانچہ جب مین مدینہ
منورہ گیا اور کچھ روز قیام ہوا ایک بزرگ مغربی کونے مین
حرم کے بیٹھا کرتے تھے اون سے بھی ملتا تھا ایکدن فرمانے
لگے کہ ہند مین ایک بوٹی ہے اوس سے کیمیا خوب بنتی ہے
بلکہ اسی وجہ سے مغربی لوگ اہل ہند کو کیمیاگر جانتے ہین تم اسکے
اہل ہو چاہو تو سیکھ لو۔ مینے عرض کیا کہ حضرت مین مدینہ منورہ سے
دنیا لیکر جانا نہین چاہتا اگر کچھ باطن سے عنایت فرمایئے نسبت

یہ سنکر بہت خوش ہوے اور دعا دی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مین اور حافظ ضامن صاحب تہانہ سے رامپور یا نانوتہ جارہے تھے جب جلال آباد پہونچے خیال آیا کہ اگر شاہ جمال صاحب مجذوب سے ملاقات ہو جاوے تو بہت اچھا ہو اوسی وقت (مجذوب صاحب) ایک گلی سے نکل کر ہنستے ہوے سامنے آگئے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ میرے حوالی قلب مین بشدت درد تھا اوس حالت مین بعض اوقات مجھے قہقہہ شروع ہو جاتا تھا اگرچہ شدت قہقہہ سے درد زیادہ ہو جاتا تھا مگر مین مجبور تھا روک نہ سکتا تھا۔ فرمایا کہ حضرت داؤد طائی کی ہمشیرہ کو ایکدفعہ چلنے مین ٹھوکر لگی جس سے ناخن الگ ہو گیا اونکو قہقہہ شروع ہوا رفقا نے سوال کیا کہ یہ وقت رونے کا ہے نہ ہنسنے کا جواب دیا کہ مجھے اسکی یاد اجر نظر آگئی اوسکے روبرو یہ درد کچھ معلوم نہین ہوتا۔ فرمایا کہ جبرئیل امین نے حضرت ایوب علیہ السلام سے بعد صحت دریافت کیا کہ مرض مین آپکا کیا حال تھا اور اب کیا ہے فرمایا کہ جو مزہ بیماری مین تھا وہ تندرستی مین نہین ہے بیماری مین ہر صبح کو حضرت حق سے آواز آتی تھی کہ اے ایوب کیسے ہو اوسکے نشہ مین شام

مست رہتا تھا اور شام کو بھی ایک آواز ایسی سی آتی تھی کہ صبح تک مستی رہتی تھی بعد صحت کے یہ آواز کبھی نہین آئی

فرمایا کہ جو مزہ مینے فقر و فاقے مین دیکھا اور اوسمین میرے مراتب کی ترقی ہوئی اور انبیاء علیہم السلام و ملائک مقربین کی زیارت ہوئی اور انوار و تجلیات مجھپر نازل ہوئے وہ امور پھر فراغت مین میسر نہوے - فرمایا فقر و فاقہ بڑی نعمت ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین الفقر فخری -

فرمایا کہ میرے حضرت باوجود اخفاء احوال کے ایسا تصرف قوی رکھتے تھے کہ جس سے عقل حیران ہوجاتی تھی حافظ محمود صاحب داماد مولانا مولوی مملوک علی صاحب ایک مرتبہ حضرت پیر و مرشد کی خدمت مین بعد بیعت کے حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ مجھے تصور شیخ کی اجازت دیجیے تاکہ تصور شیخ کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ جب محبت و عقیدت غلبہ کرتی ہے تب تصور شیخ کون کرتا ہے غلبۂ محبت سے تصور شیخ خودبخود بڑھ جاتا ہے حضرت کے اس فرمانے سے ایسا تصور شیخ اونپر غالب ہوا کہ ہر جگہہ صورت شیخ کی نظر آتی تھی چلتے چلتے حیران ہوکر کھڑے ہوجاتے کہ صورت شیخ کی سامنے کھڑی ہے جہان قدم رکھتے ہین وہان بھی صورت

شیخ موجود سے نماز مین سجدے کی جگہہ صورت شیخ دیکھ کر نماز
کی نیت توڑ دیتے تھے حضرت سے عرض کیا کہ اب تو نماز پڑہنی
مشکل ہوگئی ہے کسکی نماز پڑہین حضرت کی ادنی توجہ سے جیسے
یہ حالت پیدا ہوئی تھی جاتی رہی اور دوسری حالت ہوگئی
اسی ضمن مین اپنے دادا پیر کا بیان فرمایا کہ ایک ڈوم آپ سے
مشرف بہ بیعت ہوا اوسنے عرض کیا کہ مجکو کوئی وظیفہ بتلائیے
حضرت نے کسی امر شنیع سے منع نہین کیا صرف یہ فرمایا کہ
جب اذان کی آواز سنو اوسی وقت نماز مین شامل ہوجاؤ
چاہے جس شغل مین ہو اوسے ترک کردیا کرو بعض معتقدین نے
عرض کیا کہ اسکو گانے بجانے سے کیون نہ منع فرمایا جواب دیا
کہ میرے دل مین القا کیا گیا کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ
وَالْمُنْکَرِ اوس ڈوم نے حضرت کے حکم کو اپنے اوپر واجب
کرلیا اور بفور سُننے اذان کے مسجد مین چلا جاتا تھا یہانتک کہ
جب گانے بجانے کا وقت ہوتا تھا تو کسی سے کہدیتا تھا کہ
اذان ہو تو مجھے بتا دینا ایسا نہو کہ شور غل مین اذان نہ سُنون
اور حضرت کے حکم کی تعمیل نہو سکے تھوڑے دنون مین وہ ڈوم
سب باتین ترک کرکے حضرت کی خدمت مین آبیٹھا۔ فرمایا کہ

ایکدفعہ میرے حضرت بعد نماز جمعہ کچھ وصیت کرنے لگے جس سے
لوہاروو الے بہت مغموم ہوئے اور عرض کیا کہ ہم تو جانتے
تھے کہ ہمارے گھر مین دولت رکھی ہے جب چاہینگے مستفید
ہونگے آپ کی باتون سے ہمارا دل پاش پاش ہوا جاتا ہی
ارشادہوا کہ گھبراؤ نہین میرے بہت سے یار تمھارے پاس
موجود ہین انکو میرا قائم مقام سمجھو خصوصًا حافظ ضامن صاحب
کو حضرت پیر و مرشد نے مجمع عام مین تو بالتصریح خلیفہ
بنایا اور ضمنًا ہم لوگون کو بھی مجاز کیا۔ البتہ
خاص لوگون سے بالتصریح یہی فرمایا کہ ہمنے فلان فلان
کو اجازت عام دی ہے بعد اوسکے حضرت بیمار ہوے فرمایا کہ
مجھے میرے وطن جھنجھانہ لیچلو جب چلتے وقت آپ تھانہ
بھون تشریف لائے اور مسجد کے پاس میانہ رکھوا دیا۔ مین
بھی حاضر خدمت شریف ہوا حضرت نے فرمایا کہ تم مجرد تھے
اور حافظ ضامن و مولوی شیخ محمد صاحب عیالدار میرا ارادہ تھا
کہ تمسے مجاہدہ و ریاضت لونگا مشیّت باری سے چارہ
نہین ہے عمر نے وفانہ کی جب حضرت نے یہ کلمہ فرمایا مین پٹی
(میانہ کی) پکڑ کر رونے لگا۔ حضرت نے تشفی دی اور فرمایا

کہ فقیر مرتا نہین ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان
مین انتقال کرتا ہے فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا
جو زندگی ظاہری مین میری ذات سے ہوتا تھا۔ فرمایا
(حضرت صاحب نے) کہ مین نے حضرت کی قبر مقدس سے
وہی فائدہ اوٹھایا جو حالت حیات مین اوٹھایا تھا۔ بیان
فرمایا کہ میرے بڑے بھائی شیخ ذوالفقار علی صاحب جب
ملک پنجاب سے واپس آئے اور مجکو اوراد کا شائق پایا
فرمانے لگے کہ مجکو ایک فقیر نے ایک عمل تبلایا ہے تم سیکھ لو
مینے اوسکو اون سے لیلیا ایک مرتبہ میرا دہلی جانا ہوا وہان
عبداللہ مسند نشین درگاہ حضرت صابر بخش نے تقریب
عرس مین مجکو بلوایا اور کسی اپنے مرید کا ہاتھی سواری کو بھیجا
جب مین اونکے مکان پر پھونچا تو دیکھا کہ لوگ بڑی شان
وشوکت سے جمع ہین مین فقیرانہ حالت سے گیا تھا مجکو
دیکھتے ہی تمام لوگ اوٹھ کھڑے ہوے اور دست بوسی
کرکے مسند صدر پر بٹھایا مجکو بڑا تعجب تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے
جب رات کو وظیفہ پڑھنے لگا تب خیال ہوا کہ یہ سب اسی
وظیفہ کا اثر ہے خواب مین حضرت پیر و مرشد نے فرمایا کہ اس

اعزاز سے کیا حاصل مجھے معلوم ہوا کہ آپ اِس عمل سے ناراض ہین اوسی وقت ترک کر دیا پھر نہین پڑھا۔ فرمایا کہ میرے دادا پیر حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب و شیخ محمد جان صاحب ولایت سے خدا کی طلب مین ہندوستان تشریف لائے اور حضرت رحم علی شاہ سے خاندان قادریہ مین بعیت کی بعد اون کے انتقال کے پھر طلب کا تقاضا ہوا۔ پھرتے پھرتے امروہے پہونچے وہان حضرت شاہ عبد الباری کی شہرت تھی اونکی خدمت مین حاضر ہوئے۔ چند دن بعد شاہ عبد الباری صاحب کو مطالعۂ مثنوی شریف کی کیفیت ہوئی خدام سے کہا محمد جان سے کہدو کہ تمھارا حصہ شاہ غلام علی صاحب دہلوی کے یہان ہے اور شاہ عبد الرحیم صاحب کو میرے پاس بُلا لاؤ۔ جب شاہ عبد الرحیم صاحب حاضر ہوئے حضرت نے اونپر اوسی کیفیت مین نظر ڈالی پہلے تو شاہ صاحب کو حالتِ گریہ طاری ہوئی بعدہٗ قہقہہ شروع ہوا مگر دوسری حالت شاہ عبد الباری صاحب کی بھی ہوئی دونون صاحب باغ مین تشریف لے گئے اوسی حالت مین شاہ عبد الرحیم صاحب کا مقصد دلی حاصل ہوا نما لیا ۱۲۶۱ھ مین شیخ محمد جان سے کہ جبل بو قبیس پر رہتے تھے

۱۴ قوم ۱۲ سنہ ۱۳۰۴ھ

اور مرجع خلائق تھے وقت زیارت حرمین سُنا ہے۔ فرمایا کہ
مومن خانصاحب دہلوی فرماتے تھے کہ ایکبار چند حضرات
شاہ عبدالعزیز صاحب سے حدیث شریف پڑھ رہے تھے
شاہ صاحب نے تذکرہ اکابر دین کا کیا ہم لوگون نے
عرض کیا کہ اب بھی کوئی ایسا ہے شاہ صاحب نے فرمایا
کہ پرسون ہمارے پاس فلان حُلیہ کا ایک شخص مسئلہ
دریافت کرنے آویگا وہ مرد کامل ہے اور سمت ووقت
بھی معین کردیا۔ ہم لوگ روز موعود مین زینت المساجد ین
کہ کنارے جمنا کے واقع ہے اونکے اشتیاق مین بیٹھے تھے
وقت مقرّرہ پر دریا کے کنارے سے اوسی حُلیہ کے ایک
بزرگ صاحب نمودار ہوئے ہم لوگ دوڑے اور زیارت سے
مشرف ہوئے وہ شاہ عبدالرحیم صاحب تھے مومن خانصاحب
اس واقعہ کی وجہ سے مجھسے بہت محبت کرتے تھے۔ فرمایا کہ
حمزہ علیخان رئیس لوہاری حضرت عبدالرحیم صاحب کے مرید
تھے اونپر ایسا رُعب غالب تھا کہ حضرت کو دیکھہ نہ سکتے تھے
دیکھتے ہی حالت طاری ہوجاتی تھی بلکہ اگر وہ مکان مین ہوتے
اور حضرت اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر تشریف لاتے تو وہ گھوڑے

کی تاب سنکر بیہوش ہو جاتے تھے یہ ثمرہ محبت کا ہے۔ فرمایا کہ
مفتی الٰہی بخش صاحب حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے طلبا
اونکے گرد بیٹھے تھے اور خود تخت یا پلنگ پر لیٹے تھے اوسی
حالت مین حدیث شریف کا سبق ہو رہا تھا حضرت دادا پیر صاحب
سبق سُننے کے لیے اوس حلقے مین تشریف لے گئے مفتی صاحب
گھبرا کر بیٹھ گئے اور ادھر اودھر دیکھنے لگے جب حضرت کو دیکھا
تو فرمانے لگے کہ شاہ صاحب تشریف رکھتے ہین یہ انوار و
برکات آپ کی تشریف آوری کے باعث سے پیدا ہوئے
ہین۔ فرمایا کہ مولانا مولوی محمد صادق صاحب بیان فرماتے
تھے کہ چالیس برس سے مجھسے اور میانجیو نور محمد صاحب سے
ملاقات ہے اس چالیس سال مین کبھی آپ کی تکبیر اولیٰ فوت
نہین ہوئی الاستقامۃ فوق الکرامۃ آپ کی استقامت
اعلیٰ درجے کی ہے فرمایا کہ مینے ایکبار حضرت پیر و مرشد کی
شان مین ایک مخمس کہا چونکہ مجھہ مین تاب سُنانے کی نہتھی
کسی اور کی معرفت حضرت کو سُنوایا آپنے فرمایا کہ خدا و رسول
کی صفت و ثنا بیان کرنا چاہیے مینے عرض کیا کہ مین نے
غیر خدا و رسول کی مدح نہین کی تیسرے روز حضرت نے فرمایا

کہ شاہ عبد الرحیم صاحب نے تمکو سرخ رنگ کا جوڑا عنایت کیا ہے
گویا وہ خلعت صلہ اوس مخمس کا تھا - فرمایا کہ کپڑے رنگین سرخ
کنایہ دو امر کا ہوتے ہین ایک مرتبۂ محبوبیت دوم شہادت محبوبیت
کا مرتبہ تو بڑے لوگون کو ملتا ہے ہم کیسے اوسکے مستحق ہوسکتے
ہین - البتہ مرتبۂ شہادت عطا ہو تو بعید نہین (یہ محض آپ کا
انکسار ہے ورنہ مرتبۂ محبوبیت مین کیا کلام ہے تمام مخلوق عوام
و خواص کا آپ کو بنظر محبت دیکھنا اسکی دلیل ہے جیسا کہ صحاح
ستہ مین حدیث وارد ہے کہ جب خدا کسی کو اپنا محبوب بناتا
ہے جبریل امین سے کہتا ہے کہ ہمنے فلان شخص کو اپنا محبوب
بنایا ہے تم اوسکو اپنا محبوب سمجھو اور آسمان و زمین مین اوسکی
محبوبیت کی منادی کردو پھر تمام مخلوق اوس سے بنظر محبت
پیش آتی ہے) - اوس مخمس کے چند اشعار یہ ہین -

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند مین ہو نائب حضرت محمد مصطفےٰ
تم مددگار بر مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پر سنکے باتین کانپتے ہین دست و پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

جام الفت سے ترے مین ہی نہین اک جرعہ نوش
سیکڑون دیر پر سرمد ہوش ہین ایسے مئے فروش
دلمین ہی اونکے بھرا اک بادۂ وحدت کا جوش
پر یہی کہکر اوٹھے ہین جب ہی آیا اونکو ہوش

اے شہِ نورِ محمد وقت ہے امداد کا

آسرا دُنیا مین ہے از بس تمھاری ذات کا | تم سوا اورون سے ہرگز کچھ نہین ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جسوقت قاضی ہو خدا | آپکا دامن پکڑکر یہ کہون گا برملا

اے شہِ نورِ محمد وقت ہے امداد کا

فرمایا کہ حضرت شیر خانصاحب جب حالت نوکری مین وقت شب ذکر نفی و اثبات کرتے تھے تو اون کے مُنہ سے ظلمت و نور دونون نکلتے تھے مدت تک کسی کو معلوم نہوا ایک دفعہ وہ مسجد مین ذکر کر رہے تھے ایک شخص کا اودھر گزر ہوا اوسنے دیکھا کہ مسجد مین کبھی اندھیرا ہو جاتا ہے اور کبھی روشنی ہو جاتی متحیّر ہوکر سبب دریافت کرنے کو مسجد کے اندر آیا آپ کو دیکھا کہ ذکر مین مصروف ہین جب لاالٰہ کہتے ہین مُنہ سے ایک تاریکی نکلتی ہے اور جب اِلَّا اللہ کہتے ہین روشنی نمودار ہوتی ہے بعدہٗ اور کئی آدمیون نے دیکھا اور اِسکا چرچا ہونے لگا جب شیر خانصاحب کو اطلاع ہوئی چونکہ آپکو بوجہ پرتوِ پیر و مرشد کے اظہار کمال سے تنفر تھا گھبرا کر نوکری چھوڑدی حضرت پیر و مرشد کی خدمت مین حاضر ہوے۔ اور حضرت کی حیات ہی مین انتقال کر گئے مین (راوی ملفوظات) حضرت کی خدمت مین غذاے روح کا

وہ سبق جو حضرت شاہ نور محمد صاحب کی شان مین ہی سُنا رہا تھا جب اثر
مزار شریف کا بیان آیا آپ نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک
جولاہا مرید تھا بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ
حضرت مین بہت پریشان اور روٹیون کو محتاج ہون کچھہ
دستگیری فرمائیے حکم ہوا کہ تمکو ہمارے مزار سے دو آنہ یا آدہ آنہ
روز ملا کریگا ایک مرتبہ مین زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر
تھا اوسنے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ
پائین قبر سے ملا کرتا ہے۔ فرمایا کہ جہان میرے حضرت پیر و مرشد
کا مزار ہے وہان ایک احاطہ امام سید محمود صاحب کا مشہور
ہے اور اوس احاطہ مین کسی نئی قبر کا حکم نتھا آپ وہان اکثر
جایا کرتے اور دیر تک مشغول رہتے تھے۔ انتقال کے وقت وصیت
فرمائی کہ اگر ممکن ہو مجھے اوسی جگہہ جہان مین اکثر جاتا ہون دفن
کرنا وہان سے مجھے بوئے انس آتی ہے الحاصل وہان کے
مجاورون کو کچھہ دے کر آپ کا مزار وہان بنایا گیا لیکن مجاورون
مین باہم تکرار ہوئی کہ نئی قبر کسنے بنوائی اور سر بازار نزاع
ہوئی اوسی حالت تکرار مین ایک آدمی کو کچھہ غنودگی سی طاری
ہوئی دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد و سید محمود صاحب فصیل احاطہ

کھڑے ہین اور حضرت اپنا ہاتھ سید صاحب کے ہاتھ سے
چھڑاتے ہین اور کہتے ہین کہ تمھارے بعض مجاورنا راض ہین
اب ہم یہان نرہین گے لیکن سید محمود صاحب نہین چھوڑتے
اور فرماتے ہین کہ ہمکو ایک ہی تو یار غار ملا ہے ہم کیسے
چھوڑ سینگے اور اوس منکر کو بہت لعن کیا۔ جب وہ خواب
سے بیدار ہوا تمام واقعہ بیان کیا اور اپنے انکار سے باز آیا
اور یہ کیفیت عام طور سے مشہور ہوگئی اور جنھون نے بابت
دفن کے روپیہ لیا تھا بمنت وسماجت واپس کیا۔ فرمایا
کہ مزار مقدس آپ کا خام ہے البتہ حلقہ پختہ ہے لوگون نے
چاہا کہ ایک ہاتھ سے اونچا کردین آپ نے کسی کو خواب
مین اشارہ کیا کہ خلاف سنت نکرو ایک ہی ہاتھ اونچا
رہنے دو۔ فرمایا کہ حضرت پیر ومرشد کے کوئی قریب ۲۰ بج کو
تشریف لائے مجھسے دریافت کیا کہ اجازت ہو تو قبر مبارک
ازسر نو درست کردیجائے مینے کہا کیا مضائقہ ہے بعض فقہا
جائز لکھتے ہین پھر حضرت نے فرمایا کہ مین کیسے منع کردیتا
جس مزار سرا پا انوار سے مینے فیض حاصل کیا ہو میرے نزدیک
اوسکی درستی و اصلاح تو فرض ہے۔ فرمایا کہ امروہے ہین

۲ صفر ۱۳۱۲ھ

ایک ہندو تھا وہ حضرت عبد الباری سے کمال اعتقاد رکھتا تھا
اوسنے آپ سے عرض کیا کہ میرے کوئی اولاد نہین ہے
تعویذ دیجیے حضرت نے تعویذ دیکر فرمایا کہ ابھی تو اپنی بیوی
کے بازو پر باندہ دو اور بعد تولد فرزند اوسکے باندہ دینا۔
تعویذ کی برکت سے اوسکے لڑکا پیدا ہوا جب وہ سِنِ تمیز کو
پھونچا باغواے بعض ہنود اوس تعویذ کو کھول ڈالا اوسمین
اوڑری بھنبیری ساون آیا لکھا تھا یہ پڑھکر اوسنے
تعویذ پھینکدیا۔ تعویذ پھینک کر وہ نہانے کو گیا دریامین
ڈوب کر مرگیا۔ اس امر کا تذکرہ تھا کہ عارف جنتی و دوزخی کو اسی
عالم مین جان لیتا ہے مناسب اِسکے حکایت بیان فرمائی کہ
ہمارے پیر بھائی شیخ امام الدین تھانوی ایک مرتبہ حضرت
پیر و مرشد کے ساتھ جھنجھانے گئے تھے اور وہ زمانہ حضرت کے
مرض الموت کا تھا جب شیخصاحب اپنے وطن واپس آنے لگے
حضرت نے فرمایا کہ جسے دنیا مین جنتی دیکھنا ہو انکو دیکھ لے
فرمایا کہ حضرت حافظ ضامن صاحب میرے پیر بھائی مقام منصور
مین چھ مہینے رہے مگر بسبب توجہ پیر و مرشد دم انا الحق کا نہین
مارا اور کبھی کلمات شطحیات زبان پر نہین لائے۔ بلکہ اسم و مسمی

مین مستغرق رہتے تھے اور ذکر قلبی ولسانی دونون ایک
وقت مین کرتے تھے اور یہ اجتماع بہت مشکل ہے۔ مثنوی
معنوی کے درس مین شیخ کامل کی صحبت کے فوائد کا بیان تھا
مینے (مولانا احمد حسن صاحب نے) عرض کیا کہ کیا مجرد صحبت
بدون ذکر و شغل کے بھی مفید ہوتی ہے فرمایا مفید ہوتی ہے
بلکہ شیخ کامل کی پہچان کا ایک طریقہ مقرر کیا گیا ہے کہ
اگر کسی شیخ کی صحبت سے دنیا سے دل سرد ہوتا جاتا ہو اور عقبیٰ
کی طرف میلان زیادہ ہو تو وہ شیخ کامل ہے اور اگر وہ شیخ
مکار ہے تو اول بباعث تشابہ ظاہری کے دل مین کچھ انوار
ظاہر ہونگے مگر بعد کو تیرگی ہوجاویگی مناسب اسکے حکایت
بیان فرمائی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کثرت سے نکاح
کرتے تھے اور بہت جلد طلاق دیدیتے تھے ایک شخص کے
کئی لڑکیان تھین اوسنے حضرت سے یکے بعد دیگرے سب کا
نکاح کردیا اوسکے احباب نے پوچھا کہ باوجودیکہ حضرت
امام حسن رضی اللہ عنہ تمھاری لڑکیون کو طلاق دیدیتے ہین
پھر کیون دوسری لڑکیون کا نکاح اون سے کرتے ہو اسمین
کیا اسرار ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ حضرت امام صاحب حسب ارشاد

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ہین مین چاہتا ہون کہ اون کا
جسم شریف میری لڑکیون سے مس ہو جاوے تاکہ وہ سب کی
سب بدولت آپکی صحبت کے پاک و جنتی ہو جائین۔
فرمایا کہ جب ۱۲۶۱ھ مین مین حج کو آیا تھا تو بندر مخہ مین اترکر
حضرت ابو الحسن شاذلی کی زیارت باسعادت سے شرف اندوز
ہوا اور حضرت زین الدین مسند نشین درگاہ حضرت ابو الحسن
سے بھی ملاقات ہوئی اون سے حزب البحر کی اجازت
حاصل ہوئی اگرچہ اسکی اجازت مجھے حضرت پیر و مرشد سے تھی
مگر تبرکا دوسری اجازت بھی اون سے حاصل کر لی کیونکہ جامع
حزب البحر کے حضرت ابو الحسن شاذلی تھے اونکے خاندان
سے اجازت لینا نور علیٰ نور ہے طریقہ زکوٰۃ جو اون سے مجھے
حاصل ہوا ہے بہت سہل ہے اور حزب البحر کے ساتھ طبع ہوگیا
ہے۔ فرمایا کہ جب مین مکہ مکرمہ مین مہاجر ہو کر آیا یہان کے
اکثر مشائخ سلسلہ ظاہریہ و باطنیہ کے تھے وہ مجھسے بہ الفت
تمام پیش آتے تھے ایکبار مین عمرہ کے لیے تنعیم کو جا رہا تھا اور
یہ وہ زمانہ تھا کہ مین تازہ ہند سے آیا تھا ایک مرد صالح مجھکو
دیکھکر اپنی سواری پر سے اوتر پڑے اور جب مین آگے نکل گیا

تب وہ سوار ہوئے لوٹتے وقت پھر وہ ملے اور ایسا ہی کیا
مین حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اسکے بعد ایک شخص نے میری
دعوت کی جب مین اون کے مکان پر پھونچا تو معلوم ہوا کہ یہ
وہی بزرگ ہین جو مسجد تنعیم کی راہ مین ملے تھے پھر معلوم ہوا کہ
وہ بڑے نامی گرامی وصاحب سلسلہ بزرگ مکہ معظمہ مین ہین
نام مبارک اونکا ابراہیم رشیدی ہے جو ملا نواب صاحب و
محمد اسمٰعیل صاحب کے پیر و مرشد ہین۔ فرمایا کہ ابراہیم رشیدی صاحب
آغا الماس کی رباط مین کئی بار میری خلوہ مین تشریف
لائے اور بہت عنایت فرماتے تھے اور جب ملتے تھے تو
فرماتے تھے محبتک فی فوادی اور اپنے قلب کی طرف
اشارہ کرتے تھے۔ فرمایا کہ ایکبار مجھے ایک مشکل پیش تھی اور
حل نہوتی تھی مینے حطیم مین کھڑے ہوکر کہا کہ تم لوگ تین سو ساٹھ
یا کم زیادہ اولیاء اللہ کے یہان رہتے ہو اور تم سے کسی غریب
کی مشکل حل نہین ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو یہ کہکر مینے
نماز نفل شروع کردی میرے نماز شروع کرتے ہی ایک
آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی پاس ہی نماز مین مصروف ہوگیا
اوسکے آنے سے میری مشکل حل ہوگئی جب مینے نماز ختم کی

وہ بھی سلام پھیر کر چلا گیا۔ فرمایا کہ مطاف مین بعض وقت ایسے لوگ ہوتے ہین کہ اونکے انوار مین طواف کرنا مشکل ہو جاتا ہے یہی دل چاہتا ہے کہ اونکے انوار و تجلیات کو دیکھا کرے اور بعض وقت ایسی ظلمت افعال شنیعہ طائفین کی ہوتی ہے کہ قلب مکدر ہو جاتا ہے اور طواف مین لذت و حظ نہین آتا۔ فرمایا کہ جب مین دوسری مرتبہ مکہ مکرمہ مین داخل ہوا مجھے مثنوی معنوی کا بڑا شوق تھا اور حرم شریف مین چند مواضع مین درس مثنوی شریف ہوتا تھا۔ فرمایا کہ حافظ غلام مرتضیٰ مجذوب مقیم پانی پت سالک مجذوب تھے حالت سلوک مین اونکو جذب ہو گیا تھا ہماری بستی مین اکثر آیا کرتے تھے ایکبار غل ہوا کہ غلام مرتضیٰ پتھر مار رہے ہین مین ونکے پاس گیا۔ مجکو دیکھ کر اونھون نے پتھر مارنا چھوڑ دیے اور مجھے قریب بلا لیا میرے ہاتھ مین کوئی کتاب عشق کی تھی اوسکے اوراق کھلے آگئے جب یہ شعر نظر پڑا ؎ عشق اوّل عشق آخر عشق کل + عشق شاخ و عشق نخل و عشق گل + مجکو اشارہ کیا اور بشارت غلبۂ توحید کی دی۔ فرمایا کہ جو اسرار توحید میری زبان سے بیساختہ نکلجاتے ہین یہ وہی بشارت کا ثمرہ ہے۔ فرمایا کہ ایکدفعہ

مجھسے حافظ غلام مرتضیٰ سے ملاقات ہوئی مجھے بشارت دی
مینے عرض کیا کہ میرے حوصلے کے موافق یا آپکے فرمایا میرے
موافق مین بہت خوش ہوا - فرمایا کہ ایک دفعہ مین صحرا مین
پھر رہا تھا - ایک جھاڑی مین کچھ آثار آدمی کے معلوم ہوئے
غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وہی مجذوب صاحب ہین مجھکو
دیکھ کر بیٹھ گئے مین بھی بیٹھ گیا مجھکو توجہ جذب کی دینا شروع
کی جب مجھے آثار جذب معلوم ہونے لگے مینے حضرت پیر و مرشد
کا تصور کیا اوسی وقت حضرت میرے واونکے درمیان حائل
ہوگئے مجذوب صاحب تبسم کرنے لگے مینے عرض کیا کہ تمھاری
طرح مجکو دیوانگی پسند نہین ہے - فرمایا کہ ایکبار مین اون
مجذوب کے پاس گیا میرے پاس ایک لنگی تھی فرمانے لگے
کہ اسکو بچھادو مولوی قلندر صاحب مع اپنے معشوق کے آتے
ہین مین نے پوچھا مولویصاحب کہان ہین فرمایا ابھی آتے
ہین تھوڑی دیر مین مولوی قلندر صاحب مع محمد حسین صاحب
کے کہ اون سے محبت کرتے تھے آئے مجذوب صاحب نے
اونکو میری لنگی پر بٹھانا چاہا مولویصاحب نے انکار کر کے کہا کہ
مجھسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرانا چاہتے ہو

مجذوب صاحب مولوی قلندر صاحب کی بڑی تعظیم کرتے تھے
حتیٰ کہ اگر ننگے ہوتے تو اوسی وقت کمل اپنی شرمگاہ پر
ڈال لیتے تھے اسکا سبب یہ تھا کہ مولانا قلندر صاحب کو
جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت حضوری تھی۔
فرمایا کہ مین دہلی مین آیا طالبعلمی مین ایک سال تک رہا
بعدہٗ کبھی کبھی جاتا تھا اور دس پندرہ روز قیام کرتا ایکدفعہ
مین دہلی گیا مولوی شاہ عبدالغنی صاحب سے مجھسے بے تکلفی
تھی اور آمد و رفت رہتی تھی مین شاہ احمد سعید صاحب سے
ملنے گیا جب اونکے مکان پر پھونچا تو وہ حلقہ مریدین مین بیٹھے
تھے۔ مجھے دیکھکر وہان سے اوٹھکر ایک علیحدہ مقام پر مصلّی
بچھا کر بیٹھے جب وہ اور مین اکیلے ہوے تو مینے کہا کہ آج
نسبت چشتیہ نسبت نقشبندیہ پر غالب ہے آج آپ مین نسبتِ
نقشبندیہ کا پتہ بھی نہین ہے اون دونون مین مجھہ مین گرمی
غالب تھی شاہ صاحب نے فرمایا کہ سچ ہے آجکل خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی کی مجھپر عنایت ہے۔ فرمایا کہ شاہ احمد سعید
مجھسے پہلے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے جب مین وہان پھونچا
تو آپ بہت مریض تھے ترک لوگ قلعہ مین معالجے کے لیے اوٹھا لگئے

تھے ترک اونکی بہت تعظیم و توقیر کرتے تھے کیونکہ ترک اکثر خالدیہ
ہین اور خالد صاحب نے شاہ غلام علی صاحب دہلوی سے
طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا تھا اور شاہ احمد سعید صاحب شاہ
غلام علی صاحب کے با توسط مرید و خلیفہ بلاواسطہ تھے جب مین
اونکو دیکھنے گیا باوجود نقاہت مجھکو دیکھکر کہا کہ مجھے بیٹھا دو
حاجی صاحب آتے ہین بعد سلام مسنون کے شاہ عبدالغنی صاحب
سے کہا کہ جبتک مین مریض ہون حاجی صاحب کی خدمت
تمھارے ذمے ہے بعد صحت کے مین خود دیکھ لونگا (حضرت صاحب
نے اس کیفیت کو مجھسے بھی بیان فرمایا اور شاہ احمد سعید صاحب
کو یاد کرکے بہت رنجیدہ اور اشکبار ہوے ۱۲و) فرمایا کہ
ابوالحسن مرید خاص شاہ احمد سعید صاحب نے چاہا کہ مین
شاہصاحب سے کچھ اونکی سفارش کردون مینے کہا یا نہین
کہا لیکن وہ جب میرے پاس آئے تو بہت بشاش تھے
اور کہا کہ آپکی عنایت سے شاہصاحب نے مجھے طریقہ بھی
بتلادیا اور مجاز بھی کردیا۔ فرمایا کہ اسی سال ایک شخص
محمود رافع نام باشندہ طرابلس نے ہمراہی مولوی عبدالوہاب صاحب
میرے پاس آکر استدعاے بیعت کی اور بیان کیا کہ میرے والد

مفتی عبدالغنی صاحب نے مجھے خواب مین حکم دیا ہے کہ تم مکۂ
مکرمہ مین بیٹھے کیا کرتے ہو۔ حاجی امداد اللہ صاحب سے بعیت
کیون نہین کرتے۔ فرمایا کہ مین حرم مین بیٹھا تھا ایک شخص مسمے
عبدالرحمٰن باشندہ آسام میرے قدمون پر آگر گرا اور کہنے لگا کہ
میرے والد اولیاے کرام سے تھے مجکو آپکی صورت مقدس
دکھا کر حکم دیا ہے کہ آپ سے بعیت کرو اوسی حلیہ خواب کو آپ
سے موافق پا کر حاضر ہوا ہون۔ فرمایا کہ خدا جانے لوگ مجھے
کیا سمجھتے ہین اور مین کیا ہون۔ محبوب علی نقاش نے آکر
بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ تباہی مین تھا مین مراقب ہو کر آپ سے
ملتجی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے
نکالدیا۔ مولوی غلام حسین صاحب نے مکۂ معظمہ مین خواب دیکھا
کہ ایک مجمع مین حضرت صاحب کا ایک مرید کہہ رہا ہے کہ حضرت
خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ حاجی صاحب
دیگر اولیاء سے سبقت لے گئے ہین (راوی ملفوظات نے کہا کہ مرید
کو اپنے پیر سے ایسا ہی اعتقاد رکھنا چاہیے۔ مولوی صاحب نے
جواب دیا کہ مین اپنا اعتقاد تو بیان نہین کرتا بلکہ حضرت رسول
مقبول کا فرمان بیان کرتا ہون جب حضرت صاحب سے یہ خواب

عرض کیا گیا۔ فرمایا کہ عجب معاملہ ہے کہ تم لوگ کیا کیا دیکھتے ہو اور مجھے کیا کیا اعتقاد کرتے ہو۔ حالانکہ مجھہ مین کچھہ بھی کمال نہین ہے صرف اللہ کی ستاری ہے میرے عیوب چھپا رکھے ہین۔ اُمید ہے کہ اسی طرح عاقبت مین بھی اپنے فضل وکرم سے میرے جرائم کسی پر ظاہر نہ کرے اس خواب کا تذکرہ کئی بار حضرت نے فرمایا۔ فرمایا کہ دہلی مین چند مشائخ کامل ہمعصر تھے چشتیہ نظامیہ مین حضرت فخرالدین صاحب اور قادریہ مین حضرت میر درد صاحب نقشبندیہ مین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور صابریہ مین حضرت غلام سادات صاحب۔ فرمایا کہ حضرت غلام سادات کے تھانہ بھون مین اکثر لوگ مرید تھے اسوجہ سے وہ اکثر یہان تشریف لاتے تھے ایک مرتبہ آپ آئے تو تمام لوگ ملاقات کو گئے مگر حافظ ضامن صاحب کے دادا میر عبدالغنی حاضر نہوئے آپ نے دریافت کیا کہ میر عبدالغنی کیون نہین آئے لوگون نے عرض کیا کہ اونکا ایک حسین وجمیل جوان لڑکا انتقال کرگیا ہے اسوجہ سے وہ مخبوط الحواس ہوگئے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ ایکبار اونھین میرے پاس لاؤ مگر وہ نہ گئے۔ اتفاقیہ راستے مین حضرت غلام سادات کو مل گئے آپ نے اونکا ہاتھ

پایا کر فرمایا عشق بر مردہ نباشد پائدار۔ اوسی وقت اونکا خبط جاتا
رہا اور عشق حق غالب ہوگیا مسجد مین بیٹھہ رہے اور خدا کی یاد
مین راہی ملک بقا ہوئے۔ فرمایا کہ رامپور مین ایک شخص
یوسف نام میرے مرید رہتے تھے اونکو کسی سے عشق تھا اتفاقاً
میرا وہان جانا ہوا میری طبیعت مین گرمی غالب تھی مین نے
اون سے کہا کہ جس صورت پر تم عاشق ہو وہ یہان بھی تو
موجود ہے یہ سنتے ہی اوسکا حال بدل گیا اور پہلی محبت محو
ہوکر جدید محبت پیدا ہوگئی جبتک میرا قیام رامپور مین رہا مجھے
ہر وقت دیکھتے رہتے تھے۔ جب مین مکان چلا آیا تو وہ اکثر
وہان آتے اور تھوڑے دن رہکر چلے جاتے تھے۔ فرمایا کہ
اکثر لوگ ناشکری کی وجہ سے محروم رہتے ہین کہتے ہین کہ
ہم ذکر و شغل کرتے ہین اور کچھہ حاصل نہین ہوتا حالانکہ خدا کی
لو مین لگ جانا اوسکی یاد مین مشغول ہونا بڑی نعمت ہے
اگر خداوند کریم خود جذب نفرماتا تو کون تھا جو اوسکی یاد کرتا
بندہ کو بندگی کرنی چاہیے خداوندی خدا کے اختیار مین ہے
اس سے پہلے رات کو حرم شریف مین بعض لوگون نے
شکایتا آپسمین ذکر کیا تھا کہ حضرت ہمارے حال پر کچھہ توجہ

نہین فرماتے صبح کو حضرت نے اونھین سے مخاطب ہو کر یہ راز فرما دیا۔ فرمایا کہ بدون مجاہدہ کے کچھ حاصل نہین ہوتا اللہ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ پھر اسی کے موافق فرمایا کہ تمھاری تعلیم کے واسطے کہتا ہون کہ یہ فقیر عالم شباب مین اکثر راتون کو نہین سویا خصوصاً رمضان شریف مین بعد مغرب دو لڑکے نابالغ حافظ یوسف ولد حافظ ضامن صاحب و حافظ احمد حسین میرا بھتیجا سوا سوا پارہ عشا تک سناتے تھے بعد عشا دو حافظ اور سناتے تھے اونکے بعد ایک حافظ نصف شب تک اوسکے بعد تہجد کی نماز مین دو حافظ اور غرضکہ تمام رات اسی مین گزر جاتی تھی۔ فرمایا کہ اکثر لوگ توحید وجودی مین غلطی کر کے گمراہ ہو جاتے ہین تمثیل بیان فرمائی کہ کسی گرو کا ایک چیلہ توحید وجودی مین مستغرق تھا راستے مین ایک فیل مست ملا اوسپر فیلبان پکارتا آتا تھا کہ یہ ہاتھی مست ہے میرے قابو مین نہین ہے اوس (چیلہ کو) لوگون نے بہت منع کیا مگر اوسنے نہ مانا اور کہا وہی تو ہے اور مین بھی وہی ہون خدا کو خدا سے کیا ڈر آخر ہاتھی نے اوسے مار ڈالا جب اوسکے گرو نے یہ حال سنا گالی دے کر کہا کہ ہاتھی

جو مظہر مضل تھا اوسکو تو دیکھا اور فیابان کو کہ مظہر ہادی تھا نہ
دیکھا ہادی و مضل اوپر نیچے جمع تھے گر فرق مراتب نکنی زندیقی

مثنوی معنوی کے درس مین جذب کا ذکر تھا حضرت نے جذب
کی تعریف کر کے فرمایا کہ خاندان چشتیہ مین آخر کو اکثر جذب
غالب ہو جاتا ہے مناسب حال حکایت حضرت علاء الدین
علی احمد صابر قدس سرہ کی بیان فرمائی کہ ایک خادم قوال
نے حضرت گنج شکر سے اجازت مانگی کہ آپ کے خلفاء کی
زیارت کو جی چاہتا ہے بعد اجازت کے وہ حضرت مخدوم
صابر کی خدمت مین آیا آپ بباعث غلبہ استغراق وکمال
جذب کے کسی کے آنے جانے سے واقف وآگاہ نہوتے
تھے۔ حضرت شمس الدین ترک نے (جو خدمت مین رہتے تھے)
بآواز بلند ہوشیار کیا اور عرض کیا کہ حضرت پیر ومرشد کا خادم
آیا ہے اور حضرت کا سلام مسنون لایا ہے آپ نے بعد جواب
سلام کے اتنا دریافت کیا کہ میرے شیخ کیسے ہین اور حضرت
شمس الدین صاحب کو تاکید فرمائی کہ اسکی توقیر کرو اور گولرون
مین (کہ آپ تناول فرماتے تھے) آج نمک بھی ڈالنا۔ یہ کہکر
پھر حالت استغراق مین ہوگئے اوسکے بعد وہ قوال حضرت

سلطان الاولیاء کے یہان حاضر ہوا یہان توشاہی کارخانے
تھے بہت تعظیم و توقیر اوسکی ہوئی اور حضرت نے عمدہ عمدہ
کھانے کھلوائے اور بہت کچھ تحفہ و ہدیہ عنایت کیا جب قوال
حضرت فرید الدین گنج شکر کے حضور مین حاضر ہوا آپ نے دونون
صاحبون کا حال دریافت کیا اوسنے حضرت سلطان الاولیا
کی بڑی تعریف کی اور مخدوم صاحب کی شان مین عرض کیا
کہ وہ تو کسی سے بولتے بھی نہین نہ وہان کچھ ہے حضرت نے
پوچھا کہ ہمارے حق مین کچھ بولے تھے کہا کچھ بھی نہین آپ نے
مکرر فرمایا کہ آخر کچھ کہا۔ عرض کیا کہ صرف یہ پوچھا تھا کہ میرے
شیخ کیسے ہین آپ چشم پر آب ہو کر فرمانے لگے کہ آج وہ ایسے
درجے مین ہین کہ وہان کسی کی گنجایش نہین ہے یہ اونھین کا
استقلال اور میرے ساتھ کمال محبت ہے کہ ایسی حالت
مین بھی مجھے پوچھا اور یاد کیا۔ منشی عبد اللہ خادم خاص حضرت صاحب
نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت کو بیماری شدید لاحق تھی
اسوجہ سے بالاخانے پر تشریف نہ لیجاتے تھے اسی دیوانخانے
مین رہتے تھے۔ تین مہینہ کامل یہی حالت رہی اکثر ذکر جہر با آواز
بلند کرتے تھے مولوی اسمٰعیل صاحب کو جب معلوم ہوا اونھون نے

۶ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ

عرض کیا کہ ذکر جہر بشدت اس مرض مین مُضر ہے آپ نے فرمایا
کہ مجھے خبر نہین ہے کہ مینے کیا ذکر کیا اور کس کیفیت سے۔ اوسی
حالت مین اکثر آپ کو شدت سے ہنسی بھی آتی تھی مگر ہم لوگ
بوجہ ادب کے نہ دریافت کر سکتے تھے۔ ایکبار خود حضرت
نے مجھسے فرمایا کہ مجھے اپنے اعمال کی پاداش نظر آجاتی ہے
وہ ہنساتی ہے اور نیز عاشق کے رنج و راحت مرض و صحت
دونون یکسان ہین جو لطف و مزہ یار کے انعام و اکرام مین ہے
وہی لطف و چین اوسکے قہر و ایذا مین ہے۔ فرمایا کہ ایک
سال یا دو سال ہوے مصر سے ایک پاشا آیا اوسکو مجھسے ملنے
کا بہت شوق تھا رات کو مکہ مکرمہ مین داخل ہوا تھا صبح کو کئی بار
شیخ الحارہ کے ذریعے سے میرے مکان پر دریافت کرایا کہ شیخ
بالاخانے سے اوترے یا نہین میرے نیچے آتے ہی وہ بھی
بہمراہی شیخ الحارہ آئے۔ لباس شاہی مین فقیر کامل تھے مجھسے
عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا روم کے خاندان مین
بیعت رکھتے تھے۔ چند اشعار مثنوی معنوی کا مطلب مجھسے دریافت
کیا اور بعد دریافت مطلب بہت مسرور ہوے اور اونکو زیادہ
عقیدت ہو گئی۔ فرمایا کہ نماز کا کشف بہت صحیح ہوتا ہے اسلیے کہ

نماز معراج المومنین ہے اوسمین حضوری حق ہوتی ہے عین دربار خداوندی سے جو کشف ہوگا وہ ضرور موافق نفس الامر کے ہوگا اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تدابیر جوش جہاد کی حالت نماز مین کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہین کہ خیالات نماز مین کچھ نقصان نہین دیتے ہین اور حضرت عمرؓ کے واقعے کی سند لاتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ وہ حضوری تھی خیالات غیریت نہین ہوتے تھے بلکہ وہ فیضان باری تھا کہ عین حالت مناجات وحضوری مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کشف ہوتا تھا ؎

کار پاکان را قیاس از خود مگیر ✤ گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر ✤
آن یکے شیرے کہ مردم مے خورد ✤ وان یکے شیرے کہ مردم میخورد ✤

فرمایا کہ راؤ عبداللہ خان مغرب کی نماز پڑھتے تھے اپنے بیٹے امیر علیخان کو پکارنے لگے امیر علی امیر علی میرے خاوند نے آج مجھکو دکھایا ہے کہ حاجی میان کو مسجد مین بند کرکے قفل لگا دیا ہے اور مولوی رشید احمد کے ہاتھ مین کتاب دیکر درس کو کہدیا ہے یہ بات حاجی میان کو کہدو کہ وہ اسکا مطلب سمجھ لین گے مینون (بزبان پنجابی بمعنی مجھے) کچھ خبر نہین ہے اوسکا کشف پورا نکلا کہ مجھے تو مکہ مکرمہ مین کہ اشرف المساجد ہے

مقید کردیا ہند کا خواب و خیال بھی نہین آتا اور مولوی رشید احمد صاحب
کو کتاب دے کے مدرس بنا دیا ہمیشہ احادیث نبویہ کا درس
دیتے ہین۔ فرمایا کہ راؤ عبداللہ اپنے پیر حاجی عبدالرحیم صاحب
کو خاوند سے تعبیر کرتے تھے اور زبان پنجابی بولتے تھے۔
فرمایا کہ جب مین مکہ مکرمہ مین ہجرت کرکے آیا تھوڑے دن بعد
میرے نکاح کے پیغام آنے شروع ہوے گو کہ میری جوانی جو نکاح
کے واسطے مناسب حالت تھی تجرد مین گزر گئی تھی لیکن بخیال
سُنتِ نبوی مینے قبول کرلیا۔ جہان میرا پہلا نکاح ہوا تھا
اونھین دنون اونھون نے خواب دیکھا کہ میری گود مین چاند
آگیا ہے اونکی والدہ نے مولوی سید حسین صاحب مجذوب
سے اس خواب کی تعبیر پوچھی سید صاحب نے فرمایا کہ انکا
نکاح ایسے شخص سے ہوگا جو چاند کی طرح شرق و غرب مین
مشہور ہوگا جب اونکا نکاح مجھسے ہوگیا سید صاحب نے کہا
کہ جو تعبیر مینے دی تھی وہی ٹھیک نکلی حاجی صاحب بیشک
چاند ہین کہ اونکے نور سے ہزارہا آدمی مستنیر ہوے اور
ہوتے ہین اور ہونگے اور اونکی شہرت بھی ہر جگہ ہے۔ تمام
علمائے کرام و مشائخ عظام اونکو بنظر اکرام دیکھتے ہین۔

فرمایا کہ فقر و فاقہ بڑی نعمت ہے مجھپر یہ حالت اسطرح گذری ہے کہ میرے احباب مجھکو قرض نہین دیتے تھے اور ظاہری حالت میری بھی امیرانہ تھی یعنے لباس بھی عمدہ ہوتا تھا اور سنت بھی درست اور بھوک کے مارے یہ حالت ہوئی کہ قوت کہ زینے پر چڑھنا دشوار ہوتا تھا۔ بلکہ بارہا گر بھی پڑتا تھا اوس حالت مین عجائب و غرائب واقعے پیش آتے تھے کہ جنکا مزہ نہین بھولتا۔ مگر یہ لطف حالت تجرد مین ہے اہل و عیال والے کو مشکل ہے پھر میری (مولوی احمد حسن صاحب) طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اسنے باوجود عیالدار ہونے کے دلولۂ عشق مین سب کچھ چھوڑ دیا اور چلا آیا مجکو اسکا خیال ہے ع کہ عشق آسان نمود اول وے افتاد مشکلہا ✽ آدمی کو چاہیے کہ ہر وقت خدا سے دعا مانگتا رہے کہ وہ ہم غرباء کو اپنے ابتلا و امتحان سے محفوظ رکھے مینے (راوی ملفوظات) عرض کیا کہ اس فقیر حقیر نے تو آپکا دامن پکڑا ہے اسکی نگرانی و حفاظت آپ کے ذمہ ہے مجکو کچھ اختیار نہین ہے ع سپردم بتو مایۂ خویش را ✽ تو دانی حساب کم و بیش را ✽ فرمایا کہ یہ تمھاری محبت و عقیدت ہے اللہ کے ساتھ جیسا آدمی ظن رکھتا ہے

اوسکے ساتھ خدا ویسا ہی معاملہ کرتا ہے رزق کا کفیل و ذمہ دار
خدا ہے تاہم تمام مصائب ہمارے اعتقاد سے ہیں اسماء اللہ
مین ہمکو ایک اسم کی بھی معرفت کامل نہین ہے جیسے رزاق
اگر ہم اوسکو رزاق یقیناً جانین تو پھر روزی کے لیے کیون حیران
و پریشان پھرین- دریافت فرمایا کہ چلہ مین کچھ پرہیز بھی کرتے
تھے کہا گیا بجز حاجت انسانی کے خلوہ سے باہر نہین نکلتے
تھے فرمایا کہ خورد و نوش کی کیا صورت تھی کہا گیا کہ محض توکل
تھا کبھی کھانا میسر ہوتا تھا کبھی نہین- فرمایا کہ صاحب چلہ کو
چاہیے کہ اول انتظام اکل و شرب کا کرلے تب چلہ اختیار
کرے توکل تو عمدہ چیز ہے مگر اوسمین امتحانات بہت ہوتے
ہین- فرمایا کہ اہل توکل کو ثابت قدم ہونا ضروری ہے اگر
ثابت قدم رہا تو سارے صعوبات آسان ہوجاتے ہین- فرمایا
کہ جب یہ فقیر مکۂ مکرمہ مین وارد ہوکر صفا کی رباط مین مقیم ہوا
اوس زمانے مین ایک فقیر تھا اوسکے پاس بہت سی
اشرفیان تھین اوسمین سے اوسکا کھانا پینا چلتا تھا مگر رات کو
بباعث اونکی نگرانی کے اوسکو نیند پڑنا دشوار تھی مجبور ہوکر بیچارے
نے سب اشرفیان تقسیم کردین اور اپنے حوائج کا خدا پر بھروسہ کیا

امتحان باری شروع ہوا پندرہ روز متواتر کھانا نہین ملا مگر
زمزم شریف کہ اَلزَّمْزَمُ لِمَا شُرِبَ لَہٗ وارد ہے پی کر بسر کرتے
رہے پندرہ دن بعد اونکو کھانا ملا پھر آٹھ روز بعد ملنے لگا پھر
چار روز بعد پھر دو روز بعد وہ فقیر ان مصائب مین راضی برضا
رہے اور باب صفا کے قریب نشست و برخاست رکھتے
تھے جب اونکا امتحان پورا ہوا خدا نے اونکی روزی کا سبب
پیدا کر دیا اور ایک ترکی لڑکا اونکے پاس آکر لکھنے لگا اونھون
نے اوسکو قلم بنانا سکھایا اور کسی حرف مین اصلاح دی
اوس لڑکے کا باپ یہ سب دیکھ رہا تھا۔ فقیر صاحب سے
عرض کیا کہ آپ اس لڑکے کو کچھ بتلا دیا کیجیے اور جب اوسکو
معلوم ہوا کہ انکا کوئی سامان خورد و نوش کا نہین ہے اپنے
گھر سے دونون وقت کا کھانا مقرر کر دیا ایک مدت بعد
وہ ترک کا تعلق بھی جاتا رہا مگر غیب سے اونکا دو وقتہ کھانا
جاری رہا۔ فرمایا کہ لوہاری مین ایک فقیر وارد ہوا مولوی
محمد صادق صاحب نے حسب عادت اہل محلہ سے کہا کہ
ایک مہمان آیا ہے اوسکے کھانے کا انتظام کرنا چاہیے فقیر
بولا کہ میرے کھانے کی آپ فکر نہ کرین مین تو بغیر مرغ پلاؤ کے

کھاتا نہین ہون مولویصاحب نے فرمایا کہ یہان گانؤن مین مرغ پلاؤ
کہان ہوسکتا ہے اوسنے جواب دیا کہ آپ کو فکر کی کیا ضرورت
ہے بعد نماز عشا جب سب لوگ سونے کو تیار ہوئے ایک شخص
نے مسجد کے کنواڑ کھلوائے اور مولویصاحب کی خدمت مین
مرغ پلاؤ لاکر عرض کیا کہ میرے یہان ایک مرغ کا بچہ تھا اور مینے
نذر مانی تھی خدا نے پوری کردی لہذا یہ کھانا لایا ہون مولویصاحب
نے فرمایا کہ فقیر کو دیدو اوسی کا حصہ ہے بہتیرا اوس شخص نے
کہا کہ مین آپ کے واسطے لایا ہون مگر آپ نے فقیر کو دلادیا
اوسکے بعد فقیر سے اسکا واقعہ پوچھا اوسنے جواب دیا کہ مینے
خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر مجھکو کھانا کھلانا منظور ہے تو مرغ پلاؤ کھلا
اور کچھ نہ کھاؤن گا بھوکھ سے مرجاؤن گا پہلے تو بہت کچھ
امتحان ہوا آٹھ آٹھ روز فاقے ہوئے بعدہٗ غیب سے سامان
ہوگیا ہمیشہ مرغ پلاؤ ملتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ کا معاملہ ہرکسی سے
جدا جدا ہے کسی کو مرغ پلاؤ کھلاتا ہے کسی کو روکھی روٹی دیتا
ہے اور کسی کو فاقہ ہوتا ہے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَہُمْ یُسْئَلُوْنَ۔
فرمایا کہ مینے ایکبار چلہ کا ارادہ کیا اور اوسکے واسطے آٹھ آنے
کے جو خریدے تھے میری بھاوج نے کہا کہ جو کی روٹی کھانی

مشکل ہوگی مینے کہا جس طرح بنے گا کہا و نگا اونھون نے جو کوٹ
چھان کر گیہون کی طرح بنا دیے ہر روز مجھے ایک روٹی ماتی
تھی وہی کافی ہوتی تھی۔ اس بیان سے یہ غرض ہے کہ جدیث
کو لابد ہے کہ اوّل اکل وشرب کا انتظام کرلے ایسا نہو لہ ما بین
جانے کے اس فکر مین پڑکر اطمینان جاتا رہے کیونکہ بدون اطمینان
کچھہ حاصل نہین ہوسکتا۔ فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے عہد
مین ایک شخص نے توکل اختیار کرکے ایک جنگل مین سکونت
اختیار کی۔ تین روز تک اوسکو کھانا نہ ملا۔ حضرت موسیٰ سے
اوسنے اسکی شکایت کی آپنے خدا سے عرض کیا جواب ملا کہ
یہ شخص چاہتا ہے کہ عالم اسباب کہ میرے اسماء وصفات کا
مظہر ہے اور سراسر حکمت ہے مٹ جاوے اس سے کہدو کہ بستی
مین جا کر قیام کرے یہ بھی ایک سبب ہے۔ سبب کا مرتکب ہونا
توکل کے منافی نہین ہے حدیث شریف مین یہ مضمون وارد ہے
ع برتوکل زانوِ اشتر بہ بند + فوائد صحبت مین فرمایا کہ حضرت جنید
پر ایکبار حالت طاری تھی ایک کتّا سامنے آگیا اوسپر ایسا اثر
پڑا کہ چیختا ہوا نکلا اور باہر جا کر مراقب ہوکر بیٹھہ گیا اور شہر کے کتے
اوسکے گرد مانند طالب صادق کے بغرض استفادہ جمع ہوے

تعبیر رویا کا بیان تھا فرمایا کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی مرگیا اوسکا جنازہ حرم شریف مین آیا اور لوگون کا اوسکے گرد مجمع ہے ہمین نے اوسکی تعبیر دی کہ دنیا مین اس جنازے کا بہت کچھ عروج ہوگا چند سال بعد اوسکا ایسا عروج ہوا کہ کسی ہندی کا مکہ معظمہ مین ایسا عروج نتھا حتیٰ کہ شیخ الہنود ہوا اور شرفائے عرب مین اوسکی بہت تعظیم و توقیر ہوئی۔ فرمایا کہ یہی مرنا سالک کے حق مین تعبیر اوسکے نفس کا مرنا ہے اور کامل کے لیے تعبیر اوسکی غفلت یاد آلہی سے ہے۔ اسکے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص کسی کامل کی زیارت کو چلا راستہ مین ایک درخت کے نیچے آرام کیا اوس درخت پر جانوروں نے آپسمین کہا کہ افسوس فلان فقیر جسکی زیارت کو یہ آدمی جارہا ہے فلان روز مرگیا یہ سنکر اسکو تفکر ہوا مگر عزم فسخ نہین کیا جب اوس بزرگ کے یہان پہونچا تو اونکو صحیح و سالم پاکر راستہ کا حال بیان کرکے کہا کہ جانور تک جھوٹ بولنے لگے اونھون نے جواب دیا کہ جانور سچے ہین اوسدن مین ذکر الہی سے غافل تھا جو میرے واسطے مرگ سے بدتر ہے۔ فرمایا کہ کسی شخص نے خواب دیکھا کہ وہ تلون مین تیل ڈال رہا ہے شاہ عبد العزیز صاحب

تعبیر پوچھی گئی آپ نے فرمایا کہ اوسکے گھر مین اوسکی ماں ہے
بعد تحقیق معلوم ہوا کہ فی الواقع اوسکی زوجہ اوسکی ماں ہے
کیفیت یہ تھی کہ وہ عورت اپنا لڑکا و خاوند چھوڑ کر چکلے مین
کسب کرنے لگی تھی جب یہ لڑکا جوان ہوا اوس عورت سے
آشنائی ہوئی پھر وہ عورت اوسکے گھر چلی آئی۔ پھر فرمایا کہ
یہ تعبیر بدون کشف و کرامت کے نہین ہو سکتی۔ شاہ صاحب
بہت بڑے عارف تھے اور طریق توسط پر چلتے تھے میرا مسلک
بھی اونھین کی انداز پر ہے۔ اثنائے سبق مثنوی معنوی مین
فرمایا کہ منیٰ مین ایک فقیر حجاج کا مُنہ تکتا پھرتا تھا کسی نے
پوچھا کہ شاہ صاحب کیا دیکھتے ہو جواب دیا خدا کو دیکھتا ہون
(حضرت صاحب نے) فرمایا کہ حضرت حق صورت و شکل سے
پاک ہے اوسکی صورت اگر ہے تو یہی انسان کامل ہے پس
انسان کامل حق نہین صورتِ حق ہے اگر حق کی مجالست و
مکالمت منظور ہو اولیائے کرام و عرفائے عظام کی صحبت اختیار
کرے ۔ ہر کہ خواہد کہ ونشیند با خدا ٭ او نشیند در حضورِ اولیا ٭
(راوی نے) ایک خط اپنے دوست کا حضرت کو سنایا مضمون
یہ تھا کہ میرے لیے حضرت کی خدمت مین استدعائے دعا کرنا کہ مجھے

ا ربیع الاول ۱۳۱۲ھ

وسواس کہ اظہار اونکا موجب کفر ہے کثرت سے آتے ہین اور روزگار کے واسطے مدت سے پریشان ہون اسکے لیے بھی دعا فرمائین اگر کوئی وظیفہ ارشاد ہو تو مجھے اطلاع دینا آپ نے فرمایا کہ وسوسہ ان شاء اللہ جاتا رہیگا اونکو لکھ دو کہ پاس انفاس کا خیال رکھین یا ہو الظاہر ہو الباطن کا مراقبہ کرین اور روزگار کے لیے سورۂ واقعہ بعد نماز مغرب ایکبار و سورہ فاتحہ مابین سنت و فرض صبح اکتالیس بار اور یا اللہ یا مغنی گیارہ سو مرتبہ کہ اصل ہے ورنہ ایک سو ایکبار معمول رکھین - فرمایا کہ علماء ظاہر وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا ہمیشہ پڑھتے پڑھاتے ہین مگر اوسپر اطمینان کامل نہین ہے ورنہ روزی کے لیے کیون ایسے پریشان پھرتے اور اہل دول کی خوشامد کرتے مناسب حال حکایت بیان فرمائی کہ مولوی عبد القیوم صاحب مقیم بھوپال داماد شاہ محمد اسحٰق صاحب جب مکہ مکرمہ آئے میرے پاس باط آغا الماس مین جہان مین مقیم تھا اکثر آتے تھے کبھی ظہر سے عصر تک اور کبھی عصر سے مغرب تک ایکمرتبہ وہ اور مین عمرہ کو جاتے تھے راستے مین اونھون نے حکایت بیان کی کہ ایک شہر مین ایک امیر اور ایک مفلس عالم رہتے تھے امیر کانا - لنگڑا

اورزانی وشرابخوار تھا اور مولویصاحب حسین صالح ومتقی تھے
ایک فقیر وہان آئے تمام اہل شہراون کے پاس جاتے تھے
مولویصاحب بھی گئے اور کہا کہ مجھے ایک شبہہ ہے اوسکے حل
کے لیے حاضر ہوا ہون کہ ہمارے شہرمین فلان شخص مین تمام عیوب
ہاین اور وہ امیر ہے اور مجھے سب طرح کے کمالات حاصل
ہاین مگرنان شبینہ کو محتاج ہون یہ کیا انصاف ہے مجھے اسمین
بڑا خلجان ہے فقیر نے بعد تامل جواب دیا کہ کہو تو تمام عیوب
بدلکر تمکو اوس امیر کے موافق کردون اور اوسکو تمام محاسن دیکر
تم سا فقیر کردون مولویصاحب نے کہا مجھے یہ منظور نہین ہے کہ
عیوب لیکر مالدار ہون فقیر نے جواب دیا کہ آپ خود انصاف کیجیے
کہ آپ کو اتنے کمالات عنایت ہوئے ہاین اگر ایک فاقہ ملا
توکیا حرج ہے اور اوس امیرمین تمام عیوب کے ساتھ ایک امیری
ہوئی توکیا ہوا انصاف یہی ہے جو وقوع مین آیا اور اگر آپ کی
خواہش کے موافق ہوتا تو اوسمین گمان ناانصافی کا بھی ہوتا۔
فرمایا کہ ایکبار ہمارے وطن مین کوئی تقریب تھی حافظ وزیرعلیصاحب
وغیرہ احباب موجود تھے اتفاقاً قوال حافظ ضامن علی صاحب
(جنکا دیوان مشہور ہے) کے آئے اور درخواست کی کہ کچھ قصائد نعتیہ

و عشقیہ سن لیجیے میری عادت تھی کہ قوالون کو کچھ دے کر
ٹالدیتا تھا سماع نہین سنتا تھا اوسدن حافظ وزیر علی صاحب
وغیرہ مصر ہوے کہ مجرد سماع مین کیا حرج ہے اسکا ثبوت
احادیث صحیحہ سے ہے اور یہ قوال بھی صوفی مشرب ذاکر و شاغل
تھے قوالون نے ایسی غزل شروع کی کہ سب لوگ تڑپ گئے
حافظ عبدالرحیم صاحب کو کہ بہت ہی ذاکر و شاغل تھے ایسا
قہقہہ شروع ہوا کہ ختم ہی نہوتا تھا محلہ کی عورتون نے جو سنا تو
کوٹھے پر آکر سننے لگین اونمین سے ایک عورت بیہوش ہوگئی
لوگون کو گمان آسیب کا ہوا۔ مینے جاکر دیکھا تو ذکر پاس
انفاس جاری تھا اوسی جوش و خروش مین اوسکا انتقال
ہوگیا ہر شخص ایک جدا گانہ کیفیت مین تھا۔ فرمایا کہ جب مین
قصبہ پھلاسہ مین تھا میرے قلب مین گرمی کا جوش تھا اکثر
مین تنہا رہتا تھا ایکبار باہر آکر بیٹھ گیا وہان ایک آدمی گانون
کا رہنے والا ذکر و شغل کرتا تھا اوسپر جو اثر پڑا تو تڑپنے لگا حتی کہ
اوس جگہہ ایک کمہار کا آوہ تھا اوسمین جا گرا لوگون مین شور
و غل مچ گیا لیکن تڑپتے تڑپتے وہ باہر نکل آیا اور کچھ ضرر نہوا بلکہ
اِس واقعے کا اوس نواح مین بڑا شہرہ ہوگیا۔ فرمایا کہ جب

یہ فقیر پنجلاسہ مین مقیم تھا یہ سے چچا پیر عبداللہ خان کے رشتہ دار امام الدین تھا ان کی چچی پر اللہ بخش گنگوہی کا خلل تھا جب جھاڑ پھوک سے کچھہ فائدہ نہوا تو اور کہین لیجانے کا ارادہ ہوا۔ چچا مانع ہوے اور فرمایا کہ انکو حاجی میان کی مرید کرا دو امام الدین وغیرہ اکثر میرے حلقے مین بیٹھتے تھے ایک دفعہ وہ بعد حلقے کے گھر مین گئے تو اللہ بخش بولا کہ آج ہمسے بڑا قصور ہوا۔ حاجی میان پر ہم سے اونکی لاٹھی پر گر پڑی مین بھی حلقۂ توجہ مین شامل تھا آنے لگا تو لاٹھی میرے دھکے سے گر پڑی اسکی مجھے بڑی ندامت ہے۔ امام الدین خان نے جواب دیا کہ جب تمکو اونکی اتنی رعایت ہے تو ہماری چچی کو جو اونکی خادمہ ہے کیون ستاتے ہو بولا کہ ہمنے حاجی میان سے عہد ہے کہ اون کے مریدون کو نہ ستاوینگے مگر یہ عورت تو اونکی مرید نہین ہے اسکے بعد امام الدینخان مجھے اپنے گھر لیگئے اونکی چچی ہوش مین تھی جھٹ پٹ غسل کر مجھسے مرید ہو گئی جب مین باہر نکلا اوسی وقت اوسپر پھیر غائبہ آسیب ہوا اور کہنے لگا کہ ہمنے کیا قصور کیا تھا جو اسکو حاجی میان کا مرید کروا دیا خیر کچھہ خوشبو وغیرہ لاؤ ہم جاتے ہین اوسی وقت چلا گیا پھر کبھی نہین آیا۔ فرمایا کہ اللہ بخش بڑا عالم تھا بہت سے

گنوار جاہل کہ الف بے سے واقف نہین بوقت غلبۂ اللہ بخش
کے مثنوی معنوی و قرآن مجید خوب اچھی طرح پڑھنے لگتے
تھے۔ یہ محض کمال اللہ بخش کا تھا۔ اسی موقع کو مولانا روم
فرماتے ہین کہ جب جنات کو یہ دخل ہے کہ اپنے صفات کو
دوسرے مین ساری وطاری کردیتے ہین تو پھر اولیاے کرام
کا صفاتِ باری سے متصف ہونا کیا بعید ہے۔ فرمایا کہ فضل حق
جو اولاد شیخ عبدالحق صاحب سے تھے یہان مکہ مکرمہ آئے
تھے اونکے والد منشی برکت اللہ نے میرٹھ سے اونکو خط لکھا
کہ تمھارے بھائی پر اللہ بخش گنگوہی کا اثر ہے حاجی صاحب سے
کوئی تعویذ وغیرہ لیکر بھیجدو اونھون نے مجھسے ذکر کیا مین نے
اونکو ایک خط بنام اللہ بخش لکھدیا اور کہا کہ مریض کو مولوی
محمد قاسم صاحب سے جو میرٹھ مین موجود ہین مرید کرا دو تا کہ وہ
ہمارے مریدون مین داخل ہو جائین کیونکہ اللہ بخش کا مجھسے
وعدہ ہے کہ مین تمھارے مریدون کو نہ ستاؤنگا ہمارا خط دیکھتے
ہی چلا گیا۔ فرمایا کہ یہ مکان بھی جسمین اب مقیم ہون جنون کا
مشہور تھا اہل مکہ اسکو اونکا مسکونہ کہتے تھے لہذا کوئی خرید تا نہ تھا
اسوجہ سے ہمکو ارزان مل گیا خدا کے فضل و کرم سے ہمکو کبھی نہین ستایا

البتہ بعض حجاج کو جو یہان اوتارے گئے کبھی کبھی کچھ آثار معلوم
ہوئے ہین اور مجکو بھی کبھی وقت تہجد کے ایسا معلوم ہوا ہے کہ
میرے پیچھے بہت سے فانوس وشمع رکھے ہین اور میرے ساتھ
وہ اہل شمع شریک نماز ہین مگر ایذا کبھی نہین دی پھر فرمایا کہ
مجکو عمل وغیرہ نہین آتے محض خوشامد و سلام سے کام نکال
لیتا ہون۔ مولوی محب الدین (اور کئی بار مختصر احضر تصاحب
نے) بیان فرمایا کہ چند سال ہوئے حضرت پیر و مرشد مرحوم حرم شریف
مین تشریف رکھتے تھے مین اور مولوی منور علی صاحب اور
پیر جی عبداللہ انصاری خدمت مین حاضر تھے مفتی قطبی صاحب
آئے اور بغیر کچھ کہے آپکا شانہ مبارک پکڑکر کہین لیچلے حضرت
بھی اوسی طرح ہمراہ ہوگئے اور ہم لوگ بھی ساتھ چلے مفتی صاحب
آپکو داؤدیہ مین جہان ترکون کا مجمع تھا اور بڑے بڑے باعزت
جمع تھے لیگئے اوس مجمع مین ایک شیخ بہت ہی ضعیف تھے
اونھون نے حضرت کو بہ اکرام تمام اپنے پاس بٹھایا اور حضرت
کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے بھی توجہ کی اتنے مین کسی نے کہا
کہ یہ بھی فارسی جانتے ہین ان سے آپ فارسی مین کلام کیجیے
اونھون نے جواب دیا کہ مجکو بات چیت کی حاجت نہین ہے

دس گیارہ منٹ کے بعد وہ شیخ حضرت کے قدمون پر گر پڑے
اور اگلے روز حضرت کے آستانے پر حاضر ہوکر فیضیاب ہوے
اونکا مصطفیٰ آفندی نام تھا اور خدیو مصر کے متعلقین سے پیرو
شیخ تھے۔ عرصے سے حضرت کی ملاقات کے مشتاق تھے اور بعد
ملاقات کیفیت عشق کی ہو گئی۔ فرمایا کہ ہمارے ایک یار نے
شکایت کی کہ اب تو روتے روتے میری پسلیان پھٹنے لگی
ہین اسکا علاج کیجیے جب اونکی وہ حالت بدل گئی پھر
شاکی ہوے کہ میری وہی حالت عنایت کیجیے ہمنے کہا کہ پھر ہڈیان
پسلیان ٹوٹنے لگینگی کہا بلا سے جو مزہ اوس گریہ وزاری مین
تھا دوسری چیز مین نہین ہے مینے (راوی) کہا کہ حضرت اونکا
نام نہ لینے مین کیا اسرار ہے فرمایا کیا ضرورت ہے مجھے

(راوی) بعض احباب نے بتلایا کہ یہ واقعہ مولانا رشید احمد صاحب
کا ہے۔ فرمایا کہ عجب معاملہ ہے لوگ مجھے کچھ کا کچھ خیال کرتے
ہین وہی خیال اونکا رہبر ہو جاتا ہے ہادی ومقبل حق تعالیٰ
ہے ہمارا ایک بہانہ کر رکھا ہے۔ رامپور کے ایک رئیس محمد رضا خان
ومفتی عبد القادر یہان حج کو آئے اور بیان کیا کہ ہمنے قصد حج
وزیارت روضۂ مطہرہ کا کیا بہت سے لوگ رامپور کے تیار ہوے

مگر زبانی حجاج کے معلوم ہوا کہ حجاز مین قحط سخت ہے لوٹ بہت
ہوتی ہے یہ سنکر سب نے قصد ملتوی کر دیا۔ محمد رضا نے کہا کہ
جب ارادہ فسخ ہو گیا تو مین نے رات کو خواب دیکھا کہ ایک
مجمع مین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہین
اور مجھسے ارشاد فرماتے ہین کہ حاجی امداد اللہ و باقی با للہ
سے کہدو کہ رامپور کا قافلہ روانہ کردین اور آپ وہان اسی
ہیئت سے جیسا مین اسوقت دیکھتا ہون موجود ہین اور ہاتھ
مین ایک باریک عصا جو آپ کے اس عصا سے مشابہ ہے
لیے ہوئے لوگون کو گھرون سے نکال رہے ہین دوسری رات
کو پھر یہی خواب دیکھا تب ہم ادھر کو روانہ ہوے اور بخیر و عافیت
حاضر خدمت ہوئے مفتی صاحب نے بھی ایسا ہی بیان کیا
پھر دونون صاحب داخل سلسلہ ہوئے فرمایا کہ وہان لوگ
کیا کیا دیکھ رہے ہین اور یہان خبر بھی نہین ہے میرا نام امداد اللہ
ہے شاید امداد الٰہی نے میرے لباس مین اظہار کر کے اونکی
اعانت کی ہو۔ اثنائے درس مثنوی شریف مین فرمایا کہ مولوی
امانت علی صاحب امروہی بہت ہی مرد صالح تھے باوجود کمال
و کبر سنی کے میری زائد از حد خاطر فرماتے تھے تین مرتبہ میری

ملاقات کو تشریف لائے۔ کسی نے کہا کہ مولویصاحب نے آخر عمر مین سماع ترک کر دیا تھا فرمایا اوسکا باعث یہ فقیر ہی تھا۔ فرمایا کہ ایک دفعہ مین حضرت عبد القدوس کے عُرس مین انبٹہ آیا تھا ختم عُرس کے دن مین اور مولوی محمد قاسم صاحب ومولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہ تشریف میں ایک دوست کے مکان مین مُقیم ہوے اوسکی صبح کو بعد نماز اشراق مولوی امانت علی صاحب تشریف لاے کسی نے کہا کہ مولوی امانت علی صاحب کہین جارہے ہین مینے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ آج اونکی و دیگر مشائخ کی زیارت سے مُشرف ہونگا خیر پھر دیکھا جاویگا اِتنے مین مولویصاحب نے آواز دی کہ کیا فلان شخص کا یہی مکان ہے لوگون نے کہا ہان یہی ہے مین مکان کے بالاخانے پر تھا مولویصاحب نے مجکو دریافت کیا کہ کہان ہین مین آواز سُنکر نیچے اوترا آیا اور اون سے مِلا اِتنے مین حضرت صاحبزادہ صاحب مسند نشین درگاہ حضرت عبد القدوس صاحب مجھسے مِلنے آئے اور فرمایا کہ آج تمام مشائخ کی رخصت کا دن ہے مین چاہتا ہون کہ آپ بھی آج شریک دعوت ہون مینے کہا کہ ہماری تو چار پانچ روز کی دعوت

ہوگئی ہے صاحب مکان سے آپ دریافت کرلین آخر
اوھون نے اجازت لیلی۔ کھانے کے وقت سب مشائخ
صاجزادہ صاحب کے یہان حاضر ہوئے کھانے مین کچھ دیر
تھی صاجزادہ صاحب نے کھڑے ہوکر دست بستہ حاضرین سے
کہا کہ میری ایک عرض ہے اگر آپ حضرات اجازت دین
سب لوگون نے کہا فرمائیے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب باوجود
چشتی ہونے کے محفل عرس مین کیون شریک نہین ہوتے مین
صرف یہ کہکے کہ وہ محفل شیرون کی ہے مجھسا ضعیف و ناتوان
وہان حاضری کی مجال نہین رکھتا خاموش ہو رہا مولوی
ضامن علی صاحب جلال آبادی بولے کہ حاجی صاحب آپکو
اس بات کا جواب دینا ہوگا مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرہ
نے چاہا کہ جواب عالمانہ دین۔ مینے اونکو منع کیا کہ یہ محفل
بحث وجدال کی نہین ہے مولوی ظہیرالدین کرانوی کہ مرد صالح
تھے کہنے لگے کہ حاجی صاحب یہ محفل تو سُنّت پیرون کی ہے
اس سے کیون احتراز ہے مولوی امانت علی صاحب مراقب
بیٹھے تھے سر اوٹھا کر کہنے لگے کہ مولوی ظہیرالدین صاحب آپ بھی
اسبارے مین گفتگو کرتے ہاین حق بجانب حاجی صاحب ہے

سُنت پیرون کے موافق یہ محفل کہان ہے جن شرائط سے
مشائخ نے جائز رکھا وہ شرائط کہان ہین اب مین بھی آج سے
ایسی محفل مین نہ شریک ہونگا مدت سے میرا ارادہ تھا کہ
محفل سماع ترک کرون آج بدولت حاجی صاحب کے
اسکا وقت آگیا۔ فرمایا کہ ایکبار مین حضرت قطب الدین بختیار کاکی
کی قبر شریف پر تین روز تک مقیم رہا حضرت قطب صاحب کے
مزار مقدس سے ایک نور کا ستون نکل کر بلند ہوا اور حضرت پیر
و مُرشد کے جاے اقامت (لوہاری) پر جا کر چھپ گیا۔ اور
ایکدفعہ باین عنوان بیان فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد کے مزار
مقدس پر جا کر غروب ہو گیا پھر فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد تو زندہ تھے
اور اول عنوان فرمایا۔ پھر حضرت قطب صاحب نے مجھے
فرمایا کہ تمھارا مقصود دلی تمکو تمھارے پیر و مرشد سے ملیگا اور
چند باتین کہین۔ فرمایا کہ اس ستون کے نکل کر جانے اور
حضرت قطب صاحب کے اون کلمات کے کہنے سے چند مسائل
حل ہوئے۔ اور فرمایا کہ پیر پرستی یہان سے بخوبی واضح ہوئی
فرمایا کہ ایکبار مشائخ رامپور جنمین شاہ رُکن عالم بھی تھے میرے
وطن تھانہ بھون میری ملاقات کو تشریف لائے اور میرے

احباب کی کیفیت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ شاہ رکن عالم فرمانے لگے کہ آپ کے بعض احباب تو آپ کو مشائخ قدماء پر ترجیح دیتے اور کہتے ہین کہ اگر اسوقت حضرت شبلی وجنید بھی موجود ہون تو ہم اپنے شیخ کو چھوڑکر اونکی طرف ہرگز رجوع نہ کرین مینے کہا کہ یہ ثمرہ عقیدت ومحبت ہے ورنہ یہان تو کچھ کمال وہنر نہین ہے۔ نفاع بدوی کا قصہ بیان فرمایا کہ اوسکو مجھسے عقیدت ومحبت تھی جب مدینہ منورہ کو قافلہ جاتا تھا اول وہ میرے احباب کو لیتا تھا بعدہٗ دوسرے مسافرون کا متلاشی ہوتا تھا اور صاحب درد دنیاک تھا۔ ایک مرتبہ مجکو مدینہ طیبہ لیے جاتا تھا اوسنے ایک حدی شروع کی کہ جس سے مجکو حقیقت حدی کی علوم ہوئی اور مجکو خوب مست کردیا اور خود بھی مست ہوگیا۔ نفاع کے باہم بدویون مین ایکبار لڑائی ہوئی اسی کے پاؤن مین گولی لگکر اندر رہگئی باوجود دوا علاج کے کئی مہینے تک اچھا نہوا۔ میرے پاس دعا کو کہلا بھیجا۔ تھوڑے دن بعد وہ آیا اور میرا بہت اعزاز واکرام کرنے لگا۔ کبھی دست بوسی کرتا اور کبھی پابوسی مینے اوس سے اوسکی بیماری کا حال پوچھا جواب دیا کہ

۹ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ

جب مجکو حالت یاس کی ہوئی تو آپ کی طرف ملتجی ہوا دیکھا کہ آپ نے میرا پیر پکڑ کر دبایا اور گولی کو باہر پھینکدیا صبحکو گولی خود بخود نکل گئی۔ مینے (راوی) عرض کیا کہ آپ کی خادمہ پیرانی صاحبہ سے نقل کرتی ہین کہ ایکبار میرے بھتیجے حج کو آتے تھے آگبوٹ تباہی مین آگیا۔ حالت مایوسی مین اونھون نے خواب دیکھا کہ ایک طرف حاجی صاحب اور دوسری طرف حافظ جیو صاحب آگبوٹ کو شانہ دیے ہوئے تباہی سے نکال رہے ہین صبح کو معلوم ہوا کہ آگبوٹ دو دن کا راستہ طے کرکے صحیح و سالم کنارے پر لگ گیا فرمایا کہ مجکو کیا معلوم فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو دوسرے دن سے لباس مین آکر خود مشکل آسان کردیتا ہے اور نام ہمارا تمھارا ہوتا ہے (ہنگام واپسی از عرب یہ معلوم کرکے کہ بحر ہند مین بہت جوش ہے مجکو آگبوٹ مین اکثر اندیشہ رہوتا تھا مگر اوسی حالت مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگبوٹ کے داہنے بائین حضرت صاحب قبلہ اور حضرت شیخی مولانا محمد ادریس صاحب نگرامی مدظلہ چلے آرہے ہین اور آگبوٹ کو سنبھالے ہوئے ہین۔ الحمد للہ کہ ۵ صفر ۱۳۱۱ھ کو بخیر و عافیت کراچی بندر پہونچ گئے اور کسی دن

غشیان تک نہین ہوا۔ آیسے ہی اور اکثر واقعات و حالات
حضرت صاحب کے ہین جو خود زبان مبارک سے بھی ارشاد
فرمائے اور یون بھی ظاہر ہوے لیکن اونکو لکھکر اب کتاب کو
طول دینا ہے لہذا اپنی طرف سے اس معاملے مین خاموشی اختیار
کیجاتی ہے ۱۲ وحشی) فرمایا کہ آج ہمارے گھر مین ذکر تھا کہ
ہمارے وطن مین ایک گھر مین افلاس تھا اوھون نے
آپ سے تعویذ مانگا آپنے اونکو تعویذ عنایت کیا اوسکی برکت
سے چند روز مین اونکی حالت مبدل بہ غنا ہو گئی اون سے
کسی دوسرے گھر والون نے شکایت کی ان لوگون نے
اپنا تعویذ دیکر کہا کہ اسکو چند روز اپنے یہان رکھو اونکو بھی خدا
نے فراغت دی اسی طرح وہ تعویذ کئی جگہہ گیا۔ فرمایا کہ مجھکو
اسکی خبر بھی نہین ہے اونکا اعتقاد یہ کام کرواتا ہے ورنہ مجھہ مین
تو کچھہ کمال نہین ہے۔ مولوی منظور احمد صاحب کا خط مدینہ طیبہ
سے آیا تھا اوسمین اوھون نے اپنی علالت کا حال لکھا تھا
اور یہ بھی لکھا تھا کہ مجھے موت سے بالکل گھبراہٹ نہین ہے
بلکہ موت کی ہر وقت تمنا و آرزو ہے آپنے فرمایا کہ مولوی صاحب
بیشک ولی ہین ولی کی نشانیون مین ایک یہ بھی ہے کہ موت کو

۱۳ صفر ۱۳۱۲ھ

دوست رکھے اور اوسکا شائق رہے جیسا کہ قرآن شریف مین ہے اِن زَعَمْتُم اَنَّکُمْ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْن اسکا خلاصہ یہ ہے کہ دعوای ولایت باری عز اسمہ بدون تمناے موت صحیح نہین۔ ایکبار مولوی منظور احمد حضرت کی خدمت مین قدمبوسی کو حاضر ہوے تھے آپ نے فرمایا کہ جسنے زندہ ولی روے زمین پر ندیکھا ہو اور دیکھنا منظور ہو تو مولوی منظور احمد کو دیکھ لے یہ بیشک ولی اللہ ہین۔ فرمایا کہ نماز اشراق کے اول دوگانہ مین آیۃ الکرسی وَآمَنَ الرَّسُوْلُ الی آخر السورۃ اور دوسرے دوگانہ مین اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ آخر رکوع تک اور ہو اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ آخر سورۃ تک اور تیسرے مین قُلْ یَا اَیُّہَا الْکَافِرُوْن وَ قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَد پڑھتا ہون اور صلوٰۃ الاوابین کے اول دوگانہ مین سورہ واقعہ اور دوسرے مین قُلْ یَا اَیُّہَا الْکَافِرُوْن اور قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَد۔ اور تیسرے مین قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس کا ورد کرتا ہون اور نماز تہجد کی آٹھ رکعت مین آجکل بسبب کاہلی کے سورہ یٰس اور دو رکعت مین اَلَمْ نَشْرَح اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ اور دو مین سورہ اخلاص تین تین بار اور اصل نماز تہجد مین یہ ہے کہ کثرت سے قرآن شریف کی تلاوت کرے۔ فرمایا کہ واسطے غناے قلب کے سورہ واقعہ و سورہ مزمل و سورہ فاتحہ کا ورد رکھا کرو۔ فرمایا کہ ہم دوسرون کو وہی ورد وغیرہ

و۔ صفر ۱۳۱۲ھ

بتلاتے ہین جو خود کرتے ہین لہذا اکثر لوگون کا شکریہ آتا ہے
جس کام کو آدمی خود نہین کرتا اوسکے بتلانے مین چندان
فائدہ نہین ہوتا۔ حافظ محمد یوسف ولد حافظ محمد ضامن صاحب
نے ایک عریضہ ارسال کیا تھا اوسمین اپنی پریشانی و فقر و
فاقہ کا حال لکھا تھا آپ نے فرمایا کہ (راوی) اسکا جواب
لکھدو اور لکھو کہ سورہ واقعہ بعد نماز مغرب، و سورہ مزمل گیارہ
بار ہر روز خواہ بعد نماز عشا کے ایک ہی جلسے مین گیارہ دفعہ
خواہ بعد ہر نماز فرض کے دو دفعہ اور بعد عشا کے تین دفعہ
وِرد رکھا جاوے اور ہر روز یا اللہ یا مُغنی گیارہ سو مرتبہ چار ضرب
سے یعنے اول داہنے پھر بائین طرف اوسکے بعد سامنے پھر
دل مین اوسکے ضرب لگائی جاوے یہ تینون وِرد واسطے
دفع فقر و فاقہ کے کافی و شافی ہین اگر تمام کیے جاوین تو
بہتر و افضل ہے ورنہ ایک ایک بھی کفایت کرتا ہے مگر
دوام شرط ہے اور تیسرا وِرد بالخصوص مفید ہے۔ فرمایا کہ مکۂ معظمہ
مین ایک شیخ الائمہ سید الجمل نام تھے اونکا خرچ بہت تھا
اور آمدنی کم مجھسے شکایت کی مینے کچھ وِرد بتادیا میرے بہت
شکر گزار ہوئے اور چند قصائد میری شان مین بزبان عربی

۱۹ رمضان ۱۳۰۷

کہے۔ مین (راوی) نے عرض کیا کہ یہی وظائف تھے یا اور۔ فرمایا یہ بھی تھے اور دوسرے بھی۔ فرمایا کہ اکثر عرب لوگ میری طرف رجوع ہوئے عبدالرحمن سراج وغیرہ مرید بھی ہوے مگر مینے اسمین اپنا نقصان دیکھ کر خود منع کر دیا۔ امام مہدی آخرالزمان کا ذکر تھا فرمایا کہ اکثر لوگ مہدویّت کا دعویٰ کرتے ہین اور پہلے زمانے مین بھی کیا ہے بعض لوگ تو بالکل جھوٹے ہوتے ہین اور بعض مجبور و معذور ہوتے ہین سیر اسمائی مین یہ غلطی واقع ہوتی ہے خاندان چشتیہ مین سیر اسماء سے ممانعت کیجاتی ہے بلکہ شیخ کامل اپنے مرید کو سیر اسماء سے نکال دیتا ہے اس خاندان مین صرف تین سیرین ہین سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر من اللہ۔ اور دوسرے خاندانون مین سیر اسماء کے مراقبے تعلیم کیے جاتے ہین سیر اسم ہادی مین اکثر یہ غلطی واقع ہوتی ہے چونکہ سالک پر سیر اسم ہادی مین تجلّیات اسم ہادی کی واقع ہوتے ہین سالک اپنے آپ کو گمان کرتا ہے کہ مہدی آخرالزمان مین ہی ہون۔ فرمایا کہ ظہور امام مہدی آخرالزمان کے ہم سب لوگ شائق ہین مگر وہ زمانہ امتحان کا ہے اول اول اونکی بیعت اہل باطن اور ابدال شام بقدر تین سو تیرہ اشخاص

کے کرینگے اور اکثر لوگ منکر ہو جائینگے اللہ سے ہر وقت
یہ دعا مانگنا چاہیے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ہَدَیْتَنَا وَہَبْ
لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔ فرمایا کہ ایک
شامی جنکا نام غالبًا سید احمد تھا یہان مکہ مکرمہ مین بہ انتظار
امام مہدی آخرالزمان کہ اونکے مرشد نے اونکو قرب زمانہ
امام مہدی کی خبر دی تھی مقیم تھے اور اب اونکے پیر بھائی
سید محمد اسی غرض سے مکہ مکرمہ مین مقیم ہین اور مجھسے اکثر اوقات
ملتے ہین اور امام مہدی کے ظہور کے آثار و اخبار سناتے ہین سید احمد
نے مجھسے بیان کیا کہ مینے خواب دیکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم آپ کو مخاطب کرکے فرماتے ہین اَلْغَنِیُّ اَنْصُرَكَ
اور مجھسے ارشاد کرتے ہین کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر ہندی
کے پاس ایک تلوار ہندی ہے تم اون سے تلوار ہندی لیکر
امام مہدی علیہ السلام کے معین و ناصر ہو جب اونھون نے
یہ خواب بیان کیا میرے پاس دو عمدہ تلوارین تھین حاجی عبدالحق
کہ ہمارے عزیزون سے تھے اور انگریزی سرکار مین اونکو بڑا
اعزاز و اکرام تھا اونکے پاس عمدہ عمدہ تلوارین تھین اونھون
نے دو یا ایک تلوار عمدہ ہمکو ہدیۃً دی تھی مینے بموجب خواب

سید احمد سے بذریعۂ مولوی منور علی صاحب تلوار دینا چاہا۔ بلکہ
مولوی صاحب میرے پاس سے وہ تلوار اپنے حجرے مین
سید احمد صاحب کو دینے کے لیے لیگئے مگر چونکہ اوس زمانے
مین کچھ شور و شر ہو گیا تھا اور وہی باعث سید احمد صاحب نتامی
کے خروج کا ہوا لہذا وہ تلوار اونکو نہین دیگئی۔ فرمایا کہ مکہ مکرمہ
مین بہت سے بزرگ ہین کہ اونکو دعوی ہے کہ ہم مہدی آخر الزمان
ہونگے اور بعض ظہور امام کے منتظر ہین منجملہ منتظرین کے سید علی
بغدادی ہین وہ اکثر ہمارے پاس آمدرفت رکھتے ہین اونکی
کشف و کرامت اہل مکہ مین مشہور ہے اونکے حساب سے
امام مہدی کے ظہور مین ایک یا دو سال باقی ہین اونھون نے
امام مہدی کو رکن یمانی کے پاس نماز پڑھتے بھی دیکھا ہے اور
اون سے مصافحہ بھی کیا ہے اوسوقت امام صاحب کی عمر قریب
چالیس سال کے معلوم ہوتی تھی سید علی صاحب کہتے ہین کہ
مین بموجب ارشاد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ انتظار
امام مہدی علیہ السلام مقیم ہون واللہ اعلم بالصواب۔ اثنائے
درس مثنوی معنوی مین فرمایا کہ علمائے ظاہر وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ
بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ کی شرح مین یہ فرماتے ہین کہ چونکہ

ذی روح انسان جب کسی شئ عجیب کا ملاحظہ کرتا ہے تو بیساختہ
اوسکی زبان سے سبحان اللہ جاری ہوتا ہے تو گویا اوس شئ نے
سبحان اللہ کہا جیسے سبب بنا ے بیت کو بانی اور آلۂ قطع کو
قاطع کہتے ہین یہ اونکی بے سمجھے کی دلیل ہے تمام اشیا تسبیح
حقیقی کہتے ہین نہ تسبیح مجازی البتہ اوس تسبیح حقیقی کے سننے
کو ان کانون ظاہری کے سوا باطنی کان درکار ہین وہ کان
اللہ تعالے نے انبیاء علیہم السلام واولیاے کرام کو عنایت
فرمائے ہین احادیث صحیحہ مین حجر وشجر کی تسابیح کے مسموع ہونیکا
اکثر بیان وارد ہے ایکمرتبہ جنگل کی سیر مین ایک ہمارے
یار نے فرمایا کہ مجھے ان حرکات سبزہ زار سے آواز لاالہ الا اللہ
مسموع ہوتی ہے۔ فرمایا کہ عذاب اخروی اس عالم مین بھی بعض
اشخاص کو معلوم ہو جاتا ہے۔ جلال آباد مین (جو ہمارے قصبے کے
قریب ایک بستی ہے) ایک شخص رئیس نے بطمع دنیوی ہنود کو
اپنی زمین بتخانہ بنانے کو دیدی جب اونکا وقت اخیر آیا حکیم
غلام حسن اونکے معالج نبض دیکھ رہے تھے مریض نے پکار کے کہا
کہ حکیم جیو مجھے اس پنجرۂ آہنی آتشین سے بچاؤ مجکو اس پنجرے
مین ڈالے دیتے ہین لوگ متعجب تھے اور کچھ تدارک نہین کرسکتے تھے

آخر اسی فریاد وزاری مین روح اوسکی پرواز کرگئی۔ فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ صفت ہے کہ بعض لوگون نے حضرت حق کو آپ کی شکل وہئیت مین دیکھا ہے۔ اثناے درس مثنوی معنوی مین فوائد خدمت شیخ کا بیان فرمایا کہ حضرت شاہ بھیکھ صاحب نے بہت ہی اپنے پیر کی خدمت کی ہے تمام گھر کا کاروبار اون کے ذمہ تھا حضرت شاہ ابو المعالی اونکے پیر کے یہان بوجہ کثرت اولاد فقروفاقہ بہت رہتا تھا اکثر لوگ شہر سہارنپور کے شاہ ابو المعالی کے مرید تھے جب وہ لوگ حضرت کی دعوت کرکے اونکو سہارنپور لیجاتے تو شاہ بھیکھ اپنے پیر سے چھپا کر میزبان سے کہتے کہ دعوت مین تمکو دس آدمیون کا کھانا تیار کروانا ہوگا یہ مناسب نہین ہے کہ حضرت کی دعوت کیجائے اور لڑکے آپ کے بھوکے پڑے رہین بعد نماز عشا و فراغ طعام حضرت کے لڑکون کے واسطے کھانا لیکر حضرت شاہ بھیکھ گھر پر یعنی قصبہ انبٹھہ مین جو سہارنپور سے دس کوس ہے پہونچاتے اور پھر سہارنپور واپس جاتے تھے تب پیر کو تہجد کے واسطے جگاتے تھے جبتک حضرت ابو المعالی سہارنپور مین رہتے روزانہ یہی واقعہ ہوتا حضرت جب مکان پر آتے تو عذر کرتے کہ ہمنے توکئی دن تک

خوب پیٹ بھر کھایا مگر افسوس ہم لوگ بدستور بھوکے پیاسے رہے
بچے عرض کرتے کہ نہین آباجی ہمارے بھائی بھیکھہ میان ہمکو
روز کھانا دے جاتے تھے حضرت یہ سنکر بہت خوش ہوتے
شاہ بھیکھہ نے پندرہ بیس برس تک ایسی خدمت پیر کی تھی
مگر بظاہر اونکو کچھہ فائدہ حاصل نتھا البتہ خدمت پیر و رضامندی
باطن مین اونکا مطلب پورا کر رہی تھی۔ مینے عرض کیا کہ مولانا
رومؒ نے اولیاے کرام کی بہت صفت بیان کی ہے میرے خیال
ناقص مین اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مولانا تمام عمر علوم رسمی
مین مشغول رہے آخر عمر مین بدولت مولانا شمس تبریز کے دفعۃً
علوم باطنیہ سے لبریز ہوگئے اور چونکہ اپنے محسن کا ذکر کرنا منا
ہے اسوجہ سے بار بار اولیاء کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا کہ مولانا روم
مادرزاد ولی تھے ایک بار عالم طفلی مین لڑکون کے ساتھہ
کھیلتے تھے لڑکون نے کہا کہ آؤ آج اس مکان سے دوسرے
مکان پر جست لگائین آپ نے فرمایا کہ یہ کھیل تو بندرون
کتون اور بلیون کا ہے انسان کو چاہیے کہ زمین سے آسمان پر
جست لگائے۔ یہ کہکر غائب ہوئے لڑکون مین شور و غل پیدا
ہوا اور اونکے والدین کو بھی اضطراب ہوا تھوڑی دیر بعد

راوی ۱۲

آپ ظاہر ہوے اور بیان کیا کہ جیسے ہی مینے وہ کلمہ کہا مجھے
دو فرشتے چہارم آسمان پر لے گئے مجھے وہان کے عجائب و
غرائب دیکھنے سے گریہ طاری ہوا میری یہ حالت دیکھکر مجھے
زمین پر چھوڑ گئے۔ فرمایا کہ مولانا روم کے والد اپنے وطن بلخ
سے بقصد حج و زیارت مدینہ طیبہ مع مولانا کے روانہ ہوے
نیشا پور مین مولانا فریدالدین عطار کی زیارت سے مشرف ہو
مولانا عطار نے اون سے پوچھا کہ کہان کا عزم ہے اونھون نے
جواب دیا کہ زمین شریفین کا عطار نے فرمایا کہ تمھارے
لڑکے کے سینہ بے کینہ مین دریاے معرفت جوش زن ہے
اسکی بہت حفاظت رکھو اور اس سفر مین اسکو ہمراہ نہ لیجاو اور
اپنی تصنیف الہی نامہ مولانا روم کو دیکر فرمایا کہ اسکو دیکھا کرو
تمھارے دیکھنے سے اسکو شرف ہوگا مولانا کے والد نے عزم
فسخ کرکے ملک روم مین شہر قونیہ مین اقامت اختیار کی بخیال
تبرک مولانا الہی نامہ کو ورد مین رکھتے تھے اوسی طرز پر مثنوی
تصنیف فرمائی اور مولانا عطار کی تعریف مین ہے ہفت شہر
عشق را عطار گشتہ کہا۔ فرمایا کہ جو نعمت مولانا روم کو حاصل تھی اگر
تمام عمر کی جانفشانی سے بھی حاصل ہو اوسکا شکریہ قیامت تک

ادا ہونا دشوار ہے پھر اگر مولانا روم نے اپنی مثنوی مین بار بار مشائخ عظام کا تذکرہ کیا تو کیا عجب ہے۔ فرمایا کہ مولانا روم کہین تشریف لیے جاتے تھے اور جماعت طلبہ ہمرکاب تھی مولانا شمس تبریز نے آپکی سواری کی باگ پکڑکے پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی تو ما اعظم شانی کا دم بھرتے ہین اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ کا ورد فرماتے ہین پس افضل کون ہے مولانا نے جواب دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حوصلہ عالی رکھتے تھے لہذا باوجود کمال معرفت کے مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ فرماتے تھے اور حضرت بایزید بسطامی بباعث پست حوصلگی و نقصان ہمت کے نعرہ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ کا مارتے ہین پس افضل وہی ہے کہ ہمت عالی و حوصلہ بلند رکھتا ہے یہ سنکر حضرت شمس تبریز نے شادان و فرحان ہوکر ایک چیخ ماری اوس چیخ نے مولانا روم کا مطلب پورا کردیا اور مولانا شمس تبریز کا عاشق بنادیا اوسکے بعد حضرت شمس تبریز غائب ہوگئے مولانا کو آپ کے عشق کا غلبہ ہوچکا تھا لہذا بہت پریشان ہوکر آپکے متلاشی ہوئے۔ چونکہ حضرت شمس تبریز طریقہ ملامتیہ رکھتے تھے اسوجہ سے گانیوالون کے ساتھ رہا کرتے تھے مولانا روم کو ایک جگہہ پتہ ملا کہ مولانا شمس تبریز

ایک جگہہ نے بجا رہے ہین یہ سنکر وہان پہونچے اور حضرت سے
لپٹ گئے حضرت شمس صاحب اوسوقت اپنے گانے بجانے مین مست
تھے جب ہوش آیا تو دیکھا کہ مولانا روم حاضر ہین اوسی وقت او نکے
کان مین نئے رکھہ کر بجا دیا اور خود پھر غائب ہو گئے مولانا روم
نے اول مثنوی مین اوسی نئے کا حال بیان کیا ہے ؎
بشنو از نئے چون حکایت میکند + واز جدائی ہا شکایت میکند +
شارحین نے کئی طرح سے اسکا مطلب بیان فرمایا ہے۔
فرمایا کہ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری جب حافظ عبد الکریم
تاجر میرٹھہ کے ملازم تھے یہان مع حافظ عبد الکریم کے زیارت
حرمین شریفین کو آئے۔ مینے کہا کہ مولانا مملوک علی صاحب نے
میرا سبق گلستان آپکے سپرد کیا تھا اسوجہ سے آپ میرے
اُستاد ہین مگر مین ایک بات عرض کرونگا اگر ناگوار نہو اونھون
نے فرمایا کہ مین آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہون جو فرمائیے بسر و چشم
منظور ہے مینے کہا کہ آپ کا یہ منصب نہین ہے کہ حافظ عبد الکریم
وغیرہ آپ کو کام کا حکم دین بلکہ اونکو آپ کا محکوم ہونا چاہیے
لیکن نوکری مین بجز محکومی چارہ نہین اب آپ اپنے مکان پر
درس احادیث نبویہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا کا فرمایا کرین تاکہ خلق کو

فیض ہو مولانا صاحب نے قبول کر کے فرمایا کہ آپ حرم محترم مین
میرے لیئے دعا کرین چنانچہ یہان سے جاکر ترک تعلق کر کے درس
حدیث کا شغل اختیار کیا اور صدہا طلبا کو محدث بنا دیا اور حافظ
عبدالکریم نے میرے سامنے بہت کچھ معذرت کی کہ مولانا کو ہم لوگ
اپنا مخدوم جانتے ہین مینے کہا یہ سچ ہے مگر نوکر در حقیقت خادم
ہی ہوتا ہے چاہے اوسکا آقا اوسے اپنا مخدوم بھی تصور فرمائے
اور لفظ خادمی کا زبان پر نہ لائے۔ فرمایا کہ مولانا مولوی احمد علی صاحب
نے دربارہ مولوی محمد قاسم صاحب فرمایا کہ اونھون نے علم کی
بالکل بیقدری کر دی آپ نے اونکو ایسا پست بنا دیا کہ گویا وہ
کچھ جانتے ہی نہین ہین۔ مینے جواب دیا کہ میرے نزدیک اس
پستی نے علم کو خوب بڑھایا مولانا روم فرماتے ہین ؎ ہرکجا
پستی است آب آنجا رود ۴ مولوی بہاءالدین صاحب طائف سے
چلہ کر کے حضرت کے حضور مین حاضر ہوے اور بذریعہ فقیر حقیر (راوی)
عرض کیا کہ مین ہر روز قریب دو لاکھ اسم ذات کا ورد رکھتا تھا
مگر چندان ثمرہ مرتب نہین ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی کچھ رنجش
ہے ورنہ ضرور معتدبہ فائدہ ہوتا فرمایا کہ مین اللہ اللہ کہنے والون
سے کیسے ناراض ہوتا اگر ہماری عنایت نہوتی قریب دو لاکھ کے

۲۹ صفر ۱۳۱۲ھ

اسم ذات کا ورد کیسے کرتے گھبرا کر چھوڑ دیتے مثنوی کا قصہ تمکو
یاد نہین ہے کہ ایک شخص کو شیطان نے بہکایا کہ تم جو یا اللہ
کہتے ہو کبھی اللہ کی طرف سے لبیک کی آواز بھی سُنی معلوم
ہوتا ہے کہ ذکر تمھارا مقبول نہین ہے اوسنے ذکر الٰہی چھوڑ دیا
حضرت حق نے بواسطہ حضرت خضر علیہ السلام کے اوس سے
دریافت فرمایا کہ تمنے ہمارا ذکر کیون ترک کر دیا اوسنے وہی
جواب دیا کہ اوس طرف سے لبیک کی آواز نہین آتی حضرت
حق نے فرمایا کہ تمھارا ذکر کرنا بھی ہماری لبیک ہے اگر ہم تمکو
توفیق ذکر نہ دیتے تم کیونکر ہمارا ذکر کرتے ۔ بالاخانہ سے لفافہ
لا کر مجھے (راوی کو حضرت نے) دیا اور فرمایا کہ پڑھو مینے
عرض کیا کہ عبد الفتاح بن سید مصطفٰے نے شہر لاذقیہ سے
دو شجرے ایک نقشبندیہ آفاقیہ نصیریہ امدادیہ کا اور دوسرا
چشتیہ صابریہ امدادیہ کا عربی مین نظم کر کے بھیجے ہین اور
لکھا ہے کہ مجھے ہاتف غیب نے ندا دی ہے کہ لبیک لبیک
باجابۃ المامول اور اسقدر مجھے فتوح و فیوض ان نامون
کی برکت سے حاصل ہوے ہین کہ اس سے پہلے کبھی حاصل
نہین ہوے ۔ حضرت نے فرمایا کہ عبد الفتاح کی مجھسے بعیت

عثمانی ہے اوھون نے مجھے نہین دیکھا ہے بذریعہ خطوط بیعت
واجازت جمیع سلاسل کی حاصل کی ہے خصوصاً چشتیہ صابریہ
ونقشبندیہ نصیریہ کی خدا کی شان اونکو اسقدر فیض وبرکت
حاصل ہے کہ حاضرین کو غبطہ ہوتا ہے اُن کے والد بھی مجھسے
بیعت کر کے اجازت جمیع سلاسل کی اور ضیاء القلوب وغیرہ
لے گئے ہین - پھر مینے (راوی) عرض کیا کہ اوھون نے
لکھا ہے کہ ان شجرون کو آپ طبع کرادین اور خدام کو اجازت
ورد کی دیجیے اور کچھ شجرے مطبوعہ مجھے بھیجدیجیے تاکہ مین
اسطرف شایع کرون فرمایا کہ اگر کوئی ہمارا احوال لکھے تو
وہ اسکو بھی چھپوا سکتا ہے اور باین عنوان شایع کرسکتا ہے
کہ خدا نے حضرت مخدوم علی احمد صابر کو یہ عروج عنایت
فرمایا ہے کہ اونکا سلسلہ اکثر بلاد مین بالخصوص بلاد عرب و
حرمین شریفین وشام وروم ومغرب مین شایع ہوا ہے
اور اوسکی تائید مین ان شجرون کو پیش کرے - فرمایا کہ
جب مین ہاجرت کر کے مکہ مکرمہ آیا تو یہان منجملہ علماے کرام
کے شیخ جمال بہت بڑے محدث وشیخ تھے بعد ملاقات وتعارف
کے میری بہت ہی توقیر وتعظیم کرتے تھے مین اون دنون حنفی

مصلّے کے پیچھے بیٹھتا تھا شیخ جمال صاحب بعد نماز صبح اکثر
طواف کرتے تھے اور چونکہ حنفی تھے دوگانہ طواف ہر طواف
کے بعد نہین پڑھتے تھے بلکہ جمع کر کے بعد طلوع آفتاب پڑھتے
تھے جب اپنے مکان کو جانے لگتے میری طرف آکر مسکرا کے
ملتے اور اپنے مکان کو لوٹ جاتے مین اونکے راستہ مین
نہین سوتا تھا بلکہ قصداً میرے پاس آتے تھے ایک مرتبہ مینے
عرض کیا کہ آپ اسقدر میرے حال پر عنایت فرماتے ہین اور
عرب لوگ ہندیون کو بہت کراہت سے یاد کرتے ہین فرمایا کہ
یہ قول سفہاء کا ہے ہمارے نزدیک جس قدر قدر و منزلت اہل ہند
کی ہے دوسرے ملک والون کی نہین ہے ہند کے علما بھی
جید اور فقراء بھی بے مثل اور اہل حرفہ بھی لاثانی اور طبیب
بھی بے نظیر مشائخ مکہ مین شیخ فاسی اور احمد دحلان وابراہیم
رشیدی وغیرہ تھے جمیع مشائخ و علماء اس فقیر کی خاطر
و تعظیم کرتے تھے اور شیخ احمد دحلان کو تو ہندیون سے بہت ہی
عقیدت تھی یہانتک کہ اپنی اولاد کو تاکید کرتے تھے کہ علوم
فنون اہل ہند سے حاصل کرو چنانچہ اون لوگون نے مولوی
رحمت اللہ صاحب کے مدرسے مین فراغ حاصل کیا ہے فرمایا

کہ عبداللہ سراج (جنبلی جگہہ پر شیخ جمال درس دیتے تھے اور شیخ جمال اونکے شاگرد تھے) جنبلی مصلے کی جگہہ کہ خالی تھی اور جنبلی مصلا قریب چاہ زمزم کے تھا درس دیتے تھے اور شاہ محمد اسحق صاحب اونکے درس مین ایک ستون سے لگ کر کھڑے رہتے تھے بعد فراغ درس کے عبداللہ سراج صاحب شاہ صاحب کی طرف تشریف لاتے تھے شاہ صاحب آگے بڑہ کر ملتے تھے۔ عبداللہ سراج آپ کا ہاتھہ پکڑکر لوگون سے مخاطب ہوتے اور کہتے تھے کہ یہ ہند کے بڑے عالم ہین اور بڑی تعریفین کرتے تھے۔ فرمایا کہ ایکبار شاہ محمد اسحق صاحب سے مینے یا مولوی رحمت اللہ صاحب نے پوچھا کہ عبداللہ سراج صاحب بڑے عالم ہین یا شاہ عبدالعزیز صاحب آپ نے جواب دیا کہ دینیات مین تو عبداللہ سراج صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب سے بڑھے ہونگے ہان دوسرے علوم مین شاہ صاحب بیشک زائد ہین دوسرے فنون کا اس ملک مین رواج و چرچا کم ہے۔ ان لوگون کو دیگر فنون کی طرف میلان نہین پھر یہ لوگ اونمین کیسے کمال حاصل کر سکتے ہین۔ مین (راوی) نے عرض کیا کہ اگر شیخ کسی کو وظیفہ بتلادے تو دوسرے سامعین کو بھی اجازت ہے

۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ

فرمایا کہ اگر شائق ہین تو کیا مضائقہ۔ مینے (راوی) حضرت سے دریافت کیا کہ حضرت پیرو مرشد کا اول ہاتھ کسنے پکڑا ہے اس سے یہ مطلب تھا کہ پہلے کون شخص مرید ہوا تھا یہ کہ آپ پہلے کس سے مرید ہوے آپ نے فرمایا کہ ظاہر مین اول بعیت میری طریقہ نقشبندیہ مین حضرت نصیر الدین صاحب دہلوی خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق صاحب سے ہوئی اور باطن مین بلاواسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسطرح ہوئی کہ مینے دیکھا کہ حضور ایک بلند جگہہ پر رونق افروز ہین اور حضرت سید احمد صاحب شہید کا ہاتھ آپ کے دست مبارک مین ہے اور مین بھی اوسی مکان مین بوجہ ادب کے دور کھڑا ہون حضرت سید صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کے حضور کے ہاتھہ مین دیدیا خدا نے مجکو کچھہ اور بھی دکھایا ہے اگر ظاہر کرون تم لوگ کچھہ کا کچھہ کہوگے (پھر وہ کیفیت مجھسے خفیہ بیان فرمائی)۔ فرمایا کہ بعیت باطنی پہلے ہے اور ظاہری اوسی روز سے یا ایک دو روز بعد۔ فرمایا کہ پیرو مرشد حضرت نصیر الدین اکثر اوقات تلاوت کلام مجید فرماتے تھے اور بہت روتے تھے چہرہ مبارک پر کثرت گریہ سے سیاہ نشان پڑگئے تھے۔ فرمایا کہ مین حضرت نصیر الدین صاحب

کی خدمت مین بہت کم رہا میرے والد ماجد بیمار ہوگئے تھے دہلی
سے مجھکو اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا مین حضرت سے
رخصت لینے گیا حضرت مجھے رخصت کرنے مدرسہ حضرت شاہ
مولانا محمد اسحق صاحب سے جو میرے مکان قیام سے کچھ دور تھا
میرے ہمراہ تشریف لائے ہرچند مینے عذر کیا مسموع نہ فرمایا
جب حضرت واپس جانے لگے مین بپاس ادب حضرت کے ہمراہ
مدرسہ تک گیا پھر جب مین واپس آنے لگا حضرت میرے
مکان تک رخصت کرنے تشریف لائے پھر جب مراجعت فرمائی
مین بدستور مدرسہ تک گیا جب تیسری دفعہ مین مدرسے سے
چلنے لگا اور حضرت نے پھر قصد تشریف آوری کیا مجبور ہوکر
مین حضرت کے قدمون پر گر پڑا حضرت نے مجھے سینہ مبارک
سے لگا کر بہت دعا دی اور طریقہ نقشبندیہ کی اجازت عطا
فرمائی میرے والد ماجد کئی مہینے مریض رہے بہت علاج ہوے
کچھ مفید نہوا اور دنیا سے رحلت فرمائی اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلیہ رَاجِعُون
اسی وجہ سے مین اپنے پیر و مرشد کی خدمت مین دوبارہ حاضر
نہو سکا اور اسی درمیان مین حضرت بغرض جہاد افغانستان کو
چلے گئے میرا ارادہ تھا کہ مین بھی حاضر حضور ہونگا مگر اِس بات مین

شہر غزنی سے حضرت کی رحلت فرمانے کی خبر آئی اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ
راجعون میں اونکی خدمت شریف مین بہت قلیل مدت حاضر رہا
کچھ لطائف جاری ہو گئے تھے۔ فرمایا کہ مین چوبیس ہزار مرتبہ
کہ درجہ اوسط ہے ہر روز اسم ذات پڑھتا تھا اور نفی و اثبات
حبس دم مین ڈھائی سو تک کیا ہے۔

حضرات ناظرین حضرت صاحب کے مناقب و اوصاف
و حالات جیسے کچھ ہین محتاج بیان نہین بلکہ کالشمس اظہر ہین
ہر خادم کو کچھ نہ کچھ فیض زبانی باطنی و ظاہری ضرور حاصل
ہوا ہے اگر تھوڑا تھوڑا بیان کیا جاوے دفتر عظیم ہو جاوے
مختصراً اسی قدر واسطے بہرہ اندوزی سعادت کے کہ عند
ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ واقع ہے کافی ووافی ہے اور
زیادہ حوصلہ کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ لہٰذا عنانِ قلم
کو روک کر یہ مضمون عالی ختم کیا جاتا ہے و آخر دعوانا ان

الحمد للّٰہ رب العالمین

تمت

خاتمہ از افاضات عالم ربانی فاضل لاثانی جامع معقول و
منقول حاوی فروع و اصول جناب مولانا اشرف علی صاحب دام بالمجاسن والمواہب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ونحمدہ اللہ العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد اس احقر الخلائق اشرف عفی عنہ ادنی ترین خدام درگاہ فیض پانگاہ سیدی وسندی مولائی ومرشدی الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب ضو عفت برکاتھم نے اس رسالے کو حسب اجازت حضور محتشم الیھم جو بواسطۂ مکرمی جناب مترجم صاحب سلمہم اللہ تعالی کے مجھ تک پونہچا اوّل سے آخر تک حرفاً حرفاً دیکھا باوجود اپنی ناقابلیت کے محض بجرأت اجازت کہین کہین بطور حاشیے کے کچھ لکھ بھی دیا۔ مین نے کسی زمانے مین اس ترجمے کی اصل بھی اجمالاً دیکھی ہے اور کسیقدر خیال مین بھی ہی اور رسالۂ وحدۃ الوجود تو اس وقت میرے پیش نظر ہی۔ بلاشک اصل اور ترجمے کے انطباق سے جناب مترجم صاحب کی خوش فہمی اور قوت تحریر ومراعات شروط ترجمہ کی داد دیجا سکتی ہی۔ یہ سب برکت اخلاص ومحبت حضرت شیخ کی ہی اللہ تعالی اور زیادہ برکت فرماوے اور اس رسالے کو غافلین کیلیے موجب تذکیر وذاکرین کے لیے سبب تکثیر شوق کرے تبرکاً مناسب معلوم ہوتا ہی کہ آخر مین شجرۂ طیبۂ چشتیۂ امدادیہ مختصرہ منظومہ بنظر حفظ خادمین اور ایک قصیدۂ مدحیۂ امدادیہ بغرض تہییج

شوق مجوری میں لکھا جاوے والسلام خیر ختام لکل کلام۔

غرۂ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۱ھ مقام کانپور

شجرہ یہ ہے

رحم کن یا رب بقطب وقت امداد الٰہ — برکتِ نور محمد شمعِ انوار جلی

حاجی عبد الرحیم و عبد باری مرد حق — عبد ہادی عضد دین شاہ محمد متقی

شہ محمدی و محب اللہ و شاہ بوسعید — شہ نظام الدین جلال الدین کہ شد تھانیسری

قطب عالم عبد قدوس و محمد دین پناہ — حضرت عارف جناب عبد حق کامل ولی

شہ جلال الدین و شمس الدین و صابر کلیری — شہ فرید الدین و قطب الدین وشی مہتدی

شہ معین الدین و عثمان خواجہ حاجی شریف — خواجہ مودود و بویوسف امامی سیدی

بو محمد شاہ بو احمد ابو اسحاق شام — خواجہ علو و ہبیرہ شہ حذیفہ مرعشی

شاہ ابراہیم ادہم شہ فضیل و ابن زید — آن حسن بصری و حیدر وان نبی ہاشمی

رحم کن ما و بر بیدل کہ این منظوم از وست — کن بفضل خویش فائز بر مراداتِ دلی

قصیدہ یہ ہے

۱

قال مولانا ذوالفقار علی من روساء الدیوبند و فضلاءھا

دام مجدہم مادحاً السیدنا وسندنا ومرشدنا ووسیلۃ یومنا وغدنا

الحاج الشاه امداد الله ابقاه الله تعالی علی رؤس المسترشدین

بسم الله الرحمن الرحیم

مهلا وداعکم وداع فؤادی — رفقا بصب ما انفک یا حادی

لا تعجلن وقف قلیلا واتئد — فکأننی منکم علی میعاد

فلعلنی منکم افوز بنظرة — فتکون فی هذی الحشا ستر زادی

من لم یذبه العشق لا جدوی له — فی ذمته ذا غیر حر طفتاد

من لم یذق فی الحب ذائقة الفنا — هو عند ارباب الهوی کجماد

فی القلب نار والدموع سواکب — کیف الحیوة منیت بالاضداد

یا قاتل الله الصبابة انها — جارت علی متفتت الاکباد

اوما تفطنت الصبابة اننی — عبد لمن هو مفخر الاوتاد

مولای امداد الله القطب الولی — الاریحی الکامل الارشاد

شیخی ومستندی واقصی مطلبی — قدما وغایة مقصدی ومرادی

رب المعارف والمحامد والعلی — وفضائل جلت عن التعداد

یا مرشدی یا موئلی یا مفزعی — یا ملجأی فی مبدئی ومعادی

ارحم علی ایا غیاث فلیس لی — کهف سوی حبکم من زاد

اصبو الیکم اذ ینوح مطوق — وامیل وجدا اذ ترنم شادی

وابکی اشتیاقا اذا دار حدیثکم — من جاءنی من حاضر او بادی

وھواکو دینی وجل طریقتی	شغفی بکو ولذ کرکم اورادی
وحللتم خیر البلاد وطبتم	وأهیم فی واد عقیب الواد
وفیوضکم فی عصرنا عم الوری	وبفضلہ تبقی علی الآباد
فاز الانام بکم وانی ھائم	فانظر الی برحمۃ یا ھادی
یا سیدی للہ شیئاً انہ	انتم لی السجدی وانی جادی
ثم السلام علی النبی المصطفیٰ	خیر الانام وآلہ الامجاد

تقریظ از افاضات عالم نامی فاضل گرامی جناب مولانا محمد ادریس صاحب نگرامی مدظلہ السامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منک الاستمداد یا مد المستمدین و نیک الاعتماد یا معتمد المعتمدین
و روائح الصلوٰۃ علی معدن الشمیم ذی الخلق العظیم سیدنا محمد و آلہ
وصحبہ ذوی المھابۃ والتکریم ۔ امابعد رسالہ شمائم امدادیہ کی
توصیف از قبیل مالایطاق ہی ۔ تمنیت معلوم ست فضیلت علم بر اتفاق
ہی ۔ اس رسالے مین سید العرب والعجم سند اہل العلم والکرم حضرت مولانا
حاجی شاہ امداد اللہ صاحب تھانوی مہاجر مکہ کا ذکر خیر مذکور ہے ۔
اور آپ ہی کی سوانح عمری مسطور ہی ۔ امداد اللہ سے امید ہی کہ یہ رسالہ

مقبول خاص و عام ہو اور اسکے مؤلف و مترجم مکرمی حاجی محمد
مرتضیٰ خان صاحب قنوجی ؒ برخوردار مولوی حاجی
محمد احسن صاحب وحشی نگرامی کی عرق ریزی کی جزائے
خیر عطا ہو بحق النبی و آلہ الامجاد و صحبہ الی یوم التناد

قطعۂ تاریخ طبع نفحات مکیہ شمائم امدادیہ از تازہ افاضات انوری زمان خاقانی دوران جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز دام مجدہٗ

چہ خوش رسالہ شد از فیض مرتضی خانی	کہ مستفیض شود طبع خاص و عام ازوی
بیان محرم راز حریم سبحانی ست	کہ محرمان حرم راست احترام ازوی
عنایت حق و امداد ایزدی پندار	دل توی طلبد گر نشان و نام ازوی
حلاوت سخن من بہشتیان دانند	کہ شہد و شیر بہشتم بود بکام ازوی
بجای خمکدہ این نسخہ ہست عارفرا	کہ صاف بادہ عرفان برد بجام ازوی
ہوای مصرع تاریخ در سرم پیچید	کہ غنچہ دلم آمد با بتسام ازوی
عزیز این نفحات از صبا شنید گفت	رسد شمائم امداد در مشام ازوی

۱۳۱۷

ایضاً

این نسخۂ شگرف کہ بگرفت رنگ طبع	گلدستہ ایست تازہ کہ بربست نو بہار

ہر صفحہ نافہ خیز تر از خطۂ خطا
ہر نافہ نفخہ بیز تر از نکہت تتار
دارد عیار سرمہ کی سواد او
در دیدۂ بصیرت ارباب روزگار
تفسیر حال سالک راہ ہدایتی
کر سوی مکہ گشتہ مہاجر ازین دیار
پرکار وار گرد جہان گشت سالہا
آخر گرفتہ است بہر گز چو حق قرار
در خدمتش تحیتے از من برای نسیم
وز روضۂ قبول شمیمی ہمین بیار
رنگ قبول بو کہ بیابم از و گرفت
کانفاس من چو باد بہارست مشکبار
تاریخ طبع این نفحات خوش ای عزیز
نشر شمیم نافۂ ناف زمین شمار

قطعۂ تاریخ طبع کتاب ہذا کہ از گرفتن اول حرف ہر مصرعہ تاریخ ترجمہ ظاہر میشود از عالم نامی جناب مولوی محمد حسن صاحب وحشی بلگرامی

جب امداد اللہ سے چھپ گیا
یہ نسخہ پے تحفۂ عاشقان
شب فکر وحشی میں تاریخ کا
غل اٹھا کہ ہدیہ بہار مغان

تاریخ طبع از صاحب طبع صاحب فہم ثاقب جناب حکیم محمد عبد الحکیم صاحب

این نسخہ را چون مرتضی خان زکی
ذی دانش و با خلق عالی پایگاہ
با سعی و ہم تحقیق از شوق دلے
خوش ترجمہ فرمود ز امداد الہ
ہر صفحہ اش از جلوۂ معنی شدہ
پر تو فگن بر عارفان مانند ماہ
ہر لفظ او پر نور از معنی بود
ہم معنیش روشن کن نور نگاہ

واز پرتو انوار عرفان سربسر	چون طور شد او عارفان را جلوہ گاہ
پس بہر عالم گشتہ ہادی ہر زمان	این فیض باطن از شہ ذی عز وجاہ
آن شہ کہ **امداد اللہ** آمد نام او	وان شہ کہ حصن شرع را باشد پناہ
یارب بود تنویر قلب عارفان	از پرتو عرفان امداد الہ
یارب بود روشن صراط سالکان	از حرمت آن سالک ہادی رہ
چشم و دل مسترشدین از وی بود	تابان چو خورشید و قمر شام و پگاہ
تاریخش از وی حساب آمد حکیم	مجموعۂ ملفوظ امداد الہ ۱۳۱۴ھ

تاریخ طبع از نتائج طبع عزیز از جان محمد مصطفیٰ خان سلمہ المنان

ختم شد چون این کتاب باصبح ہر شیخ و شاب	جلوہ گر گردید از مضمون و انوار غیب
ساعی آفت چو فکر سال تاریخش نمود	زد سروش عالم غیبی ندا افکار غیب ۱۳۱۴ھ

ایضاً تاریخ تالیف

عون باری سے یہ کتاب شریف	ہو چکی ختم جب تمام و کمال
صنعت تخرجہ مین آفت نے	تذکرہ لاجواب ۔ لکھا سال ۱۳۱۴ھ

مثنوی نوائے وحشی از تازہ تالیفات عالم نامی جناب مولوی محمد احسن صاحب وحشی بلگرامی دام شفاقہم

الا برکشم پردۂ راز را	بمیدان بزم عشوۂ و ناز را
چہ رازے کہ دارند مستان راز	چہ نازے کہ بینند صاحب نیاز
ہمان سر کہ دارند صاحب کرم	رجائے کہ دارند اہل ہمم

گدازی که در قلب عاشق بود
غمی کو ز غمهای فائق بود

متاعی کز و آسمان و زمین
کشیدند خطِ ابا بر جبین

چه دردی که زد شعله اش بر جهان
فگنده چنان غلغله در جهان

که نیرنگ عالم هویدا نمود
دل خلق بر خویش شیدا نمود

پسندیده بر جمله قید ملل
گرفتار او قلب اهل نِحَل

کنیسه و دیر و حرم ساخته
به هر رنگ هر سو به پرداخته

چنان کرده مدهوش صهبای خود
که مستاند در حال خود نیک و بد

کند زعم هر یک که من راستم
من اینک طریق هدی یافتم

زند طعنه بر غیر کاین بی خبر
سبیل هدایت نیابد مگر

من آنم که دانم که مقصود چیست
به پنداشتم من که معبود کیست

باسرار خلاق ارض و سما
بجز من نه شد اطلاع غیر را

منم سالک مسلک مستقیم
شده بهر من خلق خلد نعیم

یکی میزند لاف هندو منم
یکی گوید آتش پرستی کنم

یکی عاشق ملت عیسوی
یکی بندهٔ مذهب موسوی

یکی را ز بورست بس تاج سر
یکی راست زنار در زیر بر

یکی خم کند پیش آتش سرش
صلیبی یکی راست زیر برش

یکی زند وستا بخواند بجوش
یکی داد از بهر توریت هوش

ز مصحف یکی ساز دارد بدل
یکی روی خود را بمالد ز گل

یکی راست تسبیح گویان زبان
یکی سجده آرد به پیش بتان

یکی را پسندست روزه نماز — یکی را چو محمود فکر ایاز
کسی را بعالم بتقوی ست فخر — بترسد یکی هر دم از خوف حشر
یکی قاضی و صاحب سنت ست — یکی را ز پیر مغان بیعت ست
عجب شور و غوغا غرض در جهانست — که هرگز نه بر اهل دانش نهانست
خهی قدرت و لطف پروردگار — که باشد برین وضع لیل و نهار
همه کار خود میکند از گمان — مراو راست بر جمله لطف آنچنان
که هرگز کسی را نه پرده درد — نه زنهار بر کس عتابی برد
نه بیند همه آنچه انسان کنند — بر او نیز از جهل طعنه زنند
کسی راست انکار از قدرتش — کسی را بود یاس از رحمتش
کسی همتش میکند هجو شی — سراید یکی هرزه این کیست وی
یکی میکند ناز بر عقل خویش — بگوید که از من نه هیچست بیش
گرفتار هر یک بفکر و خیال — نیارد به کس قهر ایزد تعال
مسلمان و ترسا و گبر و جهود — همه را دهد رزق رب ودود
ز انعام باری همه خورند — که ایام خود را به عشرت برند
زن و بچه و ملک و مال و منال — کرامت کند جمله را ذوالجلال
ز امراض بخشد شفا جمله را — نگهدارد از لطف صبح و مسا
ز سردی و گرمی به هر لحظه — ز مهرش بهر کس رسد حصه
نه بینی مگر ای عزیز رشید — که هر دم کند رحم او بر عبید
مگر شرم ناید ترا ای پسر — که در جهل عمرت نمودی بسر

نه حق کرمهاش بشناختی / که در غفلت و حرص پرداختی

نه بینی مگر اصل خود لے غبی / که شیداشتی بر جهان چون صبی

نه دانی که از نطفه‌ات ساختند / ز خون صورت و حسنت آراستند

ز ناپاک جایے هویدا شدی / بخاک آمدی چونکه پیدا شدی

تن و جان ز آلائش آگنده بود / حواست ز طفلی پراگنده بود

نه طاقت که از چهره رانی مگس / نه نطقت که تا شیر خواهی ز کس

سراسر بُدی عاجز و ناتوان / خداوند عالم نمودت جوان

حسین و طرحدار و خوشتر نمود / وگرنه همان نطفه ات بود و بود

ازان پس شدی تو جوان دلیر / بمیدانِ پیکار غرّنده شیر

تنومند گشتی چو پیل دمان / فگندی ز خود غلغله در جهان

مگر عاقبت چیست انجام تو / چسان باشدت عاقبت کام تو

که ناگاه چون مرگ پیش آیدت / بزیرِ زمین می شود جائکت

همان دم که از تن رود جانِ پاک / نهندت عزیزانت در مهدِ خاک

چو تنها ته خاک مدفون شوی / یقین دان که آغشتهٔ خون شوی

تن تو شود روزی مار و مور / نه آید عزیزت کسے تا بگور

غلام و زن و دخت و پور و حرم / یکے را نباشد ز مرگ تو غم

همان مال کان گرد تو کردهٔ / غم و رنج ازبهر او خوردهٔ

به لهو و لعب صرف بیجا کنند / در اقصای عالم تماشا کنند

تو در قبر باشی اسیرِ بلا / به قهرِ الٰهی شوی مبتلا

تقویت رسد از خدا پی به پی   که جبّار و قهّار شد نام وی

نیابی پناهی که مصئون شوی   نه عذری که از قهر مامون شوی

نه طاقت که از حق نمائی ستیز   نه حاصل شود زان عذابت گریز

الا گر خردمند و فرزانهٔ   به عقل و هنر مردِ مردانهٔ

نباشد که چون رختِ رحلت بری   به عمر گذشته ندامت خوری

همین بایدت کوشش او اکنی   دل خود بدلدار شیدا کنی

یکی اندیشه بنمای در اصل خویش   که آئینهٔ اصل آید به پیش

غنیمت شمر مهلت اندر جهان   بکن آنچه کار آیدت ای جوان

تو بگذار این زق زق و قیل و قال   که راضی شود از تو ایزد تعال

نگویم که تندی و مستی کنی   نگویم که تو بت پرستی کنی

نگویم که باشی تو در کیش گبر   نخواهم که گشتی مسیحی به جبر

همین گویمت رسم برجان بکن   توجه سوی اصلِ انسان بکن

عمل کن بران کان ترا کردنی ست   که هر کامده در جهان رفتنی ست

بیا بندهٔ صاحبِ راز شو   به بزم حریفان دل شاد رو

گذار این همه قصهٔ ملک و دین   بشو صاحبِ درد را همنشین

ببین کیستی از کجا آمدی   بدنیای فانی چرا آمدی

مگر بخت فرخ شود یار تو   که با مه جبینان شود کار تو

بگیری یکی دلربا در کنار   ز جام سرورش شوی در خمار

زهی طالعت ای عزیز سعید   که مخمور گردی ز تابِ نبید

دهد پیر مغ مر ترا ساغری — که واهی نگردی ز در تا دری
شوی بندهٔ مخلص و بی ریا — نشینی برندان تو هم اسے کیا
پیاپی کشی ساغر باده را — شوی بنده آن مرد آزاده را
ز ناز و نیاز و ز حسن و ادا — ز اقرار و انکار آن دلربا
بدل شوق داری و سازی بآن — نه آید به لب کای چرا این و آن
نباشی گرفتار دام و درم — نه آید بدل خواهش ملک جم
همه دولت و جاه و عز و وقار — بفرمان دلدار سازی نثار
ندانی که دین و شریعت کجاست — نه بینی که تقوی و عصمت کجاست
ندانی چه چیز است نفع و ضرر — نه فهمی که خود کیست مر خیر و شر
نه رند و نه باشی نه چون پارسا — ز احباب و بیگانه باشی جدا
نه از کس ترا ننگ و عار آیدت — نه از نیک و بد هیچ کار آیدت
نباشد ترا خرقه و جبهٔ — نشینی نه زنهار در قبهٔ
نه تسبیح داری نه دستار و دلق — نه خواهی شدن شیخ نزدیک خلق
نه ترسی ز گرما و سرما گهی — نه باشد به بستان و باغت رهی
ندانی که چون بودم و چون شدم — نه فکر آیدت این چه فردا خورم
زن و مال و فرزند و اسپ و کنیز — نه در خاطرت گاه آید عزیز
شوی از همه دین و دنیا جدا — ندانی که تا چیست شاه و گدا
همه وقت باشی تو شیدای دوست — که هم تو و هم کار تو جمله زوست
نه فرقی کنی در میان حبیب — نه خواهی که زو وصل گردد نصیب

تو از جمله افکار و خواهش جدا — نه یاد آیدت از خودی و خدا

نداری ز مرگ ای پسر هیچ باک — ز خود میکنی جامهٔ عمر چاک

همان شوخ باشد نباشی تو هیچ — شود زلف او بر دلت پیچ پیچ

شوی آن چنان در کمندش اسیر — که از پیش مرگ آمدن خود بمیر

که چون مرگ آید ترا اے جوان — شود جای تو از جهان در جنان

پس آید چو زان بعد یوم عسیر — نشینی بفضل خدا بر سریر

همان باشدت در وجودِ دلت — همین ست از زندگی حاصلت

الا ای پسر این نه گفتارہاست — همین امر فرمان خیر الوراست

مگر فرض شد بر تو اے یارِ غار — که خود را نیاری سگے در شمار

چنان حفظ بنماے آن نام را — که یابے مگر عاقبت کام را

ز جودی تو خالی نباشد ازان — هر آن سو که بینی به بینی همان

دوامِ حضوریت گردد نصیب — شود کارِ تو هر زمان با حبیب

همان یار باشد همان صاحبت — همان باشدت روز و شب حفظت

بُنِ موی تو زو حکایت کند — ز مفلس مگر شهریارت کند

چنان مست در یادِ آن بت شوی — که از یاد و از عشق هم بگذری

نه در تو و او فرق ماند نه تو — نه علمِ تو ماند بماند بس او

پس آن وقت انی وست سلطان شوی — که آزاد از این و از آن شوی

پس انگه بماند همان ای عزیز — ز او تا به تو کس نداند تمیز

ز مخلوق و خالق ز دنیا و دین — از این هین گیتی و چرخِ برین

ز شمس و قمر از نسیم و سحاب ز ذرات و انجم ز نار و تراب

ز شیخ و برهمن ز ترسا و گبر ز تلخی و شیرین ز سختی و صبر

همه کان ترا در نظر آیدت همان یار دلبر نظر آیدت

بوقت سحر چهرهٔ آفتاب نمایان بآن خوبی و آب و تاب

شبانگاه انجم به بام فلک مع تیغ مه در نیام فلک

سحرگه وزیدن صبای نسیم که از زلف مشکینش آرد شمیم

به گلزار خندیدن غنچها ز بلبل سرائیدن نغمها

وزیدن هوا نازک و خوشخرام ز خوشبو شمیدن معطر مشام

مغنی و جام صبوحی و یار گرفته کسی را کسی در کنار

حریفی لب حوض با صد خروش ز ساقی صدای بنوش و بنوش

بصحرا و کوه و بباغ و به آب به عیش و نشاط و بچنگ و رباب

به درد و غم و غصه و آه و های ز صبح و مسا و ز وعظ و زنای

ز دیوار و در هم ز فرش و مکان ز کالای دکان و شیخ و شبان

همان کان ترا در نظر آیدت همان یار دلبر نظر آیدت

همین ست مقصود از بود تو وگرنه چه بود و چه نابود تو

بگویم که زنهار ای هوشمند بدنیا مشوکت رساند گزند

مپندار گفتار وحشی ست این که حکم نبی قریشی ست این

بگفتم سنت مختصر یاد دار که فردا اگر آیدت این بکار

مده گوش بر طعن این ناکسان که دنیا بدین میخرند این سگان

سپے نان بجویند در دل حیل … نمایند پیدا به ایمان خلل
شمارند خود را به از بایزید … بمانند در بند نفس پلید
نه ہمراز خدا و نه از مصطفا … نه واقف ز اسرار راه صفا
همین پیند طلمات طامات را … دو چندین مراسم و بدعات را
بدانند بس مایۂ افتخار … انا الله گویند لیل و نهار
ندارند از اصل و ایمان خبر … مخالف ز ایمای خیر البشر
رزیدند خرقه برای فریب … به گرد آمده چندکس شاب و شیب
بگویند آن ابلهان کاین ولی ست … دگر ہمنشین نبی و علی ست
چو خواهد زمین را کند ز آسمان … کرامت کند مرده را نور جان
الا ای پسر دیدار این کلام … ترا نیست زین رهزنان هیچ کام
بده دل بیار رسے که یاری کند … برسم و لا استواری کند
چو خواهی که یابی طریق صفا … بکن عادت سنت مصطفا
که جز این پی طالبان راه نیست … ورای نبی هیچ درگاه نیست
چو از صدق در راه عشق آمدی … بشو سالک مسلک احمدی
همین ست آن کو ببین یار ما … بفرمود پوشیده و برملا
همین ست کان گفت امداد ما … همین ست زاد رسین هم یاد ما
ترا هم چه گویم جز این اے همام … که بیهوده باشد دگر والسلام

تمت

بحمد الله که نسخه نافعه شمائم امدادیه قومی پریس لکهنؤ میں باه ذیحجه سنه ۱۳۱۳ھ مطبوع ہوا

اعلان

واجب الاذعان

بعد حمد خداوند عالم و
نعت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم واضح ہو کہ راقم نے اس کتاب کے ترجمہ کرنے اور چھپوانے
مین علاوہ صرف زرکثیر کے نہایت محنت وکوشش کی اور
بہت تجسس تلاش سے حضرت ممدوح دام ظلہ علینا کے حالات
اونکے خاص مریدون سے طلب کرکے جمع کیے ہین لہذا حق
تالیف وترجمہ اس کتاب کا بموجب قانون سرکاری
باضابطہ محفوظ ہے کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین بلکہ
بارسال قیمت فی نسخہ (عہ طلب فرمائین

راقم
محمد مرتضی خان منیجر کارخانہ
حضرت علی محمد علی صاحبان